نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها فأداها كما سمعها

الحديث

تذكرة الحفاظ

تاليف

امام ابو عبد الله شمس الدين محمد الذهبي

اردو ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق ظہ

تقدیم و تہذیب

منیر احمد السلفی

اسلامک پبلشنگ ہاؤس

لاہور، پاکستان

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ پوچھا کہ اے یوسف! جب تیرے بھائیوں نے تیرے قتل کا منصوبہ بنایا تھا تو تجھے قتل سے کس نے بچایا تھا؟ بولا اے میرے رب! تو نے۔ پھر پوچھا جب ایک عورت کے متعلق تمہارے دل میں غلط ارادہ پیدا ہوا تو اس کے شر سے تجھے کس نے نجات دی؟ بولے اے میرے رب تو نے۔ فرمایا پھر مجھے چھوڑ کر مخلوق سے مدد کیوں چاہی؟ عرض کی اے رب! میری زبان سے ایک بات نکل گئی جس سے میں نے اپنے دل میں راحت محسوس کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! تجھے سات سال جیل گذارنے پڑیں گے۔

نیز ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث بھی ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سوا ہر امت کے کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ جہنم میں مگر میری ساری امت جنت میں جائے گی۔

اسحاق بن داؤد کہتے ہیں: میرے علم میں ابوبکر مروزی سے بڑھ کر احکام اسلام کی پابندی کرنے والا کوئی نہیں۔ ابوبکر بن سنقہ کہتے ہیں: میں کسی کو نہیں جانتا جس نے دین کی طرف سے مروزی سے زیادہ مدافعت کی ہو۔ خلوال کہتے ہیں: ایک دفعہ مروزی جہاد کے لیے نکلے تو عقیدت مند انہیں سامرا کی جانب وداع کرنے کے لیے نکلے راستہ میں وہ انہیں واپس جانے کے لیے بار بار کہتے رہے مگر وہ پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ سامرا پہنچ کر اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تقریباً پچاس ہزار انسان ان کو وداع کرنے کے لیے وہاں تک پہنچ گئے۔

جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ فنون حدیث کا دوسروں نے ان سے زیادہ حاصل کیے مگر اتباع سنت میں امامت کے درجہ پر یہی فائز ہوئے۔ اس سلسلہ میں ان میں کوئی نہیں پائی جاتی تھی۔ انہیں بڑی جلالت و عظمت حاصل تھی۔

نیز اسی سال محدث بغداد یحییٰ بن ابی طالب اور جعفر بن برقان بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے

ابن قُتَیبہ

علم کا خزانہ ہیں مگر چونکہ حدیث کی خدمت میں ان کی مساعی چنداں قابل ذکر نہیں اس لیے میں نے ان کا تذکرہ طویل سے نہیں کیا۔

۶۵۸ ۴/۱۰ الامام الحافظ الترمذی السلمی

آپ کی کنیت ابوعیسیٰ اور اسم گرامی محمد بن عیسیٰ بن سورہ ہے۔ آپ ترمذ کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث ہیں۔ جامع السنن اور کتاب العلل کے مصنف ہیں اور آخر عمر میں کثرت گریہ کی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابن عباس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑو، نہ مذاق کرو اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جسے پورا کرنے کی نیت نہ ہو۔

Marfat.com

ابو عیسیٰ کہتے ہیں: اس سند میں مذکور راوی عبدالملک میرے نزدیک عبدالملک بن بشیر ہیں۔

میں کہتا ہوں، ہلکے پھلکے مذاق کی رخصت ہے۔

آپ نے قتیبہ بن سعید، ابومصعب، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ سدی، سوید بن نصر، علی بن حجر، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، عبداللہ بن معاویہ جمحی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور فقہ حدیث کا فن امام بخاری سے حاصل کیا۔ اور ان سے مکحول بن فضل، محمد بن محمود بن عنبر، حماد بن شاکر، عبد بن محمد (یہ سب نسفی ہیں)، ہیثم بن کلیب شاشی، احمد بن علی بن حسنویہ، ابوالعباس محبوبی اور ان کے سوا بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا۔

ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں: ابوعیسیٰ نے علم حدیث جمع کیا۔ اس فن میں کتابیں تصنیف کیں، زبانی محفوظ رکھا اور مذاکرے کیے۔ ابوسعد ادریسی کہتے ہیں: امام ابوعیسیٰ کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے عمر بن علک سے سنا ہے فرماتے تھے۔ امام بخاری فوت ہوئے تو اپنے پیچھے علم و حفظ اور ورع و زہد میں ابوعیسیٰ جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑ گئے خشیت الٰہی سے اس قدر روتے کہ نابینا ہو گئے۔ اور کئی سال اسی حالت میں زندہ رہے۔ ہمارے شیخ ابن دقیق السعید فرماتے ہیں کہ ترمذ کا تلفظ تا اور میم کے کسرہ کے ساتھ اتنا زبان زد عوام ہے کہ تواتر کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ مؤتمن ساجی کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن محمد انصاری کو تا کے ضمہ کے ساتھ بولتے سنا ہے۔ امام ابوعیسیٰ کا اپنا بیان ہے میں نے یہ کتاب تصنیف کی تو اسے حجاز، عراق اور خراسان کے علماء کے سامنے پیش کیا۔ سب نے اسے پڑھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ جس گھر میں یہ کتاب (جامع ترمذی) موجود ہے یوں سمجھو کہ اس میں خود نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کلام کر رہے ہیں۔ ابونصر عبدالرحیم بن عبدالحق یوسفی فرماتے ہیں۔ جامع ترمذی کی احادیث چار قسم کی ہیں۔ ایک قسم کی صحت یقینی ہے۔ ایک قسم ابوداؤد اور نسائی کی شرط پر ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ ایک قسم کی علت اور کمزوری انہوں نے بیان کر دی ہے اور ایک چوتھی قسم ہے اس کی حقیقت بھی انہوں نے واضح کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں کوئی حدیث ایسی درج نہیں جس پر کسی نہ کسی فقیہ نے عمل نہ کیا ہو۔

کہتے ہیں بعض محدثین نے ابوعیسیٰ کا امتحان لیا اور اپنی چالیس غریب حدیثیں ان کے سامنے پڑھیں۔ جو ابوعیسیٰ نے اسی وقت زبانی پڑھ کر سنا دیں۔ اس پر وہ بولے میں نے آپ جیسا کوئی محدث نہیں دیکھا۔ ادریسی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعیسیٰ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے مکہ کے راستہ میں ایک شیخ کی حدیث کے دو جزء لکھے۔ اتفاقاً میری ان سے ملاقات ہو گئی میں نے ان سے وہ احادیث بیان کرنے کے لیے درخواست کی جو انہوں نے منظور فرمالی میں سمجھتا تھا کہ ان کی احادیث کے لکھے ہوئے دونوں جزء میرے پاس ہیں لیکن بدقسمتی سے میرے ہاتھ میں دو سفید جزء تھے جن میں کچھ بھی تحریر نہیں تھا۔ شیخ وہ احادیث مجھے سنانے لگے لیکن جب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سفید جزء ہیں تو فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی؟ میں نے سرِ واقعہ بیان کیا اور عرض کیا آپ فکر نہ کریں آپ کی یہ کوشش رائیگاں نہیں گئی۔ مجھے آپ کی بیان کردہ تمام حدیثیں حفظ ہو گئی ہیں، لیکن وہ میری بات ماننے کے لیے تیار نہیں تھے اس لیے بولے پڑھ کر سناؤ۔ میں نے پڑھ کر سنا دیں۔ تو ان کو پھر بھی اطمینان نہ ہوا اور کہنے لگے تم نے یہ پہلے یاد کر رکھی ہوں گی۔ میں نے عرض کیا آپ دوسری احادیث بیان کر کے دیکھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے چالیس احادیث اور بیان کیں۔ میں نے وہ بھی انہیں پڑھ کر سنا دیں اور ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔

Marfat.com

امام ابوعیسیٰ سے امام بخاریؒ وغیرہ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے۔
آپ نے ۱۳ رجب ۲۷۹ھ میں اپنے شہر ترمذ میں ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
اس سال مسند محدث احمد بن خلیل بن ثابت برجلانی جو بغداد کے ایک محلہ برجلان کی طرف منسوب ہیں۔ مسند ابراہیم بن عبداللہ عبسی قصار کوفی امام وکیع کے آخری شاگرد، محدثِ مکہ ابو یحییٰ عبداللہ بن احمد بن ابی میسرہ اور بغداد میں ۹۰ سال عمر پاکر محدث جعفر بن محمد شاکر دارِ فنا کو چھوڑ کر دارِ بقار کی طرف سدھارے۔

۶۵۹ $\frac{۵}{۱۰}$ الحافظ الکبیر امام ابنِ ماجہ قزوینی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور اسم گرامی محمد بن یزید ہے اور ابنِ ماجہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ سنن، تفسیر اور تاریخ کے مصنف ہیں۔ ملکِ خراسان کے محدث ہیں۔ آپ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور محمد بن عبداللہ بن نمیر، جبارہ بن مغلس، ابراہیم بن منذر حزامی، عبداللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن رمح، داؤد بن رشید اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے محمد بن عیسیٰ ابہری، ابوعمرو احمد بن محمد بن حکیم، ابوالحسن قطان سلیمان بن یزید فامی، احمد بن روح بغدادی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔
خود فرماتے ہیں: میں نے اپنی یہ سنن تصنیف کرنے کے بعد امام ابوزرعہ کے سامنے پیش کی تو مطالعہ کے بعد فرمانے لگے میرا خیال ہے کہ اگر یہ لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ گئیں تو حدیث کی موجودہ ساری کتابیں یا ان میں سے اکثر بے کار ہو جائیں گی پھر فرمایا شاید اس میں پوری تیس حدیثیں بھی ایسی نہیں جن کی سند انتہائی کمزور ہے۔ ابویعلی خلیلی کہتے ہیں: ابنِ ماجہ ثبت قابل اعتماد ہیں ان کی جلالت قدر پر سب کا اتفاق ہے ان کا قول حجت ہے۔ معرفت اور حفظ میں بلند مقام پہ فائز ہیں۔ تحصیل حدیث کے لیے آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ معظمہ، شام اور مصر جیسے دور دراز ممالک کے سفر کیے۔
میں کہتا ہوں ابوعبداللہ کی کتاب (سنن ابن ماجہ) بہت اچھی کتاب ہے اگر اس میں انتہائی کمزور [illegible] میں کم ہیں) اندراج نہ ہوتا تو بہت خوب تھا۔
آپ نے ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ سنن ابن ماجہ میں ۳۲ کتابیں ہیں اور ابوالحسن قطان شاگرد رشید امام ابنِ ماجہ کے قول کے مطابق اس میں ایک ہزار پانچ سو باب اور چار ہزار احادیث محفوظ ہیں۔ اسی سال ۲۷۳ھ میں محدث نصیبین امام اسحاق بن سیار نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت جابر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو سورج ڈوبتا ہوا نظر آتا ہے وہ آنکھیں مل کر اٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے چھوڑ جاؤ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ حدیث حافظ ضیاؒ نے ابن قدامہ سے اپنی کتاب مختارہ میں روایت کی ہے۔

۶۶۰ $\frac{۶}{۱۰}$ الحافظ الحجۃ امام احمد بن سلمہ بزاز نیشاپوری

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے اور لقب عدل ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث اور ثبت

Marfat.com

ہیں۔ بزازی کا کاروبار کرتے تھے۔ طلبِ حدیث میں بلخ اور بصرہ تک امام مسلم کے ہمسفر تھے۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن معاویہ، ابوکریب، عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ان کے اساتذہ ابوزرعہ اور ابنِ وارہ کے علاوہ ابوحامد بن شرقی، ابوالفضل محمد بن ابراہیم اور ایک دوسری جماعت نے استفادہ کیا۔ صحیح مسلم جیسی ایک کتاب مستخرج کے مصنف ہیں شیخ ابوالقاسم نصرآبادی کہتے ہیں: میں نے امام ابوعلی ثقفی کو خواب میں دیکھا۔ مجھے کہتے تھے: احمد بن سلمہ کی صحیح کو لازم پکڑو۔ ان کا اپنا بیان ہے ایک دفعہ میرے والد نے امام اسحاق بن راہویہ کی دعوت کی ان کی غرض یہ تھی کہ ان سے میرے امام قتیبہ کے پاس جانے کے سلسلہ میں مشورہ لیں۔ چنانچہ کہنے لگے میرا یہ لڑکا امام قتیبہ کی خدمت میں جانے کے لیے مصر ہے آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ اور انہوں نے میرے ساتھ اپنی شفقت اور محبت کا ذکر بھی کیا۔

امام اسحاق نے میری طرف دیکھا اور فرمایا یہ میری مجلس میں میرے نزدیک بیٹھتے ہیں اور مجھ سے بہت کچھ سماع کر چکے ہیں۔ ابو رجا نے جتنے اہلِ علم سے مل کر علم حاصل کیا ہے ہم نہیں کر سکے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں اجازت دیدیں ممکن ہے یہ کسی دن بہت نفع حاصل کریں۔ انہوں نے جمادی اخری ۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

اس سال شیخ الصوفیہ ابوسعید خراز، سیرت کے راوی ابوسعید عبدالرحیم بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن برقی، شاعر دوران ابو عبادہ ولید بن عبید طائی بحتری، مسند احمد بن علی بغدادی خراز، احمد بن معلی دمشقی قاضی، یمن میں امام عبدالرزاق کے تلامذہ ابراہیم بن سوید سامی، ابراہیم بن برہ صنعانی، حسن بن عبدالاعلیٰ یوسی، محمد بن وضاح قرطبی اور کچھ دوسرے مشاہیر نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۶۱ ۷/۱۰ امام ابراہیم بن ابی طالب نَیسابوری

آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے گرامی قدر حافظِ حدیث اور شیخ خراسان ہیں۔ آپ نے اسحاق بن راہویہ، محمد بن ابان بلخی، محمد بن مہران، داؤد بن رشید، ابومصعب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابن خزیمہ، ابوالولید حسان بن محمد اور ان کے شہر کے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپ عظیم الشان امام تھے۔ امام حاکم کہتے ہیں معرفتِ حدیث اور رجال میں اپنے زمانہ کے امام ہیں۔ شیوخ اور علل حدیث کو جمع کیا۔ امام احمد کی خدمت میں حاضر ہو کر مذاکرے کیے اور ان سے حدیث کی کتابت کی۔ ان کو بچپن میں امام ابوعلی نیشاپوری نے دیکھا تو فرمایا میں نے آج ایک ایسا شیخ دیکھا ہے کہ میری آنکھوں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ محمد بن یعقوب حافظ کہتے ہیں۔ ہمارے اس شہر نے تین آدمی پیدا کیے ہیں۔ محمد بن یحیی، مسلم اور ابراہیم بن ابی طالب۔ احمد بن اسحاق فقیہ کہتے ہیں: میں نے محدثین میں ابراہیم بن ابی طالب سے زیادہ ہیبت ناک آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ ہم ان کی مجلس میں اس طرح خاموش بیٹھتے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھتے ہیں۔ ایک دفعہ ابوزکریا عنبری نے چھینک لی۔ اور اس کو چھپانے کی بہت کوشش کی تو میں نے آہستہ سے ان کے کان میں کہا ڈرو مت تم خدا تعالیٰ کے سامنے تو نہیں بیٹھے ہو۔ ابن شرقی کہتے ہیں خراسان نے پانچ باکمال آدمی پیدا کیے ہیں۔ دارمی، بخاری، محمد بن یحییٰ، مسلم اور ابراہیم بن ابی طالب۔ امام حاکم کہتے ہیں: ابراہیم نے ایک دکان سترہ درہم ماہوار کرایہ پر دے رکھی تھی۔ اس سے اپنا خرچ چلاتے

تھے۔ انہوں نے کتاب العلل بلا معاوضہ املا کرادی تھی۔

آپ نے رجب ۲۹۵ھ میں انتقال کیا۔

ہمیں ان کے واسطہ سے حضرت علی کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور سیدھا چلنے کا سوال کرو۔ ہدایت کا سوال کرتے وقت ٹھیک رستے پر جانے اور سیدھا چلنے کا سوال کرتے وقت تیر سیدھا کرنے کا تصور اپنے دماغ میں رکھو۔

اس سال شیخ الصوفیہ ابوالحسن احمد بن محمد نوری، مسندِ بغداد ابوشعیب عبداللہ بن حسن بن احمد بن ابی شعیب حرانی اور فقیہ عراق ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر ترمذی شافعی بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ مؤخر الذکر کی عمر نوے سال تھی۔

۶۶۲ ۸/۱۰ الحافظ الامام الاَبَّار بغدادی

آپ کی کنیت ابوالعباس، نام احمد بن علی بن مسلم اور لقب "ابار" ہے۔ بغداد کے رہنے والے جلیل القدر محدث ہیں۔ آپ مسدد، علی بن جعد، شیبان بن فروخ، امیہ بن بسطام، وحیم اور دوسرے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہیں اور ان سے دعلج، ابوبکر نجاد، ابوسہل بن زیاد، قطیعی اور دوسرے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

خطیب کہتے ہیں: ثقہ، حافظ، متقن اور اچھے مذہب والے تھے۔ جعفر خلدی کہتے ہیں۔ ابار سب سے بڑے زاہد تھے انہوں نے قتیبہ کی خدمت میں جانے کے لیے اپنی والدہ سے اجازت مانگی۔ اس نے اجازت نہ دی جب وہ فوت ہوئی تو بلخ کے سفر پر روانہ ہوئے مگر اس وقت امام قتیبہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے لوگ ان سے اس مصیبت پر تعزیت کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں آپ تاریخ اور دوسری بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۵ شعبان ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

اس سال حسن بن سہل مجوز تلمیذ ابوحاتم، محمد بن زکریا غلابی اخباری، محمد بن عباس مؤدب اور محمد بن [illegible] نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ سب امام طبرانی کے اساتذہ ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے مالک بن صعصعہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن میں بیت اللہ کے پاس نیم بیداری کی حالت میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا ان تینوں میں سے ایک درمیان والا ہے۔ چنانچہ مجھے باہر لایا گیا اور میرا سینہ چاک کیا گیا۔ پھر سونے کے ایک تھال میں زمزم کا پانی لایا گیا۔ میرا دل نکال کر اس میں دھویا گیا۔ پھر اپنی جگہ پر رکھا گیا اور اس میں ایمان اور حکمت بھر دی گئی۔ پھر میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اس کا نام براق تھا۔ اس پر مجھے سوار کیا گیا اور ہم چل پڑے حتیٰ کہ آسمان دنیا پر آگئے۔ (الحدیث)

امام بخاری نے یہ حدیث اپنی صحیح میں بدء سے چار مقام پر ذکر کی ہے۔ ہم نے اپنی سند میں ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔

Marfat.com

۶۶۳ ۹/۱۰ الحافظ الکبیر امام ابن عاصم شیبانی

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام احمد بن عمرو بن ابی عاصم ہے۔ بہت بڑے حافظِ حدیث، مشہور زاہد اور شہر اصفہان کے قاضی تھے۔ آپ نے اپنے نانا ابو سلمہ تبوذکی، ابوالولید، ہدبہ بن خالد، ہشام بن عامر، ازرق بن علی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ بہت طویل سفر کیے اور مفید اور نافع کتابیں تصنیف کیں۔ اور ان سے احمد بن بندار شعار، احمد بن معبد سمسار، ابو محمد بن حیان الحافظ، ابو احمد عسال، محمد بن احمد کسائی، عبدالرحمان بن محمد بن سیاہ اور دوسرے بہت سے اصفہانی لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں آپ صدوق ہیں؛ ۱۶ سال تک اصفہان کے قاضی رہے۔ پھر ان کے اور علی بن متویہ کے درمیان تنازع ان کے معزول ہونے کا سبب بنا کہتے ہیں بصرہ میں زنگیوں کے فتنہ میں ان کی تمام کتابیں ضائع ہو گئی تھیں اور انہوں نے اپنی قوی یادداشت کے باعث پچاس ہزار حدیثیں دوبارہ لکھ لیں۔ ابن الاعرابی "طبقات النساک" میں لکھتے ہیں: میں نے اس شخص سے سنا ہے جو بیان کرتا تھا۔ کہ ابنِ ابی عاصم کو شفیق بلخی کے ایک ہزار مسئلے زبانی یاد تھے۔ آپ حدیث اور فقہ کے حافظ تھے۔ ظاہر حدیث پر عمل کرنا ان کا مذہب تھا۔ آپ رائے و قیاس کے قائل نہیں تھے۔ ابو نعیم حافظ کہتے ہیں: اہلِ ظاہر کے مذہب پر کاربند تھے۔ صالح بن احمد کے بعد قاضی مقرر ہوئے۔

ربیع الاول ۲۸۷ھ میں آپ فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ۔ ان کی بہت سی کتابیں ہمارے ہاتھ آگئی تھیں۔ ابو موسیٰ مدینی نے ایک مستقل کتاب میں ان کی مفصل سوانحعمری لکھی ہے نیز اسی سال نبیط بن شریط کے نسخہ کا مالک جس کا واضع احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط اشجعی کوفی ہے مصر میں فوت ہوا یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا تھا مگر یہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

مجھے ان کے ذریعے حضرت سمرہ بن جندب کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی آذان سن کر اور صبح کاذب دیکھ کر سحری کھانا بند نہ کرو بلکہ کناروں میں پھیلنے والی صبح صادق نمودار ہو جائے تو پھر کھانے سے ہاتھ اٹھالو۔

۶۶۴ ۱۰/۱۰ شیخ ماوراء النہر امام جزرہ بغدادی اسدی

آپ کی کنیت ابوعلی، نام صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب اور لقب جزرہ ہے۔ بغداد کے رہنے والے بہت بڑے عالم اور پختہ کار حافظِ حدیث ہیں۔ بخارا میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ ۲۰۵ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ حجاز، شام، مصر، خراسان اور ماوراء النہر کے دور دراز شہروں میں گھوم پھر کر سعید بن سلیمان سعدویہ، خالد بن خداش، علی بن جعد، ابونصر تمار، یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل، یحییٰ حمانی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے امام مسلم صحیح کے سوا دوسری کتابوں میں، ابونصر محمد بن محمد فقیہ، خلف بن محمد خیام، ابو احمد علی بن محمد جبیبی، بکر بن محمد دمینی، احمد بن سہل، محمد بن محمد بن صابر اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ۲۶۶ھ میں بخارا میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہاں کے حاکم ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: آپ ثقہ، حافظ اور عارف ہیں۔ ابوسعد ادریسی کہتے ہیں: صالح کے زمانہ میں عراق اور خراسان میں

Marfat.com

ان جیسا قوی الحافظہ میں کوئی دوسرا آدمی نہیں جانتا۔ ماوراءالنہر کے علاقہ میں آئے تو عرصہ دراز تک زبانی حدیث بیان کرتے رہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی نے ان کی غلطی نہیں پکڑی۔ میں نے حافظ ابن عدی کو دیکھا ہے کہ وہ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کی جلالتِ قدر کے معترف تھے۔

خطیب فرماتے ہیں: یہ مدت مدید تک زبانی حدیث بیان کرتے رہے اور اپنے پاس کوئی کتاب نہیں رکھتے تھے۔ پختہ کار، صدوق اور ظرافت پسند تھے۔ سہل بن شاذویہ کہتے ہیں: میں نے امیر خالد بن احمد کو سنا ابوعلی سے پوچھ رہے تھے آپ کا لقب جزرہ پڑنے کی وجہ کیا ہے؟ بولے ہمارے ہاں ایک دفعہ محدث عمر بن زرارہ تشریف لائے انہوں نے عبداللہ بن بسر کی یہ حدیث بیان کی کہ ان کے پاس مریضوں کے لیے ایک خرزہ (خرمہرہ) تھا میں اس مجلس میں حاضر نہیں تھا میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی تو میرے منہ سے غلطی سے خرزہ کی بجائے جزرہ نکل گیا یہ سن کر حاضرین ہنس پڑے اس وقت سے میرا لقب جزرہ پڑ گیا۔ میں نے اپنی تاریخ میں جزرہ کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور ان کے کچھ نوادرات بھی ذکر کئے ہیں۔

آپ نے ذی الحجہ ۲۹۳ھ میں جان جان آفرین کے حوالے کی۔ اسی سال مسندِ اصفہان محمد بن اسد مدنی امام طیالسی کے آخری شاگرد، مسند محمد بن عبدوس بن کامل سراج اور مسندِ نیشاپور داؤد بن حسین بیہقی نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

۶۶۵ $\frac{11}{10}$ الحافظ المسند امام ابن الضریس بجلی رازی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور اسم گرامی محمد بن ایوب بن یحیی بن ضریس ہے۔ رے کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور کتاب فضائل القرآن کے مصنف ہیں۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور قعنبی، مسلم بن ابراہیم، ابوالولید طیالسی، محمد بن کثیر عبدی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے احمد بن اسحاق بن نیخاب، اسماعیل بن نجید، عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رازی اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے میں نے محمد بن ایوب سے سنا ہے فرماتے تھے جب میں آخری مرتبہ بصرہ میں [illegible] تو میں نے حدیث لکھنے والے کاتبوں کو دس ہزار درہم اُجرت دی۔ عبدالرحمان بن ابی حاتم اور خلیلی نے ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے یہ محدث ابن محدث ہیں اور ان کے دادا یحییٰ امام سفیان ثوری کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں میں نے روح ہروی سے ان کی عالی حدیثیں بطور اجازت سنی ہیں۔ آپ عاشورا کے دن ۲۹۴ھ میں رے میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی کھڑا ہو کر پانی پیئے۔

یہ حدیث ابوداؤد نے مسلم بن ابراہیم کے واسطہ سے اپنی سنن میں ذکر کی ہے۔ ہم نے ملوکے ساتھ ان کی موافقت کی ہے اور امام مسلم نے بھی اسے اپنی صحیح میں بواسطہ ابن ابی شیبہ عن وکیع عن ہشام ذکر کیا ہے۔ میرے لیے ان کی عالی حدیثیں جزء ابن نجید میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

۶۶۶ ۱۲/۱۰ الحافظ القدوۃ امام ابو عمرو مستملی نیشابوری

آپ کا اسم گرامی احمد بن مبارک ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور نامور زاہد ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات تھے قتیبہ بن سعید، یزید بن صالح، احمد بن حنبل، سہل بن عثمان عسکری، عبیداللہ قواریری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے ابو عابد ابن الشرقی، زنجویہ بن محمد، محمد بن صالح اور اہلِ نیشاپور فیضیاب ہوئے۔

فنِ حدیث کے عالم تھے اور ۲۲۸ھ سے لے کر آخر زندگی تک بطور مستملی کام کرتے رہے۔ ابو بکر ضبعی کہتے ہیں ابو عمرو قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ میں کہتا ہوں ان سے ابو عبداللہ بن اخرم اور محمد بن داؤد زاہد نے بھی حدیث بیان کی ہے۔ ان کے واسطہ سے ہماری احادیث مزکیات میں مذکور ہیں۔ آپ نے جمادی اخریٰ ۲۸۲ھ میں انتقال فرمایا۔

اس سال قعنبی سے موطا کے راوی فقیہ اسحاق بن حسن حربی، ابو خالد عبدالعزیز بن معاویہ قرشی، ہشام بن علی سیرافی، یزید بن ہیثم نادا اور محمود بن فرج اصفہانی زاہد نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

۶۶۷ ۱۳/۱۰ امام محمد بن جابر بن حمّاد مروزی

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ مرو کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور ممتاز فقیہ ہیں۔ امام حاکم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے انہوں نے حالتِ کہولت میں انتقال کیا۔ میں کہتا ہوں بلکہ بوڑھے ہو کر فوت ہوئے۔ ہدبہ بن خالد، شیبان بن فروخ، ابو مصعب، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، اسحاق، حیان بن موسیٰ، علی بن حجر اور احمد بن صالح سے حدیث کا سماع کیا۔ تحصیلِ علم کے لیے مصر، شام، حجاز اور عراق جیسے دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ اور ان سے امام بخاری اپنی تاریخ میں، ابن خزیمہ، ابو حامد ابن شرقی، ابو العباس دغولی اور ابو العباس محبوبی روایت کرتے ہیں۔

آپ نے ۲۳ شوال ۲۷۹ھ میں مرو میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۶۸ ۱۴/۱۰ الحافظ المؤذن امام حکیم ترمذی

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن علی بن حسن ہے۔ ترمذ کے رہنے والے نامور زاہد اور مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ اپنے والد، قتیبہ بن سعید، حسن بن عمر بن شقیق، صالح بن عبداللہ ترمذی، یحییٰ بن موسیٰ خت، عتبہ بن عبداللہ مروزی، عباد بن یعقوب رواجنی اور ان کے طبقہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فنِ حدیث پر بہت توجہ مبذول کی اور اس کی تحصیل کے لیے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ اور ان سے یحییٰ بن منصور قاضی، حسن بن علی اور علماء نیشاپور نے روایت کی ہے۔ موصوف نیشاپور ۲۸۵ھ میں آئے تھے۔

سلمی کہتے ہیں: اہلِ ترمذ نے ان کو کتاب ختم الولایۃ اور کتاب علل الشریعۃ کے وجہ سے شہر سے نکال دیا تھا۔ وہ کہتے تھے ان کا دعویٰ ہے کہ اب اولیاء ختم ہو گئے ہیں اور یہ ولایت کو نبوت سے افضل سمجھتے تھے اور دلیل میں وہ حدیث پیش کرتے

Marfat.com

تھے جس میں "یغبطھم النبیون والشھداء" آیا ہے۔ کہتے تھے اگر ولی افضل نہ ہوتے تو انبیاء اور شہداء ان پر رشک نہ کرتے۔
یہ ترمذ سے نکل کر بلخ آ گئے۔ یہاں کے لوگوں نے مذہب میں موافقت کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔
میں کہتا ہوں یہ تقریباً ۸۰ سال زندہ رہے۔

۶۶۹ ۱۵/۱۰ امام احمد بن نضر بن عبدالوہاب

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور اس فن کے ممتاز امام ہیں۔ شیبان، ابومصعب، سہل بن عثمان، اسحاق بن راہویہ، ہدبہ بن خالد اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ بصرہ کے علماء میں فنِ تجوید کے ماہر تھے۔ امام بخاری جب نیشاپور تشریف لائے تو ان کے اور ان کے بھائی محمد بن نضر کے ہاں فروکش ہوئے امام حاکم نے یہ بھی کہا ہے کہ امام بخاری اپنی صحیح میں ان دونوں کی حدیث بیان کرتے ہیں یہ دونوں بھائی اسناد اور سماع میں شریک ہیں۔

میں کہتا ہوں امام بخاری احمد سے بڑے ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے امام بخاری کے سوا ابوحامد ابن الشرقی، محمد بن یعقوب بن اخرم، احمد بن اسحاق صیدلانی، محمد بن صالح بن ہانی، ابوالفضل محمد بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ امام بخاری ایک حدیث میں کہتے ہیں کہ اس کا کچھ حصہ مجھے احمد نے درست کرایا ہے۔ اور اس سے احمد بن نضر مراد ہیں۔ امام احمد بن حنبل مراد نہیں ہیں۔ امام بخاری نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے "حدثنا محمد نا عبیداللہ بن معاذ" امام حاکم کہتے ہیں اس محمد سے مراد محمد بن نضر ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ ۲۹۰ھ کے قریب قریب فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ جب ابوجہل نے کہا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک الخ تو یہ آیت نازل ہوئی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم الآیۃ امام بخاری نے یہ حدیث احمد بن [illegible] سے بیان کی ہے اور امام مسلم نے ملو کے ساتھ عبیداللہ سے ذکر کی ہے۔

۶۷۰ ۱۶/۱۰ امام محمد بن وضاح بن بزیع

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ قرطبہ کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں اور اندلس کے خلیفہ اول عبدالرحمٰن الداخل اموی کے مولیٰ ہیں۔ قرطبہ میں ۱۹۹ھ یا ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ لیثی، اسماعیل بن ابی اویس، زہیر بن عباد، اصبغ بن فرج، حرملہ، اسحاق بن ابی اسرائیل، یعقوب بن کاسب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ انہوں نے ایک دفعہ پہلے سفر کیا اور آدم بن ابی ایاس اور ان کے طبقہ کے دوسرے محدثین سے ملاقات بھی کی۔ لیکن اس وقت حصولِ تعلیم کی طرف توجہ نہ کی پھر دوبارہ سفر کیا اور حجاز، شام، عراق اور مصر کے ساطین علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا علومِ دین اور فنونِ حدیث سے آراستہ ہو کر وطن کی طرف مراجعت کی۔ ان کی اور بقی کی مساعی سے ملکِ اندلس دارالحدیث بن گیا۔
ابنِ فرضی کہتے ہیں، آپ حدیث کے عالم اور اس کی اسانید میں بصیرت رکھتے تھے۔ علل حدیث پر ماہرانہ کلام کرتے

Marfat.com

تھے۔ رجال کے متعلق بہت واقعات جانتے تھے۔ عابد، زاہد، عفیف اور علم حدیث کی نشر و اشاعت میں بہت صبر کرنے والے تھے۔ ان کی ذات سے اہلِ اندلس کو بہت نفع ہُوا۔ احمد بن حباب ان کو اپنے زمانہ کے سب علماُ سے مقدم سمجھتے تھے اور ان کی بہت تعظیم کرتے ان کی عقلمندی، پرہیزگاری اور فضیلت کے بڑے مداح تھے۔ لیکن حدیث کا بکثرت رد کرنے کی وجہ سے ان پر ناراض تھے۔ ابنِ فرضی کہتے ہیں: اکثر ثابت شدہ حدیث کے متعلق کہہ دیتے تھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔ بہت غلطیاں کرتے تھے جو اہلِ علم کے ہاں ان کے متعلق محفوظ ہیں۔ تصحیف بھی بکثرت کرتے تھے۔ ادب اور علم فقہ سے بھی ناواقف تھے۔

میں کہتا ہوں: احمد بن خالد بن حباب، قاسم بن اصبغ، محمد بن عبدالملک بن امین، ابوعمر احمد بن عبادہ، محمد بن مسور فقیہ اور اُندلس کے دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ ابنِ حزم کہتے ہیں۔ ابن وضاح روزہ میں چار چار دن تک وصال کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں آپ نے محرم ۲۸۹ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابنِ عمر کی یہ روایت ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا، اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ احرام باندھا مکہ معظمہ میں آئے تو آپ نے فرمایا جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے۔ ان لوگوں کے سوا جن کے پاس قربانی تھی، سب لوگ حلال ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے پاس قربانی تھی اس لیے آپ حلال نہیں ہوئے۔

۶۷۱ ۱۷/۱۰ امام قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار اُندلسی قُرطبی

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ قرطبہ کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے مولیٰ تھے۔ ابنِ وضاح اور بقی کی طرح یہ بھی اندلس کے محدثین اور فقہا کے شیخ ہیں۔ آپ نے ابراہیم بن منذر حزامی، ابراہیم بن محمد شافعی، ابوالطاہر بن سرح، حارث بن مسکین اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ابنِ عبدالحکم کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے۔ حتیٰ کہ علمِ فقہ میں مہارت حاصل کر لی اور امامت اور اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ مقلدین کی تردید میں کتاب الایضاح فی الرد علی المقلدین تصنیف کی تھی۔ اور ان سے احمد بن حباب، محمد بن عمر بن لبابہ، ان کے صاحبزادے محمد بن قاسم، محمد بن عبدالملک بن امین اور سعید بن عثمان اعیانی روایت کرتے ہیں۔

ابن الفرضی کہتے ہیں: آپ ابن عبدالحکم کے حلقۂ درس میں دیر تک رہے ان سے اور مزنی سے علمِ فقہ انتہائی تحقیق اور محنت سے حاصل کیا۔ اس میں اتنی بصیرت پیدا کی کہ تقلید کی بجائے اجتہاد اور اتباعِ دلیل کا مسلک اختیار کیا۔ البتہ ان کا امام شافعی کے مذہب کی طرف کچھ رجحان تھا۔ حسنِ نظر اور دلیل و حجت کی پیروی میں سارے اندلس میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔ احمد بن خالد کہتے ہیں: میں نے قاسم جیسا فقہ کا ماہر کوئی نہیں دیکھا۔ محمد بن عبداللہ بن قاسم زاہد کہتے ہیں، میں نے اندلس کے امام حدیث بقی بن مخلد سے سنا ہے فرماتے تھے: قاسم بن محمد، محمد بن عبداللہ بن حکم سے بڑے عالم تھے۔ اسلم بن عبدالعزیز کہتے ہیں: میں نے ابن الحکم سے سنا ہے فرماتے تھے ہمارے پاس اہلِ اندلس میں سے قاسم بن محمد سے بڑا کوئی عالم نہیں آیا۔ ابنِ عبدالبر کہتے ہیں: قرطبہ میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد بن حباب سے بڑا فقیہ کوئی نہیں ہے۔

قاسم ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

۶۷۲ ۱۸/۱۰ حافظ الامام الخشنی اللغوی القرطبی

آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ ہے۔ قرطبہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور ممتاز لغوی ہیں۔ مختلف کتابوں کے مصنف ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ لیثی، محمد بن ابی عمر عدنی، سلمۃ بن شبیب، محمد بن بشار اور ان کے طبقہ سے بہت زیادہ روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے اسلم بن عبدالعزیز، محمد بن قاسم، قاسم بن اصبغ، ان کے صاحبزادے محمد بن محمد خشنی اور دوسرے لوگوں نے استفادہ کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ میں سفرِ حج میں حضرت ابوطلحہ کا ردیف تھا۔ راستہ میں چلتے وقت ابوطلحہ کا گھٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے چھو جاتا تھا۔ آپ حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک پکارتے تھے۔

میں کہتا ہوں آپ ثقہ اور عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ علمِ حدیث میں اتنا اونچا مقام رکھتے تھے کہ مشہور محدث بقی بن مخلد اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوتا تھا۔ انہیں قاضی القضاۃ کا منصب پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ان عہدوں سے آزاد رہ کر اندلس میں علمِ حدیث کی خوب نشر و اشاعت کی۔
آپ تقریباً ۸۰ سال عمر پاکر ۲۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ موت میں ان کے ساتھ رفاقت کرنے والے محدثین کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

اسی سال ان کے ساتھ ان کے ہم نام ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام وراق محدث نیشاپور کا انتقال ہوا۔ یہ بزرگ شیخ خراسان یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کے شاگرد ہیں بڑے عابد، زاہد تھے۔ انہوں نے ان سے ان کی کتابوں کا اور امام اسحاق بن راہویہ سے ان کی تفسیر کا سماع کیا۔ روزہ اور قیام کے عادی تھے۔ خدا پرست اور قابلِ اعتماد عالم تھے۔ ان سے ابوحاتم ابن الشرقی بن حسن اور ایک دوسری جماعت روایت کرتی ہے۔

آپ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۷۳ ۱۹/۱۰ الحافظ الکبیر امام خیاط السنۃ سجزی

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمان، نام زکریا بن یحییٰ بن ایاس اور لقب خیاط السنہ ہے۔ سجستان کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث اور قابلِ اعتماد محدث ہیں۔ آپ نے دمشق میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے قتیبہ بن سعید شیبان بن فروخ، صفوان بن صالح، بشر بن ولید، اسحاق بن راہویہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ طلبِ علم کے لیے بہت دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ امام نسائی ان سے بہت زیادہ روایت بیان کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن جوصاء، ابوعلی بن ہارون امام طبرانی اور دوسرے لوگ بھی ان سے مستفید ہوئے۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ عبدالغنی ازدی کہتے ہیں ثقہ اور حافظ حدیث ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ نے ۹۴ سال

Marfat.com

عمر پاکر ۲۸۹ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور اسی سال ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم قرشی بسری دمشقی، مسند احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ سلمی دمشقی اور انس بن سلم دمشقی نے بھی دنیا چھوڑ کر آخرت کا سفر کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے مل کر فرمایا۔ جبرائیل خبر لایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُم کلثوم کو آپ کے نکاح میں دے دیا ہے۔ اس کا مہر رقیہ کے مہر کے برابر ہے اور وہ آپ کی صحبت میں اتنا عرصہ رہے گی جتنا عرصہ رقیہ رہی ہے۔

۶۷۴ $\frac{۲۰}{۱۰}$ شیخ الاسلام امام محمد بن نصر مروزی فقیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ مرو کے رہنے والے نامور فقیہ اور جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ، یزید بن صالح، صدقہ بن فضل، شیبان بن فروخ، سعید بن عمرو اشعثی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ہشام بن عمار اور دوسرے بہت سے لوگوں سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ اور اس فن میں درجۂ کمال حاصل کیا۔ خطیب نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عبدان بن عثمان مروزی سے حدیث بیان کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ صحابہ اور بعد کے لوگوں کے اختلاف کو سب محدثین سے زیادہ جانتے تھے۔ اور ان سے ابوالعباس سراج، ابوحامد ابن الشرقی، ابوعبداللہ بن اخرم، ابو نضر محمد بن محمد فقیہ، محمد بن اسحاق سمرقندی اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پوچھا عائشہ! تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز موجود ہے؟ میں نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ فرمایا اچھا تو میں پھر روزہ رکھ لیتا ہوں۔

امام مسلم نے یہ حدیث ابوکامل سے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ اپنے زمانہ میں بلا نزاع اہل حدیث کے امام ہیں۔ ابوبکر صیرفی کہتے ہیں: یہ اگر کتاب القسامہ کے سوا اور کوئی کتاب تصنیف نہ کرتے تو یہی ان کے سب لوگوں سے بڑے فقیہ ہونے کا کافی ثبوت ہوتا۔ صبغی کہتے ہیں: ہم نے یحییٰ بن یحییٰ کے بعد خراسان کے فقہاء میں محمد بن نصر سے زیادہ عقلمند کوئی امام نہیں دیکھا۔ ابن عبدالحکم کہتے ہیں: محمد بن نصر تو مصر میں بھی امام ہیں۔ خراسان میں بھلا کیسے امام نہیں ہوں گے؟ ابوعبداللہ بن اخرم کہتے ہیں: محمد بن نصر ۲۶۰ھ میں اپنے دوسرے سفر سے واپس آئے تو تجارت کے لیے اپنا مال ایک مضارب کو دے دیا۔ اور خود عبادتِ الٰہی اور خدمتِ علم میں مصروف ہو گئے۔ پھر ۲۷۵ھ میں سمرقند چلے گئے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ سے کئی دفعہ سنا ہے جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے ابوعبداللہ مروزی سے پوچھو۔ ابوبکر صبغی کہتے ہیں محمد بن نصر امام ہیں: میں نے کوئی آدمی ان سے اچھی نماز پڑھتا نہیں دیکھا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک دفعہ ایک بھڑ ان کی پیشانی پر ڈنگ مارنے لگی جس سے آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا، مگر آپ نے حرکت نہیں کی۔ ابن اخرم کہتے ہیں: بسا اوقات مکھی ان کے کان پر بیٹھ کر کاٹتی جس سے خون بہنے لگتا مگر آپ اس کو اپنے بدن سے نہ اڑاتے۔ ہم ان کے خشوع اور بہترین طریقہ پر نماز پڑھنے سے تعجب کرتے تھے۔ اپنی ٹھوڑی سینہ سے

لگا لیتے اور ایسے کھڑے ہو جاتے جیسے کوئی لکڑ کا ستون ہے۔ بڑے خوبصورت تھے چہرہ اس طرح سرخ تھا جیسے اس پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں اس پر سفید داڑھی بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔

محمد بن عبدالوہاب ثقفی کہتے ہیں، حاکم خراسان اسماعیل بن احمد آپ کو سالانہ چار ہزار درہم وظیفہ دیتا تھا۔ اتنی ہی رقم آپ کے بھائی احمد اور اتنی ہی سمرقند کے عوام آپ کی نذر کرتے تھے۔ مگر آپ کا اہل و عیال نہیں تھا۔ اس لیے ساری رقم غربا و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے کسی نے کہا اگر آپ یہ مال محفوظ رکھیں تو کسی آڑے وقت بہت مفید ہو سکتا ہے۔ بولے مصر میں میرے لباس، خوراک اور کاغذ پر سالانہ ۲۰ درہم خرچ ہوتے تھے جب وہ نہیں تو یہ بھی نہیں رہیں گے۔ سلیمان حافظ کہتے ہیں محمد بن نصر ایسے امام ہیں جن کو آسمان سے توفیق نصیب ہوتی ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ اور عبدان سے سماع کیا۔ نیز موصوف نے تعظیم قدر الصلوٰۃ میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

ان کا اپنا بیان ہے میں مصر سے نکلا تو میرے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی۔ بحری جہاز پر سوار ہوا اور مکہ معظمہ جانا چاہتا تھا راستہ میں جہاز ڈوب گیا جس میں میری ۲ ہزار جلد کتابیں تلف ہو گئیں۔ خدا خدا کر کے میں اپنی لونڈی کو لے کر ایک جزیرہ میں گیا جہاں کسی انسان کا نام و نشان نہیں تھا۔ مجھے پیاس کا غلبہ ہوا مگر کہیں پانی نہ مل سکا۔ ناچار موت کی انتظار میں لونڈی کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی پانی کا پیالہ بھر کر لایا جو میں نے بھی پیا اور اپنی لونڈی کو بھی پلایا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ آدمی کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔

وزیر ابوالفضل بلعمی کہتے ہیں: میں نے امیر اسماعیل بن احمد سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ میں سمرقند میں لوگوں کی شکایتیں سن رہا تھا کہ امام محمد بن نصر بھی وہاں تشریف لے آئے میں ان کی تعظیم و تکریم کے لیے کھڑا ہو گیا جب وہ چلے گئے تو میرا بھائی اسحاق مجھے ملامت کرنے لگا کہ تم رعیت کے ایک آدمی کے لیے کھڑے کیوں ہوئے؟ اس کے بعد جب میں سویا تو میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میرا بھائی بھی میرے ساتھ موجود تھا۔ آپ نے مجھے بازو سے پکڑا اور فرمایا محمد بن نصر کی تعظیم کرنے کی وجہ سے تیری اور تیرے بیٹوں کی حکومت قائم رہے گی اور اس کی حکومت ان کا [illegible] کی بنا پر جاتی رہے گی۔

امام ابن حزم فرماتے ہیں: سب سے بڑا عالم وہ ہے جو احادیث کو سب سے زیادہ جمع کرنے اور سب سے زیادہ ضبط کرنے والا ہو پھر ان کے معنوں اور ان کی صحت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو نیز اجماعی اور اختلافی مسائل سے بھی خوب آگاہ ہو اور ہم نہیں جانتے کہ یہ صفت صحابہ کرام کے بعد محمد بن نصر سے بڑھ کر کسی اور شخص میں پائی جاتی ہے اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی حدیث وہی ہے جو محمد بن نصر مروزی کے پاس ہے تو اس نے کوئی خلاف واقعہ بات نہیں کی۔

۶۷۵ $\frac{۲۱}{۱۰}$ الحافظ العلامہ امام بزار بصری

آپ کی کنیت ابوبکر اور اسم گرامی احمد بن عمرو بن عبدالخالق ہے۔ آپ بصرہ کے رہنے والے بہت بڑے عالم اور

Marfat.com

جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ المسند الکبیر المعلل کے مصنف ہیں۔ آپ نے ہدبہ بن خالد، عبدالاعلیٰ بن حماد، حسن بن علی بن راشد، عبداللہ بن معاویہ جمحی، محمد بن یحییٰ بن فیض زمانی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے عبدالباقی بن قانع، محمد بن عباس بن نجیح، ابوبکر ختلی، عبداللہ بن حسن، ابوالشیخ اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ آخر عمر میں علم حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے اصفہان، شام اور دیگر اطراف و جوانب کا سفر کیا۔ امام دارقطنی نے ان کا ذکر کیا تو ان کی بہت تعریف کی اور فرمایا ثقہ ہیں۔ زیادہ تر ان کا اعتماد حافظہ پر تھا اس لیے کبھی غلطی کر جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں آپ نے ۲۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔ اور اسی سال امام نسائی کے استاذ محدث قاضی ابوبکر احمد بن علی بن سعید مروزی، خلف کے شاگرد مقری بغداد ادریس بن عبدالکریم حداد اور بغداد میں قاضی ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز حنفی نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مؤخر الذکر کا شمار وقت کے بہترین قاضیوں میں ہوتا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت حمید کی یہ حدیث ملی ہے کہ میں نے ثابت سے پوچھا، جو شخص اقامت ہو جانے کے بعد بات کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بولے میں نے حضرت انس سے سنا ہے فرماتے تھے۔ ایک دن نماز کی اقامت کے بعد ایک شخص آنحضرت صلی اللہ کے سامنے آیا اور دیر تک آپ سے مصروفِ گفتگو رہا۔

۶۷۶ ۲۲/۱۰ امام ابوعمرو خفاف نیسابوری

آپ کا اسم گرامی احمد بن نصر بن ابراہیم ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے اور محدثِ خراسان کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے اسحاق بن راہویہ، ابومصعب زہری، یعقوب بن کاسب، محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ، ابوکریب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا۔ اور ان سے ابوحامد ابن الشرقی، احمد بن ابی بکر حیری، محمد بن احمد بن حمدون، ابوبکر صبغی اور دوسرے بہت سے لوگ فیضیاب ہوئے۔

ابوزکریا عنبری کہتے ہیں: آپ پہلے پہل زہد اور ترکِ دنیا کی طرف مائل تھے اور اولیاء و ابدال کی خدمت میں رہا کرتے تھے پھر علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اس میں وہ مقام حاصل کیا جس پر سرفراز تھے۔ ان کی اولاد نہیں تھی جب بوڑھے ہوئے تو اپنا سارا مال صدقہ کر دیا۔ جس کی قیمت کا اندازہ پچاس لاکھ درہم ہے۔

صبغی کہتے ہیں: ہم کہا کرتے تھے کہ ابوعمرو ایک لاکھ حدیث کے مذاکرہ کا حق خوب ادا کرتے ہیں۔ تیس سے کچھ زیادہ سال ان کا معمول یہ رہا کہ سال میں چھ مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے احمد بن اسحاق فقیہ سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ میں ابوعمرو کے ساتھ قاضی ابوذر کے پاس گیا۔ جب آپ اٹھ کر جانے لگے تو قاضی نے کہا چند منٹ اور تشریف رکھیئے۔ اتنے میں ابواحمد بن یاسین ہاشمی اندر آئے قاضی نے انہیں اپنی بائیں جانب بٹھایا۔ پھر شیخ ابوعمرو سے مخاطب ہو کر بولے۔ شیخ محترم! آپ کے اور ابواحمد کے درمیان وحشت اور باہم ناراضگی کی خبریں بادشاہ کو ناگوار گذرتی ہیں کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ دونوں آپس میں صلح کر کے بادشاہ کی مسرت اور خوشی کا باعث ہوں۔ اس پر ابوعمرو بولے کیا قاضی نے مجھے اسی لیے روکا ہے؟ قاضی نے اثبات میں جواب دیا اس پر ابوعمرو نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابواحمد کا سر

Marfat.com

ننگا کیا پھر اپنی کفِ دست پر زبان پھیر کر ابو احمد کو دو تین دھولیں رسید کر دیں اور کہا بادشاہ سے کہنا ابو احمد تو میرا بیٹا ہے ابو احمد نے قاضی سے کہا قاضی صاحب! کیا یہ درست ہے؟ قاضی نے نفی میں جواب دیا اور جب بادشاہ ابو ابراہیم کو یہ واقعہ سنایا تو وہ بہت ہنسا اور کہا شیخ سے دوبارہ اس قسم کی درخواست نہ کرنا۔

امام حاکم کہتے ہیں: میں نے ابو الطیب کرابیسی سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں نے امام الائمہ حضرت امام ابن خزیمہ سے سنا ہے جس دن ابو عمر خفاف کا انتقال ہوا۔ برملا کہتے تھے خراسان میں ان سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں تھا۔ ابو العباس سراج کہتے ہیں میں نے ابو عمر سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ حدیث بڑی تیزی سے بیان کرتے تھے۔ مقطوع اور مرسل روایتوں کے بیان کرنے میں بھی ایسی ہی روانی سے کام لیتے تھے۔ محمد بن مؤمل ماسرجسی کہتے ہیں: میں نے ابو عمرو خفاف سے سنا ہے فرماتے تھے۔ حاکم خراسان عمرو بن لیث مجھ سے کہا کرتے تھے چچا! اگر میرا کوئی عمل اپنی مرضی کے خلاف دیکھو تو مجھے گلے سے پکڑ لو تا آنکہ میں آپ کی خواہش کے مطابق کام کرنے لگوں۔

میں کہتا ہوں: آپ بڑے عظیم المرتبت لوگ تھے ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے اور انہیں زین الاشراف کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ شعبان ۲۹۹ھ میں فوت ہوئے اور اسی سال سنی کے بیٹے کے ماموں محدث محمد بن حامد، مسند احمد بن انس بن مالک دمشقی اور شیخ الصوفیہ مشاد دینوری نے انتقال کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا بہت دھیان فرماتے تھے اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے البتہ ربیعہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

۶۷۷ ۲۳/۱۰ امام عبداللہ بن اُبی خوارزمی

آپ خوارزم کے قاضی اور نامور حافظِ حدیث ہیں۔ طلب حدیث کے لیے بہت گھومے۔ مختلف ممالک کے فرقیہ اور فضیلت کے اونچے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے احمد بن یونس یربوعی، سعید بن منصور، قتیبہ بن سعید، سلیمان ابن بنت شرجیل اور امام اسحاق بن راہویہ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کیا۔ اور ان سے امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں اور برقانی کے دونوں استادوں محمد بن علی حسانی خوارزمی اور ابو العباس محمد بن احمد بن حمدان حیری نے حدیث بیان کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس سند سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ اخبرنا عبداللہ نا سلیمان بن عبدالرحمٰن۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سند میں ذکر ہونے والے راوی عبداللہ یہی عبداللہ بن ابی خوارزمی ہیں۔

تقریباً ۹۰ سال کی عمر کو پہنچ کر آپ ۲۹۰ھ سے کچھ سال بعد فوت ہوئے

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت زید بن خالد کی یہ حدیث ملی ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز (لقطہ) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا پہلے اس کی تھیلی اور رسی کو خوب پہچان لو پھر اس کی تشہیر کرو اگر اس کا مالک آجائے اور اس کی تھیلی اور رسی کو پہچان لے تو اس کے حوالے کر دو ورنہ وہ تمہاری ہے۔

Marfat.com

امام مسلم نے یہ حدیث اسحاق کو سیج عن جبان عن حماد کے واسطہ سے اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔

۶۷۸ ۲۲/۱۰ الامام العلّامۃ البوشنجی عبدی

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن ابراہیم بن سعید ہے۔ بہت بڑے عالم، گرامی قدر حافظِ حدیث اور مالکی مسلک کے نامور فقیہ تھے۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے دور دراز ممالک کے سفر کر کے یحییٰ بن بکیر، یوسف بن عدی، نفیلی، روح بن صلاح، محمد بن سنان عوقی، مسدد بن مسرہد، اسماعیل بن اویس، سعید بن منصور، احمد بن یونس، ابو نضر تمار، امیہ بن بسطام، محمد بن منہال اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے محمد بن اسحاق صاغانی، ابو عبداللہ بخاری، ابنِ خزیمہ، ابو حامد ابن الشرقی، ابوبکر صبغی، دعلج سجزی، اسمٰعیل بن نجید اور بہت سے دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ آپ ایک دفعہ داؤد بن علی ظاہری کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی بہت عزت کی اور اپنے تلامذہ سے فرمایا تمہارے پاس وہ آدمی آیا ہے جو تمہیں فائدہ پہنچائے گا اور خود اسے استفادہ کی حاجت نہیں۔

امام بخاریؒ نے تفسیر سورت بقرہ کے آخر میں ایک سند یوں بیان کی ہے حدثنا محمد نا النفیلی نا مسکین بن بکیر عن شعبۃ اس سند کے پہلے راوی بوشنجی ہیں۔ بعض نے کہا ہے ذہلی ہیں۔ ابوزکریا عنبری کہتے ہیں میں حسین قبانی کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ نماز جنازہ امام ابوعبداللہ بوشنجی نے پڑھائی۔ جب وہ واپس جانے لگے اور ان کا گھوڑا لایا گیا تو حافظ ابوعمرو خفاف نے ان کی لگام پکڑ لی ابنِ خزیمہ نے رکاب تھامی اور ابراہیم بن ابی طالب اور جاردی ان کے کپڑے ٹھیک کرنے لگے۔ آپ نے ان کو خدمت بجالانے سے منع نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: عربی ادب اور عربی زبان کے بہت ماہر تھے۔ ابوبکر بن جعفر کہتے ہیں میں نے سنا ہے اپنے مستملی سے کہتے تھے مذمت سے بچنا چاہتے ہو تو میرے الفاظ کو دہرانا لازم سمجھو۔ ابوعبداللہ بن اخرم کہتے ہیں میں نے امام بوشنجی سے سنا ہے فرماتے تھے ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ہے اور ان کے تذکرہ سے منہ بھر جاتا ہے۔ خود فرماتے ہیں: مجھے لیث کے بیٹوں — خراسان کے بادشاہوں — صفار اور اس کے بھائی نے سات لاکھ درہم کے تحائف اور نذرانے پیش کیے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمرو کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشک کے قابل دو شخص ہیں ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو وہ اس پر عمل کرتا ہے اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ اس کے ساتھ اپنے عزیزوں سے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ ان پر ہر آدمی رشک کر سکتا ہے کہ وہ بھی ان جیسا ہو جائے۔ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں اگر اس کو دنیا نہ بھی ملے تو اس کے لیے کوئی نقصان نہیں ہے۔ حسنِ خلق، عفت، راست گوئی اور امانت کی نگہداشت۔

امام بوشنج، سنہ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۲۹۰ھ کے آخری دن انتقال فرمایا اور سنہ ۲۹۱ھ کے پہلے دن دفن ہوئے اس سال

شیخ القراء محمد بن عبدالرحمٰن قنبل مکی، شیخ الادب احمد بن یحییٰ ثعلب، محدثِ مکہ محمد بن علی صائغ، محمد بن احمد بن برار عبدی، محمد بن احمد بن نصر معاویہ بن عمرو اودی کے نواسے اور مقری دمشق ہارون بن موسیٰ اخفش نے جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ رحمۃ اللہ علیہم

۶۷۹ ۲۵/۱۰ امام ابنِ اُختِ غزّالی بَغدادی

آپ کی کنیت ابوبکر اور اسمِ گرامی محمد بن علی ہے۔ بغداد کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ آخر میں مصر جا بسے تھے۔ آپ نے سعید بن داؤد زبیری، احمد بن عبدالملک حرانی، احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ اور ان سے ابوجعفر طحاوی، علی بن احمد علان اور ان کے سوا دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابوسعید بن یونس کہتے ہیں: حدیث کے حافظ تھے اور اسے خوب سمجھتے تھے۔ مصر میں حدیث پڑھاتے رہے پھر مصر کے زیریں حصہ میں ایک بستی میں چلے گئے اور وہاں آپ نے ربیع الاوّل ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔ حدیث کا فن اچھی طرح جانتے تھے۔ خطیب نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی ایک غریب حدیث بھی بیان کی ہے۔

۶۸۰ ۲۶/۱۰ امام یوسف القاضی البصری ثُمَّ البَغدادی

آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابومحمد یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید ازدی۔ آپ بصرہ کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ عرب کے مشہور قبیلہ بنوازد کی طرف نسبتِ ولاء کی وجہ سے ازدی کہلاتے ہیں۔ کتاب السنن کے مصنف ہیں۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں علم پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے مسلم بن ابراہیم سلیمان بن حرب، مسدد، شیبان بن فروخ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوعمرو بن سماک، ابنِ قانع، دعلج، ابوبکر شافعی، طبرانی، ابنِ ماسی، علی بن محمد بن کیسان اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں: آپ ثقہ، صالح اور عفیف تھے۔ بڑے بارعب تھے۔ ان کے فیصلے مبنی بر صداقت [illegible]

۲۷۶ھ میں بصرہ اور واسط کے قاضی مقرر ہوئے اور بعد ازاں مشرقی علاقہ کی قضا بھی ان کے سپرد کر دی گئی۔

آپ نے رمضان المبارک ۲۹۷ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اس سال ابومسہر کے شاگرد رشید مسند دمشق عبدالرحمٰن بن قاسم بن رواسی ہاشمی، محدثِ کوفہ عبید بن غنام کوفی اور کتاب الزہرہ کے مصنف فقیہ محمد بن داؤد بن علی ظاہری نے دنیا سے منہ موڑا اور دارِ بقا کی طرف کوچ کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے واسطہ سے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھتے وقت سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔

۶۸۱ ۲۷/۱۰ امام محمد بن عثمان بن ابی شَیبہ عَبسی کوفی

آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔ کوفہ کے رہنے والے باکمال حافظ حدیث ہیں۔ محدثِ کوفہ کے لقب سے یاد کیے جاتے

Marfat.com

تھے۔ آپ نے اپنے والد، احمد بن یونس اور اپنے دونوں چچاؤں ابوبکر اور قاسم، علی بن مدینی، یحییٰ حمانی، یحییٰ بن معین، سعید بن عمرو اشعثی، منجاب بن حارث اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ بہت سا علم جمع کیا اور کتابیں تصنیف کیں اور ان سے ابوعمرو بن سماک، ابوعلی بن صواف، ابوبکر شافعی، سلیمان طبرانی، حسین بن عبید دقاق، سعد ناقد اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

صالح جزرہ کہتے ہیں ثقہ ہیں: ابنِ عدی کہتے ہیں: میں نے ان کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی جس کو بطورِ مثال پیش کروں اور یہ جس طرح کہ عبدان نے مجھے بتایا ہے "لا بأس به" ہیں۔ مگر عبداللہ بن احمد نے ان کو کذاب کہا ہے اور ابنِ خراش نے ان کو وضع سے متہم کیا ہے۔ مطین کہتے ہیں یہ تو موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہیں جو ہر جھوٹی چیز کو نگل جاتا ہے۔ برقانی کہتے ہیں: میں تو ہمیشہ یہی سنتا رہا ہوں کہ یہ مجروح ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت علی کی یہ روایت ملی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قسم کھالی تھی کہ جب تک قرآن حفظ نہیں کرلوں گا اپنی کمر سے چادر نہیں اتاروں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جب تک پورا قرآن مجید حفظ نہیں کیا اپنی چادر نہیں اتاری۔

یہ بھی جمادی الاولیٰ ۲۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابنِ منادی نے ان کی وفات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہم نے اہلِ حدیث کے شیوخ سے سنا ہے کہ محمد بن عثمان، موسیٰ بن اسحاق، مطین اور عبید بن غنام کی موت کے ساتھ کوفہ کی حدیث بھی مرگئی۔

میں کہتا ہوں ان سب کا ایک ہی سال میں انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

۶۸۲ $\frac{۲۸}{۱۰}$ الحافظ الکبیر مَطِین حَضرمی کُوفی

آپ کی کنیت ابوجعفر اور اسم گرامی محمد بن عبداللہ بن سلیمان ہے۔ کوفہ کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ انہیں مشہور محدث اور امام ابونعیم کو دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے احمد بن یونس، یحییٰ حمانی، یحییٰ بن بشر حریری، سعید بن عمرو اشعثی سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ علم کا خزانہ تھے۔ ان سے ابوبکر نجاد، ابوقاسم طبرانی، ابوبکر اسماعیل، علی بن حسان دمی، علی بن عبدالرحمٰن بکائی اور متعدد دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے ایک مسند اور حدیث کی کچھ دوسری کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی ایک کتاب کا نام تاریخ صغیر ہے۔ ابوبکر بن دارم حافظ کہتے ہیں: میں نے مطین سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ امام دارقطنی سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ثقہ ہیں اور علم کا پہاڑ ہیں۔

میں کہتا ہوں آپ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الآخر ۲۹۷ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

ابوجعفر عبسی نے مطین میں کلام کیا ہے اور ان کے تقریباً تین وہم بیان کیے ہیں لیکن ایک دوسرے کے بارہ میں معاصرین کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں بہرحال مطین مطلقاً ثقہ ہیں اور خود عبسی ایسے نہیں ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت علی کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! کیا میں تمہیں چند کلمے نہ سکھاؤں؟ پھر مصائب و شدائد دور کرنے والے چند کلمات ذکر کیے۔

Marfat.com

۶۸۳ ۲۹/۱۰ الحافظ الحجۃ المروزی القاضی (س)

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام احمد بن علی بن سعید ہے۔ بنو امیہ سے نسبتِ ولاء رکھتے ہیں۔ بلند پایہ حافظِ حدیث اور حجت ہیں۔ آپ نے علی بن جعد، ابونصر تمار، کامل بن طلحہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، ابراہیم بن حجاج سامی، سوید بن سعید اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے امام ابوعبدالرحمٰن نسائی روایت کرتے ہیں اور ان کے بارہ میں لا بأس بہ کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ابوعوانہ، ابنِ جوصاء، ابوعلی بن معروف، ابوالقاسم طبرانی، ابواحمد مفسر اور دوسرے لوگوں نے بھی ان سے استفادہ کیا۔

آپ علم کا خزانہ تھے آپ کا شمار لائقِ اعتماد محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ نے کئی مسند اور دوسری مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ دمشق میں نائب قاضی رہے ہیں اور قضائے حمص کے منصب پر بھی فائز ہوئے تقریباً ۹۰ سال عمر پائی۔ ۱۵ ذوالحجہ ۲۹۲ھ میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث مل ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں مسجد سے سر باہر نکال دیتے تھے اور میں اس کو خطمی کے ساتھ دھو دیتی تھی۔ اور میں حیض میں مبتلا ہوتی تھی۔

یہ حدیث امام نسائی نے احمد بن علی کے واسطہ سے اپنی سنن میں ذکر کی ہے۔

ابوبکر کے طبقہ کے امام محمد بن یحییٰ مروزی ایک دوسرے شیخ ہیں جو صدوق ہیں اور ۳۰۰ھ سے پہلے بغداد میں ابوعبید اور عاصم بن علی سے حدیث بیان کرتے رہے ہیں۔

۶۸۴ ۳۰/۱۰ الحافظ الصدوق امام بحشل واسطی رزاز

آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام اسلم بن سہل بن سلم ہے۔ شہر واسط کے محدث اور راست گو حافظ حدیث [illegible] کے مصنف بھی ہیں۔ اپنے نانا بقیہ، اپنے والد کے چچا سعید بن زیاد، محمد بن ابونعیم، سلیمان بن احمد، محمد بن [illegible] طبقہ کے ان لوگوں سے جو ۲۳۰ھ کے بعد موجود تھے حدیث کا سماع کیا اور ان سے محمد بن عثمان بن سعد، محمد بن عبداللہ بن یوسف، ابراہیم بن یعقوب ہمدانی، علی بن حمید بزاز، محمد بن جعفر بن لیث واسطی، ابوالقاسم طبرانی اور دوسرے لوگوں نے اکتسابِ فیض کیا۔

خمیس حافظ کہتے ہیں: یہ واسطہ میں محلہ رزازین کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے رزاز کہلاتے ہیں۔ وہاں ایک اور بھی اسی نام سے مشہور تھی۔ آپ قابلِ اعتماد اور پختہ کار امام حدیث تھے۔ ان کی حدیث درجہ صحت کے لائق ہے۔ آپ ۲۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابن عباس کی یہ حدیث مل ہے: لاشرقیہ ولا غربیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یہ کھلے میدان میں اگنے والا ایک ایسا درخت ہے جس پر کسی پہاڑ یا غار کا سایہ نہ پڑے اور طلوع سے لے کر غروب تک اس پر سورج کی کرنیں برابر پڑیں ایسے درخت کا تیل بہت روشن ہوتا ہے۔

۶۸۵ ۳۱/۱۰ امام عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے بغداد کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث اور حجت ہیں۔ امام العلماء حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی کے صاحبزادے اور عراق کے نامور محدث ہیں۔ آپ ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار سے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا۔ نیز امام شعبہ کے شاگرد یحییٰ بن عبدویہ، ہشیم بن خارجہ، محمد بن ابوبکر مقدمی، شیبان بن فروخ اور ان کے طبقہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ جب کہ ان کے والد نے ان کو علی بن جعد سے سماع کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اور ان سے امام نسائی، ابنِ صاعد، ابوبکر نجاد، دعلج، اسحاق کاذمی، ابوعلی ابن الصواف، ابوبکر شافعی، احمد بن محمد لنبانی، ابوبکر قطیعی اور دوسرے بہت سے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں آپ لائقِ اعتماد، پختہ کار اور سمجھدار تھے۔ احمد بن منادی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: دنیا میں کوئی شخص عبداللہ بن احمد سے زیادہ اپنے باپ سے روایت کرنے والا نہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے مسند سنی اس میں تیس ہزار احادیث درج ہیں۔ اور دو ثلث تک تفسیر کا سماع کیا جس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار احادیث مذکور ہیں۔ باقی تفسیر بطور وجادہ حاصل کی۔ ان کے علاوہ تاریخ، الناسخ والمنسوخ، حدیث شعبہ، المقدم والمؤخر من کتاب اللہ، جوابات القرآن، المناسک الکبیر اور حدیث الشیوخ وغیرہ کا ان سے سماع کیا۔ ہم ہمیشہ اپنے اکابر اساتذہ سے سنتے آئے ہیں وہ شہادت دیتے تھے کہ عبداللہ کو رجال، علل حدیث اور اسماء رواۃ کی معرفت تامہ حاصل ہے وہ طلبِ علم میں مسلسل مصروف رہے ہیں حتیٰ کہ بعض محدثین مبالغہ سے کام لیتے ہیں اور کثرت اور معرفت میں ان کو اپنے والد پر مقدم سمجھتے ہیں۔ مہیب بن سلیم کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن احمد سے پوچھا آپ نے اپنے والد سے کتنی حدیثیں سنی ہیں؟ بولے ایک لاکھ پندرہ ہزار۔ امام ابوزرعہ کہتے ہیں: مجھ سے امام احمد نے کہا میرا بیٹا عبداللہ علمِ حدیث میں بڑا خوش نصیب واقع ہوا ہے مجھ سے ایسی احادیث کے متعلق مذاکرہ کرتا ہے جو مجھے بھی یاد نہیں ہوتیں۔ عباس دوری کہتے ہیں۔ مجھ سے امام احمد فرمانے لگے: اے عباس! عبداللہ نے بہت علم محفوظ کر لیا ہے۔ ابوعلی ابن الصواف عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس چیز کے متعلق میں کہوں کہ میرے والد نے یوں کہا ہے وہ میں نے ان سے دو یا تین دفعہ اور کم از کم ایک دفعہ سنی ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: عبداللہ اپنے والد امام احمد کی عمر کو پہنچ کر جمادی آخرہ ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے ان کے جنازہ میں لوگ بھاری تعداد میں شریک ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۸۶ ۳۲/۱۰ العلامۃ المحدث امام ثعلب بغدادی

آپ کی کنیت ابوالعباس اور نام احمد بن یحییٰ ہے۔ بنو شیبان سے نسبتِ ولاء کی وجہ سے شیبانی کہلاتے ہیں۔ بغداد کے رہنے والے ممتاز محدث اور شیخ اللغۃ والعربیۃ ہیں۔ علماء کوفہ میں سب سے فائق ہیں۔ انہوں نے ابراہیم بن منذر حزامی، محمد بن سلام جمحی، عبیداللہ بن عمر قواریری، محمد بن الاعرابی اور ان کے علاوہ ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے نفطویہ،

Marfat.com

محمد بن عباس یزیدی، علی اخفش، احمد بن کامل، ابوعمرو زاہد، محمد بن مقسم اور دوسرے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔

آپ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶ سال کی عمر میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ حتیٰ کہ علم ادب میں کمال پیدا کیا۔ اگر اس وقت حدیث پڑھتے تو عفان اور ان کے اقران سے سماع کر سکتے تھے۔ میں نے اس کتاب میں ان کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ یہ کہتے تھے کہ میں نے قواریری سے ایک لاکھ حدیث کا سماع کیا ہے۔ خطیب کہتے ہیں ثعلب حجت، متدین، صالح اور مضبوط یادداشت کی وجہ سے مشہور تھے۔

میں کہتا ہوں موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں کہتے ہیں اپنے پیچھے چھ ہزار دینار چھوڑ کر انہوں نے جمادی الاولیٰ ۲۹۱ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ باکمال ادیب اور لغتِ عرب کے ماہر ہونے کے باوجود ان کے کلام میں لحن پایا جاتا تھا تاہم علمی برتری اور فوقیت کی وجہ سے ۲۲۵ھ سے ہی طلبہ ان کے حلقہ درس میں جوق در جوق آنا شروع ہو گئے تھے۔ امام لغت وادب امام مبرد فرماتے ہیں: علماء کوفہ میں سب سے بڑے عالم ثعلب تھے جب ان کے پاس مشہور ادیب اور لغوی امام فراء کا ذکر کیا گیا تو بولے یہ تو ان کے علم کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے۔

ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ مال و دولت کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے غربت و افلاس کی زندگی بسر کی۔

۶۸۷ — ۳۳/۱۰ — الحافظ العلامۃ امام معمری بغدادی

آپ کی کنیت ابوعلی اور نام حسن بن علی بن شبیب ہے۔ بغداد کے رہنے والے نامور حافظ حدیث اور بڑے باکمال عالم ہیں۔ اپنے نانا ابوسفیان معمری کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے معمری کہلاتے ہیں اور ابوسفیان کو بھی امام معمر کا شاگرد خاص ہونے کے باعث معمری کہا جاتا تھا۔ انہوں نے خلف بن ہشام، ابونصر تمار، علی بن مدینی، شیبان بن فروخ، وہیم، عیسیٰ بن زغبہ اور عراق، شام اور مصر کے دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے ابوبکر نجاد، احمد [illegible] مفید اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں آپ علم کا خزانہ تھے فہم و فراست میں مشہور اور حفظ و یادداشت کے ساتھ موصوف تھے۔ ان سے بہت سی غریب احادیث اور کچھ ایسی چیزیں مروی ہیں جن کے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں ثقہ اور حافظ ہیں۔ لیکن موسیٰ بن ہارون نے ان پر جرح کی ہے۔ ان کی آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی تھی اس لیے اس نے ان کی کئی احادیث کا انکار کیا ہے اور ان کو اپنی کتابوں سے نکال دیا ہے اور ان کی روایت ترک کر دی ہے۔ عبدان اہوازی کہتے ہیں: میں نے دنیا میں معمری جیسا حدیث کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ ابن عقدہ کہتے ہیں: میں نے امام عبداللہ بن احمد سے معمری کے متعلق پوچھا تو کہا وہ سچ بولتے، جھوٹ نہیں بولتے، ابن عدی کہتے ہیں حدیث بہت جانتے تھے اور جیسا ثقہ ہونے والے ہیں حدیث کے عالم تھے عبدان کہتے ہیں کہ انہوں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور ان کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کئی حدیثوں کو مرفوع کر دیتے اور بعض متنوں میں اضافہ کر دیتے ہیں تو یہ چیز بغداد کے اہل علم میں بالخصوص پائی جاتی ہے اور ان کے متفق علیہ علماء کی حدیث میں بھی موجود ہے۔ وہ موقوف کو مرفوع اور مرسل کو موصول کر دیتے ہیں اور بعض اسانید میں زیادتی کا احتمال بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں جب ان کے نزدیک رفع یا وصل ثابت ہوتا ہے تو ایسا کرتے ہوں گے مگر اس میں شک نہیں کہ اس طرح کی کھلی رخصت غیر مناسب ہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حبیب بن مسلمہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب قاتل کو دے دیا تھا۔

امام حاکم کہتے ہیں میں نے ابوبکر بن ابی دارم حافظ سے سنا ہے فرماتے تھے جب موسیٰ بن ہارون نے معمری پر انکار کیا اور ان کے درمیان قاضی اسمٰعیل کے مفاہمت کرانے کے بعد ان کا معاملہ قاضی یوسف کے سامنے پیش ہوا تو میں اس وقت بغداد میں تھا۔ موسیٰ بن ہارون نے کہا یہ شاذ حدیثیں ہیں جو ثقات سے روایت کی گئی ہیں۔ ان کا کتابوں سے نکال دینا ضروری ہے۔ معمری کہنے لگے میری یہ عادت ہے کہ جب میں کسی شیخ کے پاس جس کا کوئی عیب مجھے معلوم نہیں کوئی غریب حدیث دیکھتا ہوں تو اس کو اس کی کتاب میں پڑھتا ہوں اور اس کو زبانی یاد رکھتا ہوں میں اس کو دوسری احادیث میں شامل نہیں کرتا۔

احمد بن کامل کے بیان کے مطابق آپ محرم ۲۹۵ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ حدیث اور اس کی تالیف و تصنیف میں امام تھے۔ خدا پرست تھے۔ قصر خلافت کی قضا اور اس سے متعلقہ امور کے نگران رہے ہیں۔

۶۸۸ ۳۴/۱۰ امام قاضی موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ انصاری خطمی

آپ کی کنیت ابوبکر ہے نامور فقیہ اور مایہ ناز حافظ حدیث ہیں۔ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلے نیسابور اور پھر اہواز کے قاضی رہے ہیں۔ قالون سے قرآن پڑھا اور ان کے شاگردوں میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے انہوں نے ان سے اور احمد بن یونس، علی بن جعد، اپنے والد اسحاق بن موسیٰ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے عبدالباقی بن قانع، حبیب قزاز، ابومحمد بن ماسی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

موصوف جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں، میں نے ان سے حدیث لکھی ہے ثقہ اور صدوق ہیں۔ احمد بن کامل کہتے ہیں: فصیح زبان اور کثیر السماع تھے۔ ان کے اخلاق و عادات لائق تعریف تھے۔ مذہب شافعی کے پیرو تھے۔ احمد بن موسیٰ کہتے ہیں میرے والد کہتے تھے میں نے ابوکریب سے تین لاکھ احادیث کا سماع کیا ہے۔ ابن المنادی کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے ۱۸ سال کی عمر میں لوگوں کو قرآن پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ کہتے ہیں خلیفہ معتضد نے اپنے وزیر کو قاضی موسیٰ اور قاضی اسمٰعیل کے متعلق وصیت کی تھی اور کہا تھا ان کی بدولت اہل زمین سے بلا دور ہوتی ہے

آپ تقریباً سو سال عمر پاکر ۲۹۵ھ میں اہواز میں فوت ہوئے۔ واللہ یرحمہ

مجھے اپنی سند سے ان کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے کچھ روزے رہ جاتے تو آپ ذی الحجہ میں ان کی قضا دیتے۔

Marfat.com

۶۸۹ ۳۵/۱۰ امام موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ بن مَروان بَغدادی

آپ کی کنیت ابوعمران ہے۔ بغداد کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث اور حجت ہیں۔ بزازی کا کام کرتے تھے تھے۔ عراق کے محدث اور محدث ابنِ محدث ہیں۔ انہوں نے اپنے والد، علی بن جعد، احمد بن حنبل، یحییٰ حمانی، خلف بن ہشام اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اِس علم کو جمع کیا اور مختلف کتابیں تصنیف کیں۔ اور ان سے ابوسہل قطان، ابو طاہر ذہلی، جعفر خلدی، ابوبکر شافعی، دعلج، طبرانی، ابوبکر صبغی، قاضی ابوطاہر ذہلی اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔

صبغی کہتے ہیں ہم نے حفاظِ حدیث میں موسیٰ بن ہارون سے زیادہ بارعب اور زیادہ پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا خطیب کہتے ہیں: ثقہ اور حافظِ حدیث ہیں۔ عبدالغنی بن سعید حافظ کہتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اپنے اپنے زمانہ میں سب سے بہتر کلام کرنے والے علی بن مدینی، موسیٰ بن ہارون اور دارقطنی ہیں۔ امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے ابوسہل بن زیاد سے سنا ہے فرماتے تھے۔ اسمٰعیل قاضی موسیٰ بن ہارون کو اپنے پاس اپنی چارپائی پر بٹھا لیتے تھے اور جو کچھ طالب علم پڑھتے تھے یہ ان کے ساتھ ان کی کتاب پر دیکھتے جاتے تھے۔ کہتے ہیں موسیٰ حج بہت کرتے تھے۔ ایک سال بغداد میں اور سال مکہ معظمہ میں مقیم رہتے تھے۔

ان کی پیدائش ۲۴۱ھ میں اور وفات ۲۹۴ھ میں واقع ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۹۰ ۳۶/۱۰ امام ابوخلیفہ جُمَحی بَصری

آپ کا اسم گرامی فضل بن حباب ہے۔ بصرہ کے رہنے والے قابل اعتماد محدث ہیں۔ انہوں نے مسلم بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، مسدد، ابوالولید طیالسی، حفص بن عمر حوضی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ راست گو محدث ہیں۔ اپنے زمانہ کے طبقہ سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ ان سے ابوبکر جعابی، طبرانی، اسماعیلی، ابن عدی، ابوالشیخ، ابواحمد الغطریفی اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے چند مہینے کم سو سال عمر پائی اور جمادی الاولیٰ ۳۰۵ھ میں انتقال کیا۔ اسی سال نیشاپور میں امام اسحاق کے شاگرد محدث عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، جرجان میں محدث عمران بن موسیٰ بن مجاشع سختیانی اور محدث مقدسی، ابومحمد قاسم بن زکریا بغدادی مطرز نے وفات پائی۔

ابوالخلیفہ اچھی سوجھ بوجھ کے حامل تھے اور بہت علوم و فنون جانتے تھے۔

۶۹۱ ۳۷/۱۰ امام علی بن حسین بن جُنَید رازی

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ رے کے رہنے والے پختہ کار حافظِ حدیث ہیں۔ امام مالک کی احادیث جمع کرنے کی وجہ سے اپنے شہر میں "مالکی" کے لقب سے مشہور تھے۔ رجال اور علل سے خوب واقف تھے۔ ابوجعفر نفیلی، صفوان بن صالح، ابومصعب، معافی بن سلیمان، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، احمد بن اسحاق صبغی، دعلج، ابواحمد عسال، اسمٰعیل بن نجید اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے۔

ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں موصوف ثقہ اور صدوق ہیں، ابویعلی خلیلی کہتے ہیں: امام مالک کے علم کے حافظ ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ امام زہری کی احادیث کے بھی خوب ماہر تھے۔

آپ ۲۹۱ھ کے آخر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پر مخالفین کی حملہ آور فوجوں کے بارہ میں یوں بددعا کی اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اللھم اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلزلھم۔ اے اللہ! کتاب کو اتارنے والے جلد حساب لینے والے ان فوجوں کو شکست دے الٰہی! ان کو شکست دے اور ان کے پاؤں اکھاڑ دے۔

۶۹۲ ۳۸/۱۰ الحافظ المُتقِن امام عُبَیدُ العَجَل بَغدادی

آپ کی کنیت ابوعلی اور نام حسین بن محمد بن حاتم ہے۔ بغداد کے رہنے والے علمِ حدیث کے حافظ اور ضابط ہیں۔ امام یحییٰ بن معین کے تلمیذِ خاص تھے۔ داؤد بن رشید، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، یعقوب بن حمید بن کاسب، محمد بن عبداللہ بن عمار اور ان کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابوبکر شافعی، طبرانی، عثمان بن سنقہ اور دوسرے لوگوں نے استفادہ کیا۔

حافظ خطیب فرماتے ہیں، حافظ اور متقن ہیں۔ ابن المنادی کہتے ہیں: آپ بالخصوص مسندِ احادیث کے یاد کرنے میں سب سے آگے تھے۔ ابنِ قانع کہتے ہیں آپ صفر ۲۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر کی مندرجہ ذیل دو حدیثیں ملی ہیں۔ حضرت ابوسلمہؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو سورۂ نجم کے آخر میں سجدہ کرتے دیکھا تو ان سے پوچھا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے؟ بولے اگر میں نے آپ کو سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں اس میں سجدہ نہ کرتا۔

ابوالزبیر کہتے ہیں: حضرت جابر سے حضرت علی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: حضرت علی کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے کی وجہ سے منافقین کی شناخت ہوتی تھی۔

Marfat.com

۶۹۳ ۳۹/۱۰ امام محمد بن نضر بن سلمہ بن جارود بن یزید نیسابوری

آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ اپنے جدِ امجد کی طرف نسبت کی وجہ سے جاوردی کہلاتے ہیں۔ نیسابور کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور نامور فقیہ ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا جب بادل نہ ہو تو کیا تمہیں سورج اور چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں کچھ دقت ہوتی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ امام مسلم نے یہ طویل حدیث اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔

انہوں نے اسحاق بن راہویہ، سوید بن سعید، محمد بن عبدالملک بن ابوالشوارب، اسماعیل بن بنت السدی، ابوکریب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ابنِ خزیمہ، ابوحامد ابن الشرقی اور ابوالفضل محمد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں

ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے ان سے رے میں سماع کیا ہے صدوق اور حافظ تھے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: حفظ، کمال اور سرداری میں اپنے وقت کے شیخ تھے۔ ان کے والد اور ان کے اہل بیت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ کہتے ہیں طلب علم میں امام مسلم کے رفیقِ سفر تھے۔ ابواحمد حاکم کہتے ہیں: امام محمد بن یحییٰ ذہلی اپنی تصنیفات میں عربی زبان کے استعمال میں ابوبکر جارودی سے مدد لیتے تھے اور رات کو انہیں اپنے گھر سلاتے تھے۔

آپ نے ربیع الاول ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت براء کی یہ حدیث بھی ملی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار میں ایک مردہ جانور کے پاس آئے تو فرمایا جس طرح یہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

جارودی کہتے ہیں اس سند میں ذکر ہونے والے راوی محمد بن بکر کو حصنی کہا جاتا ہے۔ یہ محمد بن بکر برسانی نہیں ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث مستورد بن شداد کی روایت سے محفوظ ہے۔

مجھے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث بھی ملی ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تو ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے۔

۶۹۴ ۴۰/۱۰ امام ابومعشر بخاری ضریر

آپ کا اسم گرامی حمدویہ بن خطاب بن ابراہیم ہے۔ آپ بخارا کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث اور امام بخاری کے مستملی ہیں۔ انہوں نے محمد بن سلام بیکندی، ابوجعفر مسندی، یحییٰ بن جعفر، ابوقدامہ سرخسی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ میرے خیال میں انہوں نے طلب حدیث کے لیے سفر نہیں کیا۔ ان سے ابوبکر محمد بن احمد بن حامد سعدانی اور

Marfat.com

اہلِ بخارا روایت کرتے ہیں۔

۶۹۵ ۴۱/۱۰ الحافظ الکبیر عَبْدُوس نیسابوری

آپ کی کنیت ابو محمد، نام عبید اللہ بن محمد بن مالک اور لقب عبدوس ہے۔ نیسابور کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ بعد میں سمرقند میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ غنجار تاریخ بخارا میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ، قتیبہ، ابنِ راہویہ، ابنِ ابی الشوارب، عمرو بن زرارہ اور فلاس سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ غنجار نے ان کے اساتذہ کی ایک اور جماعت کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ اور ان سے محمد بن محمد بن نصر مروزی، عمر بن بجیر، سہل بن شاذویہ اور ان کے سوا دوسرے محدثین روایت کرتے ہیں۔ ابو عمرو محمد بن اسحاق بن جمیلہ سمرقندی کہتے ہیں کہ عبدوس حافظ نے ۲۸۲ھ میں سمرقند میں انتقال فرمایا۔ جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ شعبان ۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۹۶ ۴۲/۱۰ الحافظ تمیم بن محمد بن طَمْغَاج

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن اور اسم گرامی تمیم بن محمد ہے۔ طوس کے رہنے والے بلند مرتبہ حافظ اور ثقہ محدث ہیں۔ امام حاکم نے ان کے بارے میں کہا: آپ قابلِ اعتماد محدث ہیں اور مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، شیبان بن فروخ، ابراہیم بن حجاج، محمد بن رمح، ابنِ زغبہ، علی بن حجر، ہدبہ بن خالد اور ان کے طبقہ کے دوسرے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ایک بڑی مسند جمع کی۔ اور ان سے محمد بن زہیر، علی بن حمشاذ، ابو عبد اللہ بن اخرم، محمد بن عباس بخاری اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

نیز ابو النضر فقیہ اور محمد بن ابراہیم بن منذر صاحب الخلافیات نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ امام حاکم نے ان کے واسطہ سے حضرت عائشہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں چار چیزوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتیں آنکھ نظر سے، زمین بارش سے، عورت مرد سے اور صاحبِ علم علم سے۔

ابو القاسم بن مندہ نے بیان کیا کہ حافظ تمیم نے ۲۹۰ھ کے بعد انتقال فرمایا۔

۶۹۷ ۴۳/۱۰ الحافظ الکبیر امام خفّاف نیسابوری

آپ کی کنیت ابو یحییٰ، نام زکریا بن داؤد بن بکر اور لقب خفاف ہے۔ نیسابور کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ امام حاکم کہتے ہیں: یہ اپنے زمانہ میں علم و فضل میں دوسرے محدثین سے آگے تھے اور سندِ کبیر کے مصنف تھے۔ انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ، یزید بن صالح فزاری، علی بن جعد، ابو مصعب زہری، ابو بکر بن ابی شیبہ، اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابو حامد ابن الشرقی، حسن بن یعقوب، محمد بن صالح بن ہانی، محمد بن داؤد بن سلیمان، علی بن عیسیٰ اور ان کے علاوہ ایک دوسری روایت کرتی ہے۔ آپ ۲۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

۶۹۸ ۴۴/۱۰ الحافظ الماہر امام نَصرک کِندِی بَغدادی

آپ کی کنیت ابو محمد، نام نصر بن احمد بن نصر اور لقب نصرک ہے۔ بغداد کے رہنے والے ماہر حافظِ حدیث ہیں۔ آپ آخر میں بخارا میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ محمد بن بکار بن ریان، عبدالاعلی بن محمد نرسی، عبیداللہ قواریری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوالعباس بن عقدہ، خلف بن محمد خیام اور ایک دوسری جماعت نے استفادہ کیا۔ ایک مسند کے مصنف ہیں اور اس علم کے امام ہیں۔

ابوالفضل سلیمانی کہتے ہیں، محدثین میں مشہور تھا کہ یہ صالح بن محمد جزرہ سے حدیث زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔ مگر ان پر شراب نوشی کی تہمت لگی ہوئی تھی۔ میں کہتا ہوں مجھے ان کی کوئی حدیث نہیں ملی۔

آپ ۲۹۳ھ میں فوت ہوئے اور اسی سال ابراہیم بن علی ذہلی، یحییٰ بن یحییٰ نیسابوری کے شاگرد داؤد بن حسین، عیسیٰ بن محمد طہمانی مروزی، فضل بن عباس بن مہران اصفہانی، امام طیالسی کے آخری شاگرد عمر رسیدہ بزرگ محمد بن اسد مدینی، محمد بن عبدوس بن کامل سراج اور ہیثم بن ہمام طبرانی کا انتقال ہوا۔

مجھے ان کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور کا نام کرم نہ رکھو کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

اس سند کے راوی سہل کہتے ہیں جب امام مسلم بخارا میں تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ حدیث محمد بن سہل کے واسطہ سے بیان کی چنانچہ انہوں نے اس کو سنا اور ان کے واسطہ سے اس کو بیان کیا۔

میں کہتا ہوں اس کی سند ضیق المخرج اور فرد ہے۔ محمد بن احمد تک اس حدیث کی سند پہلی ہی ہے۔ محمد بن احمد کے یوں بیان کرتے ہیں۔ حدثنا منصور بن جریرنا عبداللہ بن محمد ابن اشرقی نا مسلم حدثنی ابو عبداللہ ابن سہل ان [illegible] حدیث بیان کی ہے۔

۶۹۹ ۴۵/۱۰ امام ابنِ ابی الدُّنیا بَغدادی

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام عبداللہ بن محمد ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا قرشی اموی۔ بنو امیہ کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے اموی قرشی کہلاتے ہیں۔ بغداد کے رہنے والے راست گو عالم اور ممتاز محدث ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور سعید بن سلیمان، علی بن جعد، سعید بن محمد جرمی، خلف بن ہشام، خالد بن خداش، عبداللہ بن خیران صاحب مسعودی، ابونضر تمار، عبیداللہ عیشی اور دوسرے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے تقدم کے باوجود حارث بن ابی اسامہ، احمد بن محمد لنبانی، حسین بن صفوان برذعی، ابوبکر بن ابی داؤد، احمد بن خزیمہ، ابوبکر شافعی اور دوسروں نے کسب فیض کیا۔

امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں، یہ راست گو ہیں۔ میں نے اپنے والد کے ساتھ ان سے حدیث لکھی ہے۔ خطیب کہتے

Marfat.com

ہیں۔ انہوں نے بہت سے خلیفوں کے بیٹوں کو تعلیم دی ہے۔ ابنِ کامل کہتے ہیں آپ خلیفہ معتضد کے اتالیق ہیں۔ ابوذر قاسم بن داؤد کہتے ہیں۔ مجھے ابن ابی الدنیا نے بتایا ایک دفعہ مکتفی اپنی تختی ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے والد موفق کے پاس گیا اس نے کہا کیا بات ہے۔ تم اپنی تختی خود لے کر کیوں آرہے ہو؟ بولا میرا غلام مر گیا ہے اور مدرسہ میں آنے جانے سے نجات پا گیا ہے۔ موفق نے کہا یہ تمہارا کلام نہیں ہے ہارون رشید نے ایک دفعہ اپنے لڑکوں کی تختیاں پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب پیش کی گئیں تو اس نے اپنے ایک لڑکے سے پوچھا تمہارے غلام کو کیا ہوا وہ تمہاری تختی لے کر نہیں آیا؟ لڑکا بولا وہ مر گیا ہے اور مدرسہ میں آنے جانے سے چھوٹ گیا ہے۔ اس پر ہارون نے کہا یوں لگتا ہے کہ تمہیں مدرسہ میں پڑھنے سے موت آسان نظر آتی ہے؟ بولا جی ہاں! ہارون نے کہا پھر تم مدرسہ چھوڑ دو۔ اتنے میں میں بھی آگیا وہ پوچھ رہا تھا۔ تمہیں اپنے استاذ سے محبت ہے یا نہیں؟ بولا میں ان سے کیسے محبت نہ کروں وہ پہلے شخص ہیں جس نے میری زبان پر ذکر الٰہی جاری کیا پھر ان میں یہ خوبی ہے کہ جب چاہیں ہنسا دیں اور جب چاہیں رُلا دیں۔ یہ سن کر اس نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ راشد! ان کو میرے پاس لاؤ۔ کہتے ہیں اس نے مجھے اس کے سامنے حاضر کر دیا۔ چنانچہ میں نے اس کو گذشتہ خلفاء کے ایسے رقت انگیز واقعات اور مواعظ سنائے کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ پھر میں نے اس کو دیہاتیوں اور بدوؤں کے لطائف اور نوادرات سنانے شروع کیے تو زور زور سے ہنسنے لگا اور بولا تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ روایت ملی ہے کہتے ہیں: ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پاس سے ایک آدمی گذرا تو کسی نے کہا یہ دیوانہ ہے آپ نے فرمایا دیوانہ وہ ہے جو گناہ پر اصرار کرے یہ تو بیماری میں مبتلا ہے۔

میں کہتا ہوں ابنِ بخاری سے ان کی روایت انتہائی عالی ہے۔ ان کے اور اُن کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ آپ نے جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کی اور اسی سال مالکی عالم محمد بن ابراہیم ابن الموازنے بھی اسکندریہ میں وفات پائی۔

۷۰۰ $\frac{۴۶}{۱۰}$ الحافظ العلّامہ امام العَنْبَرِی طُوسی

آپ کی کنیت ابواسحاق اور اسمِ گرامی ابراہیم بن اسماعیل ہے۔ آپ بہت بڑے حافظِ حدیث اور ایک مسند کے مصنف ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ، قتیبہ، عبیداللہ قواریری، ہشام بن عمار، حرملہ، ابومصعب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں خراسان، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، عراق اور جزیرہ کا سفر کیا۔ جب کہ ان سے ابونضر فقیہ، ابوالحسن بن زہیر، محمد بن صالح بن ہانی اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے۔

ابونضر کہتے ہیں: میں نے اپنے قلم سے ان کی مسند کو دو سو دس سے کچھ زیادہ جزوں میں تحریر کیا۔ امام حاکم نے ان کا تذکرہ کیا تو فرمایا یہ طوس میں اپنے زمانہ میں باکمال محدث تھے۔ اپنے شیخ محمد بن اسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش اور طلبِ حدیث میں سب سے زیادہ سفر کرنے والے تھے۔ نامور زاہد تھے۔ تاریخ حلب کے مصنف نے

ان کا تذکرہ لکھا ہے۔

آپ غالباً ۲۹۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔

۷۰۱ ۴۷/۱۰ الحافظ الکبیر امام حسین بن فہم بغدادی

آپ کی کنیت ابو علی ہے۔ بغداد کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ انہوں نے کتاب الطبقات کے مصنف ابن سعد، خلف بن ہشام، محمد بن سلام جمحی، یحییٰ بن معین، مصعب بن عبداللہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے احمد بن معروف خشاب، احمد بن کامل، اسماعیل خطبی اور ابو علی طوماری فیضیاب ہوئے کسی کو مشکل سے ہی حدیث پڑھاتے تھے۔

ابن کامل کہتے ہیں: مجلس کا انتظام بہت اچھا کرتے تھے۔ کئی قسم کے علوم و فنون جانتے تھے۔ مسند اور مقطوع پر قسم کی احادیث خوب یاد رکھتے تھے۔ تاریخی واقعات، انساب، شعر اور علم الرجال کے ماہر تھے۔ بڑے فصیح تھے۔ فقہ میں ان کے معلومات متوسط درجہ کے تھے۔ مجھ سے کہتے تھے میں نے علم الرجال امام یحییٰ بن معین سے سیکھا ہے اور ایک دو اور جماعت کا نام بھی لیا جن سے یہ فن حاصل کیا۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں یہ قوی نہیں ہیں۔

خطبی کہتے ہیں آپ ۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۸۹ھ میں انتقال کیا۔

نیز اسی سال مسند مصر ابو یزید یوسف بن یزید قراطیسی، مسند دمشق ابو عبدالملک احمد بن ابراہیم بن ابی سریج، بکر بن سہل دمیاطی اور خلیفہ معتضد باللہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۷۰۲ ۴۸/۱۰ الحافظ الامام القبانی نیشاپوری (ق)

آپ کی کنیت ابو علی اور نام حسین بن محمد بن زیاد ہے۔ نیشاپور میں علم حدیث کے ایک [illegible] بن عثمان، ابراہیم بن منذر، منصور بن ابی مزاحم، ابو مصعب، ابن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث [illegible] بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے روایت ذکر کی ہے۔ کہتے ہیں حدثنا حسین نا احمد بن شیخ ہلالی اور دوسرے مواقع میں حسین سے مراد یہی امام قبانی ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ حسین بن یحییٰ بن جعفر بکیندی ہیں مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ احمد بن منیع کی مسند قبانی کے پاس تھی۔ دوسرے یہ نیشاپور میں امام بخاری کے ملازم رہے تھے۔ ان سے امام بخاری کے علاوہ دعلج سجزی، محمد بن یعقوب بن اخرم، ابوالفضل محمد بن ابراہیم ہاشمی، یحییٰ بن محمد بجلی اور دوسرے لوگوں نے بھی استفادہ کیا۔

امام حاکم کہتے ہیں، یہ علم حدیث کے ایک رکن اور دنیا کے حافظ تھے طلب علم میں دور دراز مقامات کے سفر کیے ایک مسند تصنیف کی اور ابواب تاریخ اور کنیٰ میں بھی کتابیں لکھی ہیں۔ قبانی خود کہتے ہیں کہ میرے دادا زیاد کے پاس قبان ترکی زبان میں اس آلہ کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ بڑی بھاری چیزوں کو تولا جاتا ہے، مقابلہ اس کے ساتھ وہ وزن نہیں

Marfat.com

کرتے تھے۔ تاہم اس کے ساتھ انہیں عار دلائی جاتی تھی اور وہ قبانی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ بلادِ فارس سے وہ اس آلہ کو ساتھ لائے تھے۔ ابو عبداللہ بن اخرم کہتے ہیں: امام مسلم کے بعد اہلِ حدیث ابو علی قبانی کے پاس جمع ہوتے تھے۔ محمد بن صالح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے حسین سے سنا ہے فرماتے تھے، میں نے سریج بن یونس سے امام بخاری کو ایک حدیث سنائی پھر میں نے کسی طالب علم کی کتاب میں دیکھا کہ اس نے وہ حدیث امام بخاری سے سنی ہے اور امام بخاری مجھ سے بیان کرتے ہیں۔ موصوف ۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت معاذ بن جبل کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ (الحدیث)

یہ حدیث امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس سند سے ذکر کی ہے۔ عن اسحاق عن یحییٰ بن آدم عن ابی الاحوص۔

مجھے ان کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث بھی ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ھل اتیٰ علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

یہ حدیث امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس سند سے ذکر کی ہے۔ عن ابی الطاہر عن ابنِ وہب عن ابراہیم نحوہ۔

۷۰۳ ۴۹/۱۰ الحافظ الثبت البارع امام اسماعیلی نیسابوری

آپ کی کنیت ابو بکر، نام محمد بن اسماعیل بن مہران اور لقب اسماعیلی ہے۔ نیسابور کے رہنے والے باکمال اور پختہ کار حافظِ حدیث ہیں۔ ان کے بعد ایک اور اسماعیلی ہوئے ہیں۔ جو طلبِ علم میں ابنِ عدی کے رفیقِ سفر تھے۔ انہوں نے ہشام بن عمار، حرملہ، عیسیٰ بن حماد، احمد بن ابی الحواری، ابو نعیم حلبی، اسحاق بن موسیٰ خطمی، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن طلحہ یربوعی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور اس سلسلہ میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، شام، مصر، کوفہ، بصرہ، بغداد، نیسابور اور دوسرے شہروں کے سفر کیے ان سے ابو العباس سراج، ابو حامد ابن الشرقی، ابو بکر احمد بن علی رازی، ابو عبداللہ اخرم، دعلج، ابنِ نجید، علی بن خمشاذ، ابو العباس محمد بن حمدان نزیل خوارزم، احمد بن اسحاق صیدلانی، ان کے اپنے صاحبزادے احمد بن محمد بن اسماعیل اور متعدد دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ نیشاپور میں کثرت، رحلت اور شہرت کی بناء پر حدیث کے ایک رکن ہیں۔ بصری اور شامی علماء سے بہت اچھی حدیث بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے امام زہری کی احادیث بڑے عمدہ طریقے سے جمع کی ہیں۔ ایسے ہی امام مالک، یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن دینار اور موسیٰ بن عقبہ کی احادیث کو بھی جمع کیا ہے۔ قابلِ اعتماد اور امانتدار ہیں۔ ابراہیم بن ابی طالب کہتے ہیں: جس طرح اسماعیلی نے امام مالک کی احادیث کی عمدہ تخریج کی ہے کسی نے نہیں کی۔ انہوں نے بہت اعلیٰ تخریج کی ہے۔ احمد بن محمد بن اسماعیل کہتے ہیں میرے والد صفر ۲۸۹ھ میں بیمار ہوئے اور اس کے بعد مسلسل بیمار رہے حتیٰ کہ ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن یوسف کو امام اسماعیلی سے حدیث کا سماع میسر نہ آنے پر کئی دفعہ افسوس کا اظہار کرتے دیکھا ہے۔ کہتے تھے ہم ان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ لقوہ کی وجہ سے بیمار تھے اور آخر زندگی تک اسی عارضہ میں مبتلا رہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔ پہلی مرتبہ مٹی سے مانجا جائے اور جب منہ ڈالے تو ایک مرتبہ برتن دھویا جائے۔

۷۰۴ $\frac{۵۰}{۱۰}$ الحافظ الثبت امام ابن عبدوس سلمی بغدادی

آپ کی کنیت ابو احمد اور نام محمد بن عبدوس بن کامل ہے۔ بغداد کے رہنے والے پختہ کار اور امانت دار حافظ حدیث ہیں۔ امام عبداللہ بن احمد کے دوست ہیں۔ ان کے والد کا نام عبدالجبار ہے۔ انہوں نے علی بن جعد، داؤد بن عمرو ضبی، احمد بن حبان، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے جعفر خلدی، ابوبکر نجاد، دعلج سجزی، ابن ماسی، طبرانی اور متعدد دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابوالحسین ابن المنادی کہتے ہیں: ابن عبدوس حفظ اور حدیث کا بہترین علم رکھنے والے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اہل ضبط اور قابل اعتماد ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ان سے بہت استفادہ کیا۔ ان کا عبداللہ بن احمد بن حنبل کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک تھا۔ رجب کے آخر یا شعبان کے شروع میں ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت جابر بن عبداللہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ ہمیں مشرک تاجروں کے قتل کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

۷۰۵ $\frac{۵۱}{۱۰}$ الحافظ الناقد ابن خراش بغدادی

ان کی کنیت ابو محمد، نام عبدالرحمٰن بن یوسف اور ابن خراش لقب ہے۔ مرو کے رہنے والے باکمال ناقد اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ بغداد میں رہائش رکھتے تھے۔ انہوں نے عبدالجبار بن علاء مکی، خالد بن یوسف سمتی، عمرو بن علی فلاس، علی بن خشرم، ابوعمیر بن نحاس، ابوالتقی ہشام بن عبدالملک حمصی، نصر بن علی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ طلب علم کے لیے خراسان سے مصر تک سفر کیا۔ اور ان سے ابوسہل قطان، ابوالعباس بن عقدہ، بکر بن محمد صیرفی وغیرہ مستفید ہوئے۔

بکر بن محمد کہتے ہیں، میں نے ان سے سنا ہے کہتے تھے میں طلب علم میں دوران سفر پانچ دفعہ اپنا پیشاب پینے پر مجبور ہوا۔ ابونعیم بن عدی کہتے ہیں: میں نے ابن خراش سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ ابن عدی جرجانی کہتے ہیں شیعہ مسلک کے پیرو تھے۔ امید ہے کہ قصداً جھوٹ نہیں بولتے ہوں گے۔ میں نے ابن عقدہ سے سنا ہے کہتے تھے: حسد ابن خراش [illegible]

Marfat.com

میں نے عبدان سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابنِ خراش نے ہمارے ہاں ایک سرمایہ دار کے سامنے شیخین کے عیوب اور نقائص میں لکھے ہوئے دو جزء پیش کیے تو اس نے اس کو دو ہزار درہم بطورِ نذرانہ عطا کیے۔ جن سے اس نے اپنے لیے ایک حجرہ تعمیر کیا۔ اور تعمیر سے فارغ ہوتے ہی انتقال کر گئے۔

ابو زرعہ محمد بن یوسف کہتے ہیں: ابنِ خراش رافضی تھا اور شیخین کے مثالب میں اس نے کتابیں لکھی ہیں۔ ابنِ عدی کہتے ہیں: میں نے عبدان سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں نے ابنِ خراش سے حدیث۔ ماترکنا صدقۃ۔ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا یہ حدیث باطل ہے۔ اس کا راوی مالک بن اوس متہم بالکذاب[1] ہے۔ پھر عبدان نے کہا یہ مرسل اور منقطع احادیث کو موصول اور موقوف احادیث کو مرفوع کی صورت میں روایت کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں جاہل رافضی تو حدیث اور سیرت کو نہیں جانتے اور ان کی قدر و قیمت سے ناواقف ہیں لیکن اے حدیث کے باکمال حافظ! اگر تم سفر میں اپنا پیشاب پینے کے متعلق سچ کہتے ہو تو تمہارا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا عذر ہوگا؟ تمہیں خدا کی رضا نصیب نہ ہو اگر تم کتاب و سنت کے تمام نشیب و فراز سے واقف ہونے کے باوجود راہِ راست سے برگشتہ ہو تو تم زندیق ہو اور دینِ حق کے دشمن ہو۔

ابنِ خراش نے اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف ۲۸۳ھ میں انتقال کیا۔

اسی سال "الدیباج" کے مصنف امام اسحاق بن ابراہیم بن سنین ختلی، شیخ الصوفیہ سہل بن عبداللہ تستری، مشہور حافظ حدیث ابوبکر محمد بن محمد کے والد محمد بن سلیمان بن حارث باغندی اور محدث محمد بن غالب بن حرب تمتام نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

۷۰۶ ۵۲/۱۰ امام محمد بن محمد بن رجار سِنْدی

آپ کی کنیت ابوبکر اسفرائینی ہے۔ ایک صحیح کے مصنف ہیں جو امام مسلم کی کتاب پر تخریج ہے۔ انہوں نے اسحاق بن راہویہ، احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابنِ نمیر، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان جیسے دوسرے آئمہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور اس سلسلہ میں سفر کی بہت صعوبتیں برداشت کیں اور ان سے ابوعوانہ، ابوحامد ابن الشرقی، محمد بن صالح بن ہانی، ابن الاخرم، ابو نضر محمد بن محمد اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں: دیانتدار، پختہ کار اور اپنے زمانہ میں معاصرین پر سبقت لے جانے والے تھے۔ انہوں نے اپنے دادا رجار سے سماع کیا ہے۔ امام حاکم نے ایک دوسری جماعت کا بھی ذکر کیا ہے جن سے انہیں سماع کا موقعہ ملا۔ موصوف

---

[1] یہاں حاشیہ پر یہ نوٹ تحریر ہے اس کتاب کے کئی نسخہ میں "بالکذاب" کا لفظ قلم زد ہے۔ ہم نے لسان المیزان کی طرف رجوع کیا تو اس میں حرف عین ص ۲۴۴-۴۵ ج ۳ میں لکھا ہے۔ میں نے پوچھا آپ اس حدیث کے کس راوی کو متہم گردانتے ہیں؟ بولے مالک بن اوس کو، میں کہتا ہوں شاید انہوں نے یہ بات نوعمری میں کہی ہے۔ کیونکہ میں نے ان کی تاریخ میں مالک بن اوس بن حدثان کا تذکرہ دیکھا ہے۔ اس میں ان کو ثقہ لکھا ہے۔ کذا فی میزان الاعتدال ص ۱۱۱ ج ۲ (م-ی)

۲۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

میں کہتا ہوں انہوں نے ۸۰ سال عمر پائی تھی۔

۷۰۷ $\frac{۵۳}{۱۰}$ امام ابراہیم بن مَعْقِل بن حَجّاج نَسَفِی

آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ نسف کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ہیں اور وہاں کے ممتاز قاضی اور نامور عالم ہیں۔ مسند کبیر اور تفسیر وغیرہ مختلف کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے قتیبہ بن سعید، جبارہ بن مغلس، ہشام بن عمار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور امام بخاری سے ان کی جامع الصحیح پڑھی۔ مستغفری کہتے ہیں: فقیہ، حافظِ حدیث، علمائے کے اختلاف سے باخبر، عفیف اور معصیت و گناہ سے محفوظ تھے۔ ان سے ان کے صاحبزادے سعید، محمد بن زکریا اور عبدالمؤمن بن خلف جو سب نسف کے رہنے والے ہیں روایت کرتے ہیں۔

آپ ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

خلیلی کہتے ہیں ثقہ اور حافظِ حدیث ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ضحیٰ کی نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا گھر بناتا ہے۔

یہ حدیث امام ترمذی نے ابو کریب سے بیان کی ہے اور کہا: موسیٰ بن فلاں بن انس عن ثمامۃ۔

۷۰۸ $\frac{۵۴}{۱۰}$ امام عَبْدان بن محمد بن عیسیٰ مَرْوَزِی

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ مرو کے رہنے والے نامور فقیہ اور بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ انہوں نے قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن مسعود جحدری، علی بن حجر، ابو کریب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور اس مقصد کے لیے [illegible] حرمین اور عراق کا سفر کیا اور ان سے عمر بن علک، ابن الشرقی، ابو العباس دغولی، یحییٰ بن محمد بجلی، ابو احمد حسال، ابو القاسم طبری اور ان کے سوا دوسرے لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ مرو کے مفتی اور وہاں کے عالم اور زاہد تھے۔ مصر کا سفر کیا اور امام شافعی کے تلامذہ سے علمِ فقہ حاصل کیا اور مذہب میں کمال پیدا کیا۔ نیز موطا اور دوسری کتابیں تصنیف کیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت جابر کی یہ حدیث ملی ہے کہ ایک صحابی کے سینے یا حلق میں تیر لگا جس سے ان کی موت واقع ہو گئی ان کو اسی طرح اپنے کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کیا گیا اس وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔

یہ حدیث غریب ہے اور ان کی اس سے اعلیٰ حدیثیں معجم طبرانی میں مذکور ہیں۔ خطیب کہتے ہیں: حافظ، صالح اور زاہد تھے۔ آپ ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

ابن سمعانی کہتے ہیں، یہ پہلے شخص ہیں جس نے خراسان میں شافعی مذہب رائج کیا اور احمد بن سیار کے بعد فتاویٰ

Marfat.com

اور مشکلات میں یہی مرجع تھے۔
میں کہتا ہوں امام طبرانی کی ان سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی۔

۷۰۹ ۵۵/۱۰ رحلۃ الوقت امام عبدان اہوازی جو البیقی

آپ کی کنیت ابو محمد، نام عبداللہ بن احمد بن موسیٰ اور لقب عبدان ہے۔ اہواز کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے ابو کامل جحدری، محمد بن بکار بن ریان، سہل بن عثمان عسکری، ہشام بن عمار، خلیفہ بن خیاط، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے ہمعصروں سے حدیث کا سماع کیا، اور ان سے ابن قانع، حمزہ کنانی، ابوالقاسم طبرانی، ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو بن حمدان، ابوبکر بن مقری اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے اُس وقت اس کا ایک عزیز نزع کی حالت میں جان دے رہا تھا۔ آپ نے اس (عائشہ) کی پریشانی دیکھی تو فرمایا اپنے عزیز پہ یہ رسی اور پریشانی کا شکار مت ہو اس صدمہ پر صبر کرنا تیری نیکیوں میں شمار ہوگا۔

اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں لیکن یہ منکر ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے ہشام سے اپنی سنن میں ذکر کی ہے۔ ہم نے علو کے ساتھ اس کی موافقت کی ہے۔

مجھے ان کے واسطہ سے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ حافظ ابو علی نیشاپوری فرماتے ہیں: میں نے چار آدمی ہی حدیث کے امام دیکھے ہیں۔ ابراہیم بن ابی طالب، عبدان اہوازی اور ابو عبدالرحمٰن نسائی ان میں سے عبدان کو ایک لاکھ حدیث زبانی یاد تھی۔ میں نے اپنے اساتذہ میں ان سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ حمزہ حافظ کہتے ہیں: میں نے عبدان سے سنا ہے فرماتے تھے میں ایوب کی حدیث کے لیے ۱۸ دفعہ بصرہ میں آیا اور جس طرح دوسرے محدثین حدیث جمع کرتے ہیں میں نے بھی جمع کی مگر چونکہ موطا عالی سند کے ساتھ مجھے نہیں ملا اس لیے میں امام مالک اور ابو حصین کی حدیث جمع کرنے سے قاصر رہا۔ ہاں میں نے بشر بن مفضل کی ۶ سو احادیث لکھی ہیں جو اس سے زیادہ لکھنا چاہتا ہے۔ وہ لکھے ابن حبان کہتے ہیں۔ عبدان ہمارے پاس عسکرِ مکرم میں آئے بہت تنگ دست اور پریشان حال تھے۔ ابن عدی کہتے ہیں عبدان بڑے نیک نام ہیں۔ میں کہتا ہوں عبدان سے غلطی سرزد ہوئی ہے اور قدرے وہم میں بھی مبتلا ہوئے ہیں۔ البتہ راست گو ہیں۔ انہوں نے ۹۰ سال عمر پائی اور ۳۰۶ھ کے آخر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اسی سال ۵۷ سال عمر پاکر فقیہ عراق ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج شافعی، مسند بغداد ابو عبداللہ احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی تقریباً سو سال کی عمر کو پہنچ کر، شیخ الصوفیہ احمد بن یحییٰ بن جلاء، مسند علی بن اسحاق بن زاطیا مخزومی، قاضی محمد بن خلف جن کا لقب وکیع ہے اور محدث قزوین محمد بن مسعود اسدی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

رحمہ اللہ علیہم اجمعین

Marfat.com

۷۱۰ ۵۶/۱۰ امام عبداللہ بن محمد بن علی بَلخی

آپ کی کنیت ابوعلی ہے۔ آپ نامور حافظِ حدیث، ممتاز عالم اور بلخ کے محدث ہیں۔ آپ نے قتیبہ بن سعید، ابراہیم بن یوسف، علی بن حجر، ہدبہ بن عبدالوہاب اور ایک دوسری جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابن قانع، جعابی، ابوبکر شافعی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ کتاب العلل اور کتاب التاریخ کے مصنف ہیں۔ آخر عمر میں نیسابور اور بغداد میں حدیث پڑھاتے رہے۔ احمد بن خضر شافعی کہتے ہیں: جب عبداللہ بن محمد بلخی نیسابور میں وارد ہوئے تو وہاں کے علماء ان کے ساتھ مذاکرہ کرنے سے عاجز آ گئے۔ آخر جعفر بن محمد بن نصر سے احادیثِ حج کے بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ عبداللہ انہیں بڑی روانی سے پڑھ دیتے پھر جعفر نے پوچھا کیا آپ کو سلیمان تیمی کی حضرت انس سے بیان کردہ یہ حدیث یاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک پکاری؟ یہ سن کر عبداللہ حیران رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ جعفر نے کہا ہم سے یہ حدیث یحییٰ بن حبیب نے معتمر عن ابیہ کے واسطہ سے بیان کی ہے۔ آپ ۲۹۴ھ میں قرامطہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اللہ انہیں برباد کرے۔

ابوعبداللہ کہتے ہیں ۲۹۵ھ کے آخر میں فوت ہوئے۔ ابوبکر خطیب کہتے ہیں: حفظ و اتقان، ثقاہت اور کثرت حدیث کے امام ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ میں کہتا ہوں میرے پاس معجم ابن قانع کی دسویں جلد میں ان کی حدیث موجود ہے۔ اور تمام نے اپنے فوائد کی تیسری جلد میں اپنے والد سے ان کی ایک روایت ذکر کی ہے اور میرے پاس معجم ابن جمیع میں بھی ان کی روایت عبداللہ بن محمد بزاز کے واسطہ سے موجود ہے۔ جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

۷۱۱ ۵۷/۱۰ امام عبدالرحمٰن بن محمد بن سَلْمہ رازی

آپ کی کنیت ابوکیحیٰ ہے۔ رے کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث اور اصفہان کی جامع کے امام ہیں۔ آپ مسند اور تفسیر کے مصنف بھی ہیں۔ سہیل بن عثمان، عبدالعزیز بن یحییٰ، حسین بن عیسیٰ زعفرانی اور ان کے طبقہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواحمد عسال، ابوالشیخ، طبرانی اور دوسرے لوگوں نے استفادہ کیا۔

قابلِ اعتماد محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ۲۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۱۲ ۵۸/۱۰ الحافظ الامام ابوسَعْد ہَرَوی

آپ کا اسم گرامی یحییٰ بن منصور ہے۔ بڑے بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ آپ نے علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل، اسحاق، حبان بن موسیٰ، ابن نمیر، ابومصعب، یعقوب بن کاسب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوالعباس بن عقدہ، ابوعبداللہ بن اخرم، محمد بن صالح بن ہانی اور ایک دوسری جماعت نے اکتساب فیض کیا۔ ان کے تلامذہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے احمد بن موسیٰ غیزانی ہیں۔

Marfat.com

امام حاکم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ ابو سعد ہروی حافظ اپنے شہر میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ ماہ شعبان میں ہرات میں فوت ہوئے۔ دوسرے محدثین کے قول کے مطابق انہوں نے ذی الحجہ ۲۹۲ھ میں وفات پائی اور یہی قول راجح ہے۔ خطیب کہتے ہیں: یہ یحیی بن ابی نصر ہیں بغداد میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ ان سے اہلِ بغداد میں ابو عمرو بن سماک، خطبی اور ابو بکر شافعی نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ موصوف ثقہ، حافظ، صالح اور زاہد تھے۔ اسحاق بن یعقوب قراب سے نقل کرتے ہیں کہ ان کی وفات شعبان ۲۸۷ھ میں واقع ہوئی کما مر۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ وہ اکثر لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْب کہہ کر قسم کھاتے تھے۔

۷۱۳ $\frac{۵۹}{۱۰}$ الحافظ الرحال الہسنجانی الرازی

آپ کی کنیت ابو اسحاق اور نام ابراہیم بن یوسف ہے۔ رے کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ طلبِ علم کے لیے دور دراز ممالک کے سفر کیے اور طالوب بن عباد، عبدالوہاب بن غیاث، ہشام بن عمار اور اس طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ انہوں نے سو سے زیادہ جلدوں میں ایک مسند لکھی ہے۔ جو ان سے میسرہ بن علی قزوینی نے روایت کی ہے ان سے بہت سے لوگوں نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں قابلِ ذکر یہ ہیں ابو بکر اسمٰعیلی، ابو علی حسن نیساپوری، ابو احمد بن عدی، احمد بن علی دیلمی اور ان کے آخری شاگرد عباس بن حسین صفار۔

امام ابو علی نیساپوری کہتے ہیں: آپ ثقہ اور مامون ہیں۔ ابو الشیخ کہتے ہیں ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ مجھے ان کی عالی حدیثیں اجازت کے ذریعے حاصل ہوئی ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا مقام جہنم میں بناتا ہے۔

یہ حدیث امام مسلم نے ابنِ حساب سے روایت کی ہے۔

۷۱۴ $\frac{۶۰}{۱۰}$ شیخ الوقت امام قریابی ترکی

آپ کی کنیت ابو بکر نام جعفر بن محمد حسن ہے۔ بہت بڑے حافظِ حدیث، دینور کے قاضی اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ترکستان سے چل کر مصر آئے۔ اور علی بن مدینی، ابو جعفر نفیلی، قتیبہ، اسحاق، ہدبہ بن خالد، ہشام بن عمار، سلیمان ابن بنت شرحبیل، ابو بکر و عثمان پسران ابو شیبہ، عبدالاعلیٰ بن حماد، شیبان بن فروخ، محمد بن ابو بکر مقدمی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے نجاد، ابو علی ابن الصواف، ابو طاہر ذہلی قاضی مصر، ابو بکر شافعی، قطیعی، ابنِ عدی اسماعیلی، جعابی، ابو الفضل زہری اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ آپ قابلِ اعتماد اور امانت دار تھے۔

Marfat.com

ابنِ صواف کہتے ہیں: میں نے فریابی سے سنا ہے فرماتے تھے: میں نے جن محدثین سے ملاقات کی ہے۔ دو کے سوا حدیث ان سب کی زبان سے سنا ہے۔ ایک ابو مصعب ہیں ان کی زبان موٹی ہو گئی تھی جس سے ان کے لیے بولنا مشکل تھا اور دوسرے معلی بن مہدی موصلی ہیں۔ اور میں نے پہلے پہل ۲۲۴ھ میں حدیث لکھنا شروع کی تھی۔ ابو حفص زیات روایت کرتے ہیں۔ جب امام فریابی بغداد آئے تو باجوں گاجوں سے ان کا استقبال کیا گیا۔ اور "شارع المنار" میں مجلسِ درس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا اور لوگوں کو سماعِ حدیث کی دعوت دی گئی۔ اختتامِ مجلس پر حاضرین کا اندازہ کیا گیا تو ان کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔ اس مجلس میں ۳۱۶ مستملی (دوسروں تک آواز پہنچانے والے) تھے۔

ابو الفضل زہری کہتے ہیں: جب میں نے امام فریابی سے حدیث کا سماع کیا۔ اس وقت قلم دوات لے کر لکھنے والے تقریباً دس ہزار محدثین ان کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے۔ سماع پہ اکتفا کرنے والے ان کے علاوہ تھے۔ اب ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میں کہتا ہوں انہوں نے ان سے ۲۹۰ھ میں سماع کیا۔ ابن عدی کہتے ہیں ہم فریابی کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے اور اس میں حاضرین کی تعداد دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔ خطیب کہتے ہیں آپ علم کا خزانہ تھے۔ فہم و فراست سے موصوف تھے۔ طلبِ علم کے لیے انہوں نے مشرق و مغرب کی خاک چھانی اور چوٹی کے علماء کے خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی۔ ثقہ اور حجت تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں فریابی نے شوال ۳۰۰ھ میں حدیث پڑھانا ترک کر دیا تھا۔ ابو علی نیسابوری حافظ کہتے ہیں: میں بغداد میں آیا اس وقت فریابی زندہ تھے۔ لیکن حدیث پڑھانا ترک کر چکے تھے۔ ہم نے کئی دفعہ ان کی خدمت میں حاضری دی، ان سے استفادہ سے محرومی پر آنسو بہائے، مگر سوائے حسرت اور ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

میں کہتا ہوں آپ ۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور محرم ۳۰۱ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انہوں نے خدا انہیں غریق رحمت کرے اپنی زندگی میں اپنی قبر کھود رکھی تھی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت حسن بصری کا یہ قول ملا ہے۔ طریف کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا اے ابو سعید! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اب نفاق ختم ہو چکا ہے یا انہیں نفاق سے کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا بخدا! اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو یہ مجھے اتنے سونے سے بہتر ہے جس سے زمین بھر جائے۔

۷۱۵ $\frac{۶۱}{۱۰}$ الحافظ الامام بَلْخِی بَیْکَنْدی

آپ کی کنیت ابو بکر اور ابو عبداللہ ہے اور نام محمد بن علی بن طرخان ہے۔ بلخ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں۔ بعد میں بیکند میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے قتیبہ، لوین، ہشام بن عمار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ طلبِ علم میں بڑی ہمت اور بڑے ولولہ کے ساتھ دور دراز ممالک کے سفر کیے اور ہر خرمن سے خوشہ چینی کی۔ ابن ماکولا نے ان کے دادا جباش کے تذکرہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ موصوف بلند پایہ حافظ حدیث اور اچھی

اچھی کتابوں کے مصنف تھے۔

رجب ۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

ان سے ان کے صاحبزادے ابوبکر حسن بن علی طوسی، ابوحرب محمد بن احمد حافظ اور دوسری ایک جماعت نے استفادہ کیا۔

میں کہتا ہوں قاسم بن منده کے قول کے مطابق آپ ۷۷ سال زندہ رہے۔

۷۱۶ ۶۲/۱۰ امام حسین بن ادریس بن مبارک بن ہیثم انصاری ہروی

آپ کی کنیت ابوعلی ہے۔ ہرات کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث ہیں۔ سعید بن منصور، سوید بن سعید، سوید بن نصر، ہشام بن عمار، عثمان بن ابی شیبہ، داؤد بن رشید اور ان کے طبقہ سے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت رافع بن خدیج کی یہ حدیث ملی ہے کہ ہمارے پاس ظہیر آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہمیں ایک نفع بخش کام سے منع کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ آنحضرتؐ نے جو فرمایا ہے وہی حق ہے بولے آپ نے ہم سے پوچھا تم اپنی زمین کو کیا کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا پانی کی نالیوں پر اگنے والی فصل اور کچھ من کھجور اور جَو لے کر دوسروں کو کاشت کے لیے دے دیتے ہیں۔ فرمایا ایسا نہ کیا کرو خود کاشت کرو یا بلامعاوضہ کسی کو کاشت کے لیے دو یا اپنے پاس بیکار پڑی رہنے دو۔

یہ حدیث امام مسلم نے بطریق عن ابی مسہر عن ابن حمزہ اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔

ان سے بشر بن محمد مدنی، منصور بن عباس، محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ، ابوحاتم بن حبان، ابوبکر نقاش اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے علمِ حدیث کی تحصیل میں بہت توجہ مبذول کی۔ علم کا ایک خزانہ اپنے قلب و دماغ میں محفوظ کر لیا اور تاریخ بخاری کی طرز پر ایک تاریخ تصنیف کی۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں ثقہ ہیں۔ ابوالولید باجی نے لاباس بہ کہا ہے۔ ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں یہ ابنِ خرم کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے بواسطہ خالد بن ہیاج اپنی احادیث کا ایک مجموعہ میرے پاس بھیجا۔ اس میں بکثرت باطل روایتیں درج تھیں۔ معلوم نہیں یہ خرابی ان کی اپنی طرف سے ہے یا خالد کی طرف سے۔ میں کہتا ہوں حسین بذاتِ خود ثقہ ہیں۔ ابونضر فامی کہتے ہیں ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت معاذ کی یہ حدیث ملی ہے فرماتے ہیں کہ وہ اور دوسرے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شام کی سرحد پر گئے۔

۷۱۷ ۶۳/۱۰ الحافظ المفید ابن ناجیہ بَرْبَرِی بغدادی

آپ کی کنیت ابومحمد اور نام عبداللہ بن ناجیہ بن نجیہ ہے۔ بغداد کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث ہیں۔ انہوں نے

Marfat.com

سوید بن سعید، ابو معمر ہذلی، عبدالواحد بن غیاث، عبدالاعلی بن حماد، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ نیز بہت سا علم جمع کیا اور کتابیں تصنیف کیں۔ اور ان سے ابوبکر شافعی، ابن جعابی، ابوالقاسم بن نحاس، اسحاق نعالی، محمد بن مظفر، عمر بن زیات اور متعدد دوسرے لوگوں نے استفادہ کیا۔ خطیب کہتے ہیں: قابلِ اعتماد، پختہ کار اور علمِ حدیث کے خوب واقف کار ہیں۔ مسند کبیر کے مصنف ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ مسند تھے۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔ مجھے خلف بن قاسم نے ابن ناجیہ کی مسند دی جو ایک سو بتیس جزء میں مکمل ہوئی تھی۔ یہ ان سے سلم بن فضل کے واسطہ سے روایت کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں آپ رمضان المبارک ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت علی کی یہ روایت ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد قرآن مجید بلند آواز کے ساتھ پڑھنے سے منع فرمایا اس سے نماز پڑھنے والے غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

۷۱۸ ۶۴/۱۰ الحافظ السامی ہروی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن عبدالرحمٰن ہے۔ ہرات کے رہنے والے بلند پایہ حافظ ہیں۔ انہوں نے احمد بن یونس یربوعی، ابراہیم بن محمد شافعی، اسماعیل بن ابی اویس۔ احمد بن حنبل اور اس طبقہ کے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔ اور ان سے ان کے سب سے بڑے استاذ ابن حبان، بشر بن محمد مزنی، عباس بن فضل نضروی اور اکثر اہلِ ہرات نے استفادہ کیا۔ آپ ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

اسی سال میں سوید سے ان کے موطا کے راوی احمد بن محمد بن جعد وشاء اور دیگر متعدد علماء محدثین بھی دارِ فنا سے دارِ بقا کو سدھارے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت زید بن ثابت کی یہ حدیث ملی ہے کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ جو میں نے پندرہ دن کے اندر اندر سیکھ لی۔ آپ نے فرمایا بخدا! مجھے یہود کی تحریر پر اطمینان نہیں۔ زید کہتے ہیں جب میں نے ان کی خط و کتابت سیکھ لی تو یہود کی طرف بھیجنے کے لیے آپ کے تمام خطوط میں ہی لکھتا تھا اور جب ان کے خطوط آتے تو میں ہی آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔ امام بخاری نے اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے اور کہا ہے وقال خارجۃ۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی الزناد امام صاحب کی شرط پر نہیں ہیں۔ پھر بھی اس کو بصیغہ جزم ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن اس کے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ نیز ان کے واسطہ سے مجھے حضرت عائشہ کی یہ حدیث بھی ملی ہے فرماتی ہیں: عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھیں۔ پھر وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس لوٹتی تھیں اس وقت اندھیرے کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتے تھے۔

Marfat.com

۷۱۹ ۶۵/۱۰ شیخ الاسلام الحافظ الامام نسائی خراسانی

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمان اور اسم گرامی احمد بن شعیب بن علی بن سنان ہے۔ آپ خراسان کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور سنن اربعہ میں سے مشہور و معروف کتاب "سنن نسائی" کے مؤلف ہیں۔ عہدۂ قضا پر فائز رہے ہیں۔ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام اور جزیرہ جیسے دور دراز ممالک کی جادہ پیمائی کرنے کے بعد قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، محمد بن نصر مروزی، ابو کریب، سوید بن نصر شاہ اذان جیسے دوسرے اساطینِ علم سے حدیث کا سماع کیا اور اس علم میں کمال پیدا کیا۔ آپ معرفت، اتقان اور علو اسناد میں منفرد تھے۔ آپ نے مصر میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ ان سے ابو بشر دولابی، ابو علی حسین بن محمد نیساپوری حمزہ کنانی، حسن بن خضر سیوطی، ابو بکر بن السنی، ابو القاسم طبرانی، محمد بن معاویہ بن احمر اندلسی، حسن بن رشیق، محمد بن عبداللہ بن حیویہ اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے۔

آپ نے ۲۳۰ھ میں ۱۵ سال کی عمر میں امام قتیبہ کی طرف سفر کیا اور خود کہتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں ایک سال اور دو مہینے رہا۔ آپ مصر میں زقاق القنادیل میں رہتے تھے۔ بڑے خوبصورت تھے۔ بڑھاپے کے باوجود چہرہ لال سرخ تھا۔ بہت خوش پوشاک تھے۔ دھاریدار اور سبز نوبی چادریں استعمال کرتے تھے۔ عورتوں سے استمتاع کے دلدادہ تھے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں جن کے پاس باری باری رہتے تھے۔ کنیزیں ان کے علاوہ تھیں۔ بڑے بڑے مرغ بکثرت کھاتے تھے۔ جن کو پہلے گھر میں پال کر موٹا کیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ کسی طالب علم نے کہا ابو عبدالرحمٰن کا چہرہ سرخ اور تر و تازہ ہے میرا خیال ہے نبیذ استعمال کرتے ہوں گے دوسرے نے کہا نہ معلوم عورتوں کے ساتھ دبر میں مجامعت کرنے کے متعلق ان کا کیا مذہب ہے؟ ان سے پوچھا گیا تو فرمانے لگے۔ نبیذ حرام ہے اور دبر میں جماع کے بارہ میں کوئی صحیح چیز ثابت نہیں ہاں محمد بن کعب قرظی عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ جدھر سے چاہو اپنی کھیتی کو پانی دو اور ان کے اس قول سے تجاوز کرنا ہرگز جائز نہیں۔

ابن ذہبی کہتے ہیں، عورتوں کے ساتھ دبر میں جماع کرنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ممانعت ثابت ہے۔ اور میں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں سے اکثر میں نے وزیر بن خشرابہ سے سنی ہیں اور وہ امام نسائی کے تلمیذ خاص محمد بن موسیٰ مامونی سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا میں نے کچھ لوگوں کو امام ابو عبدالرحمٰن پر یہ اعتراض کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے حضرت علی کے فضائل میں تو کتاب الخصائص لعلی لکھی ہے شیخین کے فضائل میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ جب میں نے لوگوں کا یہ اعتراض ان کے سامنے بیان کیا تو فرمانے لگے۔ میں دمشق آیا تو یہاں علی کے مخالفین کی کثرت تھی۔ میں نے یہ دیکھ کر اس امید پر کتاب الخصائص لکھی کہ انہیں اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ راہِ راست پر لے آئے گا۔ پھر انہوں نے اس کے بعد فضائلِ صحابہؓ میں ایک کتاب تصنیف کی۔ میرے سامنے کسی نے ان سے کہا آپ معاویہ کے فضائل میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے؟

Marfat.com

بولے میں ان کے متعلق کیا لکھوں ؟ کیا وہ حدیث لکھوں جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا : اللھم لا تشبع بطنہ۔ الٰہی ! اس کے پیٹ کو کھانے سے نہ بھرنا۔) یہ سن کر سائل خاموش ہو گیا۔ میں کہتا ہوں یقیناً اس میں حضرت معاویہ کی اس لحاظ سے فضیلت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدایا ! جس پر میں نے لعنت کی ہے یا جسے میں نے گالی دی ہے اس کو اس کے حق میں پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔

حافظ خراسان ابو علی نیسابوری فرماتے ہیں : ہم سے بلا نزاع حدیث کے امام ابو عبدالرحمٰن نسائی نے حدیث بیان کی ہے۔ حافظ ابو طالب احمد بن نضر فرماتے ہیں : جس چیز پر امام نسائی صبر کر سکتے ہیں۔ اس پر دوسرا کون صبر کر سکتا ہے ؟ ان کے پاس قتیبہ کے واسطہ سے ابن لہیعہ کی ایک ایک باب کے متعلق حدیث موجود تھی لیکن انہوں نے ان کو کسی کتاب میں تحریر نہیں کیا۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں : امام نسائی کے زمانہ میں علم حدیث میں جتنے قابلِ ذکر لوگ موجود تھے یہ ان سب پر مقدم تھے۔

امام نسائی محمد بن ایمن کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا فلاں صاحب کہتے ہیں : جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني) کے متعلق کہے کہ یہ مخلوق ہے وہ کافر ہے فرمانے لگے اس نے سچ کہا۔ امام نسائی فرماتے ہیں : میں بھی اس کا قائل ہوں۔ ابن طاہر کہتے ہیں : میں نے سعد بن علی زنجانی سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی توثیق کی۔ میں نے کہا امام نسائی نے تو ان کو ضعیف کہا ہے بولے بیٹا ! رجال کے بارہ میں ابو عبدالرحمٰن کی شرط بخاری و مسلم کی شرط سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حافظ محمد بن مظفر فرماتے ہیں۔ میں نے مصر میں اپنے اساتذہ سے سنا ہے وہ امام نسائی کے دن رات عبادت الٰہی میں منہمک رہنے کی شہادت دیتے تھے اور یہ کہ وہ امیرِ مصر کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے اس سفر میں ان کی بہادری اور سنت کے مطابق مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہائی دلانے کے واقعات زبان زدِ عوام تھے۔ سلطان مصر (جس کی معیت میں جہاد میں شریک ہوئے تھے) کی مجلسوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ کھانے پینے کے معاملہ میں بڑے وسیع الظرف تھے [illegible] ماحول میں گذری آخر میں دمشق میں خوارج کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں : ابو بکر ابن الحداد شافعی کثیر الحدیث محدث تھے اور امام نسائی کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے میں نے ان کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت بنایا ہے۔ حمزہ عقبی مصری اور دوسرے محدثین سے مروی ہے کہ جب امام نسائی آخر عمر میں دمشق آئے اور کسی نے ان سے حضرت معاویہ اور ان کے فضائل کے متعلق سوال کیا تو بولے کیا معاویہ کے لیے اتنا کافی نہیں ہے کہ برابر سرابر نجات پا جائیں چہ جائے کہ ان کی فضیلت بیان کی جائے ؟ یہ سن کر لوگ مشتعل ہو گئے اور انہیں مار مار کر مسجد سے نکال دیا حتیٰ کہ ان کے خصیتین پر چوٹیں لگائیں جس کے صدمہ سے بیمار ہو گئے اور اسی حالت میں انہیں مکہ معظمہ لایا گیا جہاں داعیٔ اجل کو لبیک کہا روایت میں اسی طرح مکہ کا ذکر ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ انہیں رملہ میں پہنچایا گیا تھا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں : مصر سے حج کے لیے نکلے دمشق میں نسبت میں مبتلا ہوئے اور شہادت تک نوبت پہنچی

Marfat.com

اسی حالت میں مکہ معظمہ لے جانے کا حکم دیا وہاں پہنچ کر وفات پائی اور صفا اور مروہ کے درمیان دفن ہوئے۔ ان کی وفات شعبان ۳۰۳ھ میں واقع ہوئی۔

آپ اپنے زمانہ میں تمام مشائخ مصر سے زیادہ فقیہ اور حدیث اور رجال کے زیادہ عالم تھے۔ ابوسعید بن یونس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: نسائی امام، حافظ حدیث اور پختہ کار تھے۔ ذی قعدہ ۳۰۲ھ میں مصر سے نکلے اور ۱۳ صفر ۳۰۳ھ میں پیر کے روز فلسطین میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے امام ابوزرعہ مقدسی کے واسطہ سے امام نسائی کی پوری سنن مجتبیٰ کا سماع کیا ہے۔

۷۲۰ ۶۶/۱۰ الحافظ الثبت امام انماطی نیسابوری

آپ کی کنیت ابواسحاق اور نام ابراہیم بن اسحاق ہے۔ نیسابور کے رہنے والے پختہ کار حافظِ حدیث ہیں۔ ایک ضخیم تفسیر کے مصنف اور دور دراز ممالک کے سفر کرنے والے تھے۔ اسحاق بن راہویہ، عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن رماح، محمد بن حمید رازی، لوین، ہارون حمال اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ابن الشرقی، ابوعبداللہ اخرم، یحییٰ بن محمد عنبری اور دوسرے لوگ فیضیاب ہوئے۔

آپ ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

۷۲۱ ۶۷/۱۰ الحافظ الامام بُشتی نیسابوری

آپ کی کنیت ابویعقوب اور نام اسحاق بن ابراہیم بن نصر ہے۔ بشتی کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے قتیبہ بن سعید، اسحاق، ہشام بن عمار، عبداللہ بن عمران عابدی اور متعدد دوسرے اہلِ علم سے حدیث کا سماع کیا۔ ایک مسند کے مصنف ہیں۔ ان سے محمد بن صالح بن ہانی، محمد بن ابراہیم ہاشمی، محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کیا۔ آپ ثقہ ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کس سال وفات پائی۔ ۳۰۳ھ تک زندہ تھے۔

ان کے ہمنام اسحاق بن ابراہیم بستی (بالسین المہملۃ) کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ بہت بڑے محدث اور دور دراز ممالک کے سفر کرنے والے تھے۔ انہوں نے محمد بن صباح بزار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔

۷۲۲ ۶۸/۱۰ یکتائے روزگار امام اِسفرائینی نیسابوری

آپ کی کنیت ابویعقوب اور اسمِ گرامی اسحاق بن موسیٰ بن ابی عمران ہے۔ نیشاپور اور اس کے بعد اسفرائن کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ امام حاکم نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور لکھا ہے بہت دور دراز ممالک کا سفر کرنے والے آئمہ حدیث میں سے ایک امام ہیں۔ علمِ فقہ امام مزنی سے حاصل کیا اور حدیث کا سماع قتیبہ بن سعید، علی بن حجر، اسحاق ابن حمید، منصور بن ابی مزاحم، محمد بن بکار بن ریان، ہشام بن عمار اور زغبہ سے کیا۔ ان سے ابوعمرو حیری، مؤمل بن حسن، ابو

Marfat.com

عوانہ اسفرائینی، محمد بن عبدک مستفید ہوئے۔

ہمیں ان سے محمد بن یعقوب اور محمد بن صالح بن ہانی نے حدیث بیان کی ہے۔ ۳۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۷۲۳ ۶۹/۱۰ حافظ امام حُصَیری نیسابوری

آپ کی کنیت ابو محمد اور نام جعفر بن احمد بن نصر ہے۔ نیسابور کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث ہیں۔ حصیری کے لقب سے مشہور اور علم حدیث کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ انہوں نے اسحاق بن راہویہ، ابو کریب، ابو مروان عثمانی، ابو مصعب زہری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابن الشرقی، احمد بن خضر شافعی، محمد بن شرقی، محمد بن ابراہیم شافعی اور ابو عمران بن حمدان روایت کرتے ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں، ان کے پوتے محمد بن احمد سکری نے مجھ سے کہا میرے دادا نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ میں نماز پڑھتے تھے، ایک حصے میں سوتے تھے اور تیسرے حصہ میں کتابیں لکھتے تھے۔ وفات سے پہلے تین دن بیمار رہے مگر ان میں بھی قرآن پاک کی تلاوت سے غفلت نہیں کی۔ امام حاکم نے ان کی تعریف میں بے حد مبالغہ کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تقریباً تیس دجال اور کذاب رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے پیدا نہیں ہوں گے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔

۳۰۳ھ میں بغداد میں فوت ہونے والے اعلام میں سے احمد بن حسین بن اسحاق صوفی صغیر، مقری ابو جعفر احمد بن فرج، تحصیل علم کے لیے مختلف ممالک میں گھومنے والے محدث ابو الحسین عبداللہ بن محمد بن یونس سمنانی، ابو حفص عمر بن [illegible] سقطی بغدادی اور بصرہ میں فوت ہونے والوں میں سے شیخ المعتزلہ محمد بن عبدالوہاب ابو علی جبائی ہیں۔

۷۲۴ ۷۰/۱۰ امام حسن بن سُفیان بن عامر شَیبانی

آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ نسا کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور شیخ خراسان ہیں۔ مسند کبیر اور اربعین کے مصنف ہیں۔ انہوں نے اسحاق، یحییٰ بن معین، شیبان بن فروخ، قتیبہ، عبدالرحمٰن بن سلام جمحی، سہل بن عثمان، حبان بن موسیٰ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ نیز امام ابن ابی شیبہ سے ان کی تصانیف، امام اسحاق بن راہویہ سے ان کی مسند کے بیشتر حصہ اور امام ابو ثور سے ان کی کتاب السنن کا سماع کیا۔ اور ان کے مذہب پر فتوے دیا کرتے تھے۔ تفسیر محمد بن ابی بکر مقدمی سے سنی۔ ان کے سب سے بڑے استاذ جن سے بہت استفادہ کیا۔ سعید بن یزید فراد ہیں اور ان سے ابنِ خزیمہ، یحییٰ بن منصور قاضی، حافظ ابو علی، محمد بن ابراہیم ہاشمی، ابو بکر اسماعیلی، ابو حاتم بن حبان، ابو عمرو بن حمدان، ابو احمد بن غطریف اور ان کے پوتے اسحاق بن سعد بن حسن مستفیض ہوئے۔

Marfat.com

جعفر بن محمد کہتے ہیں: میں نے حسن بن سفیان سے سنا ہے فرماتے تھے۔ اگر میں عرصہ دراز تک حبان بن موسیٰ کے ہاں مصروفِ تعلیم نہ رہتا تو تم سے ابوالولید طیالسی اور سلیمان بن حرب سے بلاواسطہ احادیث بیان کرتا۔ میں کہتا ہوں دیر تک حبان سے امام عبداللہ بن مبارک کی کتابیں پڑھتے رہنے سے مذکورہ بالا اساتذہ کے شرف تلمذ سے محروم رہے۔ حافظ ابو علی فرماتے ہیں: میں نے حسن بن سفیان سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں والدہ کی خدمت کی وجہ سے امام یحییٰ بن یحییٰ سے استفادہ نہیں کر سکا وہ مجھے گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ مگر مجھے ان کی بجائے اللہ تعالیٰ نے ابو خالد فراء سے اکتساب فیض کا موقعہ عطا فرمایا۔ یہ یحییٰ سے زیادہ مسند احادیث بیان کرتے تھے۔ امام حاکم فرماتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں خراسان کے محدث تھے۔ اور تحقیق، کثرتِ حدیث، فہم، فقہ اور فنونِ ادب میں اپنے معاصرین سے بہت آگے تھے۔

امام ابنِ حبان فرماتے ہیں، حسن نے طلبِ علم کے لیے طویل سفر کیے۔ کتابیں تصنیف کیں اور نہایت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ حدیث کی تعلیم دی۔ ان کی دیانتداری اور عمل بالسنہ پر سختی ضرب المثل تھی۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی رازی کہتے ہیں۔ امام حسن کی دنیا میں نظیر نہیں تھی۔ امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے محمد بن داؤد بن سلیمان سے سنا ہے فرماتے تھے ہم امام حسن بن سفیان کی مجلس میں حاضر تھے کہ ابنِ خزیمہ، ابوعمرو ابن الحیری اور احمد بن علی رازی فراوہ کو جاتے ہوئے ادھر آنکلے اور رازی شیخ سے کہنے لگے میں نے اس کتاب میں آپ کی احادیث تحریر کی ہیں بولے لائیے اور پڑھیے۔ رازی نے پڑھنا شروع کیا اور کسی مناسب موقعہ پر ان کی سند میں کوئی اور سند داخل کر دی۔ شیخ نے ان کی اصلاح کی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر ایسا کیا۔ شیخ نے پھر اصلاح کی جب تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو فرمانے لگے کیا کرتے ہو؟ میں نے دو دفعہ تمہاری یہ حرکت برداشت کی ہے میں نوے سال کا بوڑھا ہوں مجھے پریشان کرتے ہو؟ خدا سے ڈرو مشائخ کے ساتھ ایسی حرکت مت کرو کہیں کسی کی بددعا کا شکار نہ ہو جانا۔ یہ سن کر ابنِ خزیمہ بولے ہوش کرو شیخ کو اذیت نہ پہنچاؤ اس پر رازی نے کہا میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ ابوالعباس اپنی حدیث کو جانتے ہیں۔

بالونامی بستی میں جو نسا سے نو میل کی فاصلہ پر ہے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تاریخ وفات رمضان المبارک ۳۰۳ھ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: تدفین کے وقت میں وہاں موجود تھا۔

میں نے امام حسن بن سفیان کی کتاب اربعین ابوالفضل بن عساکر سے پڑھی ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن کر بلا عذر مسجد میں نہ آئے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

یہ حدیث ابنِ ماجہ نے عبدالحمید سے ذکر کی ہے۔ ہم نے علو کے ساتھ ان کی موافقت کی ہے۔

۷۲۵ ۷۱/۱۰ حافظ فقیہ ابنِ شِیرُوْیَہ نیسابوری

آپ کی کنیت ابومحمد اور اسم گرامی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن شیرویہ ہے۔ آپ نیسابور کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث، نامور فقیہ اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن معاویہ جمحی،

Marfat.com

عمرو بن زرارہ، ابو کریب، احمد بن منیع اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے محمد بن یعقوب اخرم، حسین بن علی الحافظ اور اہل نیسابور روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے انہوں نے امام محمد بن بشار بندار سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ کہنے لگے اے ابن شیرویہ! تم نے مجھے میرا سارا علم لے کر مفلس کر دیا ہے اور تجھے کاتبوں نے مفلس و قلاش بنا دیا ہے۔ احمد بن خضر شافعی کہتے ہیں میں نے ابنِ خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں بچپن میں ابنِ شیرویہ کو مناظرہ کرتے دیکھتا تو دل ہی دل میں کہتا کیا میں کبھی اتنا علم حاصل کر سکوں گا۔ جتنا ابنِ شیرویہ نے حاصل کیا ہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابنِ عباس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورت اپنے نکاح کے سلسلہ میں اپنے ولی سے زیادہ با اختیار ہے۔ کنواری لڑکی کا نکاح اس سے پوچھ کر کیا جائے اور اس کا سکوت رضامندی کی علامت ہے۔

مجھے ان کے واسطہ سے مجاہد کی یہ حدیث بھی ملی ہے کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس کو تین دفعہ قرآن سنایا۔ ہر آیت پر ٹھیرتا اور ان سے پوچھتا یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور اس کا واقعہ کیا ہے؟

اس حدیث کی سند حسن ہے۔

ابنِ شیرویہ تقریباً ۹۰ سال عمر پا کر ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے اور تمام محدثین کے نزدیک بالاتفاق ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں ۳۰۵ھ میں علماء کی ایک جماعت نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان میں سے قابلِ ذکر یہ ہیں مسند صفہان ابو عبداللہ محمد بن نصیر بن ابان مدینی انہوں نے تقریباً ۹۰ سال یا اس سے زیادہ عمر پائی اور مقری ہارون بن علی مروزی۔

۷۲۶ ۷۲/۱۰ امام ابو یعلیٰ موصلی تمیمی

آپ کا اسم گرامی احمد بن علی بن مثنیٰ ہے۔ آپ موصل کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظ حدیث، حدیث کے [illegible] اور مسند کبیر کے مصنف ہیں۔ علی بن جعد، یحییٰ بن معین، محمد بن منہال ضریر، عفان بن مسلم، شیبان بن فروخ، یحییٰ حمانی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور اپنے شیوخ کے حالات میں "معجم شیوخ" نامی ایک کتاب تین جلدوں میں تصنیف کی۔ اور ان سے ابو حاتم بن حبان، ابو علی نیسابوری، حمزہ بن محمد کنانی، ابو بکر اسماعیلی، ابو بکر بن مقری، ابو عمرو بن حمدان، نصر بن احمد مرجی، محمد بن نضر نحاس اور دوسرے بہت سے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی یہ حدیث ملی ہے آپ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان نے جیش العسرہ کی تیاری کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا چندہ پیش کیا وہ اس وقت موجود تھے۔ یہ رقم سونے کے سات سو اوقیہ پر مشتمل تھی۔

یہ حدیث غریب ہے اور اس کا ایک راوی ابراہیم ضعیف ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس رقم کی قیمت بیس ہزار دینار بنتی ہے۔ یزید بن محمد ازدی کہتے ہیں۔ ابو یعلیٰ راست گو، امانتدار، متدین اور حلیم الطبع تھے۔ ان کی وفات پر سارا شہر بند ہو گیا اور جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ایک دفعہ ابو عمرو حیری نے امام ابو یعلیٰ کا تذکرہ کیا اور ان کی

حسن بن سفیان پر فضیلت بیان کی تو کسی نے اعتراض کیا کہ ان کو حسن پر فضیلت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے جب کہ حسن کی مسند ان کی مسند سے بڑی ہے اور اُن کے شیوخ اِن کے شیوخ سے اعلیٰ ہیں؟ بولے امام یعلی لوجہ اللہ حدیث پڑھاتے تھے اور حسن حدیث پڑھانے پر اُجرت لیتے تھے۔

ابنِ حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے وہ صاحبِ اتقان اور متدین تھے۔ نیز فرمایا ان کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین نفوس کا واسطہ ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ حافظ ابوعلی امام ابویعلیٰ کے ضبط اور حفظِ حدیث پر تعجب کرتے تھے۔ ان کی وسعتِ معلومات کا یہ عالم تھا کہ بہت کم حدیثیں ان پر مخفی رہتی تھیں۔ امام حاکم فرماتے ہیں: ثقہ اور مامون ہیں۔ حافظ ابوعلی فرماتے ہیں۔ اگر ابویعلیٰ بشر بن ولید سے ابو یوسف کی کتابیں پڑھنے میں مشغول نہ ہوتے تو بصرہ میں جا کر سلیمان بن حرب اور ابوالولید طیالسی سے شرفِ تلمذ حاصل کر لیتے۔ سمعانی کہتے ہیں: میں نے اسماعیل بن محمد بن فضل حافظ سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے مسند عدنی، مسند ابن منیع اور ان کے علاوہ اور بھی کئی مسندیں پڑھی ہیں مگر ان سب کی حیثیت نہروں کی ہے اور مسند ابویعلیٰ ایک سمندر ہے جس میں سب نہریں آملتی ہیں۔ میں کہتا ہوں ہم نے نصف جزء کے سوا مسند ابویعلی کا اجازتِ عالیہ کے ساتھ سماع کیا ہے اور ابنِ بخاری کے لیے ان کی عالی حدیث "امالی جوہری" میں مذکور ہے۔

آپ شوال ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں طلبِ علم کے لیے سفر کیا۔ اور ۲۲۵ھ میں احمد بن حاتم طویل سے بغداد میں حدیث کا سماع کیا۔ طویل زندگی پائی اور منفرد شخصیت کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دراز ملکوں سے سفر کرتے ان کی خدمت میں پہنچتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ ۳۰۷ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔

اسی سال چوٹی کے علماء کی ایک جماعت نے بھی داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ ان میں قابلِ ذکر یہ ہیں۔

حافظ زکریا ساجی، ان کا ذکر آگے آرہا ہے، محدث جعفر بن محمد بن سبا واسطی قطان، جعفر بن احمد بن عاصم دمشقی، حافظ مفید جعفر بن محمد بن موسیٰ نیشاپوری، یہ پاؤں سے لنگڑے تھے سفر کی حالت میں حلب میں فوت ہوئے۔ لوگ ان کو جعفرک کہتے تھے۔ مسند ابوعلی حسن بن طیب شجاعی بلخی یہ بغداد میں فوت ہوئے۔ مقری مصر ابوبکر بن مالک بن سیف تجیبی، محمد بن صالح بن دریج عکبری، معمر ابوجعفر محمد بن علی بن مخلد بن فرقد اصفہانی، محدث محمود بن محمد واسطی، مسند ابوعمران موسیٰ بن سہل جوفی محدث بصرہ، متقن ابومحمد ہیثم بن خلف بن محمد دوری ثم بغدادی اور قتیبہ کے تلمیذ خاص ابوزکریا یحییٰ بن زکریا نیشاپوری ان کا مصر میں انتقال ہوا۔

۷۲۷ ۷۳/۱۰ الامام الحافظ السّاجی بَصْری

آپ کی کنیت ابویحییٰ، اسمِ گرامی زکریا بن یحییٰ اور لقب ساجی ہے۔ بصرہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور بصرہ کے محدث ہیں۔ عبیداللہ بن معاذ عنبری، ہدبہ بن خالد، ابوالربیع زہرانی، عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی، طالوت بن عباد، سلیمان بن داؤد مہری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ بہت سا علم جمع کیا اور کتابیں تصنیف کیں۔ ان سے ابواحمد بن عدی

Marfat.com

ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان، قاضی یوسف میانجی، عبداللہ بن محمد بن سقار واسطی، یوسف بن یعقوب نجیرمی، علی بن لؤلؤ وراق اور ان کے علاوہ ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابوالحسن اشعری اصولی نے ان سے "تحریر مقالۃ اہل الحدیث والسلف" پڑھا ہے۔ انہوں نے علماء الحدیث میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو اس فن میں ان کے تبحر پر دلالت کرتی ہے۔ تقریباً ۹۰ سال عمر پاکر ۳۰۷ھ میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوسعید کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے آگے سے گذرنے نہ دے اگر وہ رکنے پر بھی باز نہ آئے تو اس کو سختی سے پیچھے ہٹائے اس کے ساتھ شیطان ہے۔ احمد بن زکریا کہتے ہیں: میرے والد فرماتے تھے۔ سنت کے مطابق وہ بات ہے جس پر میں نے تمام اہل حدیث کو جن سے میری ملاقات ہوئی پایا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے (جس وقت اور جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق کے نزدیک آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی عقائد کے متعلق سی باتیں ذکر کیں۔

۷۲۸ ۷۴/۱۰ امام محمد بن جریر بن کثیر طبری

حافظ ابوجعفر طبری چوٹی کے علماء میں سے ایک عالم، امام اور علم کا منفرد پہاڑ ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف اور طبرستان کے شہر آمل کے رہنے والے ہیں۔ آپ تحصیل علم کے لیے قریہ قریہ اور بستی بستی گھومے اور محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، ابوہمام سکونی، اسحاق بن ابی اسرائیل، اسماعیل بن موسیٰ سدی، محمد بن حمید رازی، احمد بن منیع، ابوکریب، ہناد بن سری اور دیگر بہت سے علماء سے حدیث کا سماع کیا اور قاریوں کی ایک جماعت سے علم تجوید بھی حاصل کیا۔ اور آپ سے مخلد باقرحی، احمد بن کامل، ابوالقاسم طبرانی، عبدالغفار حصینی، ابوعمرو بن حمدان اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا۔

مرتبہ و مقام | حافظ ابوبکر خطیب لکھتے ہیں کہ علامہ ابن جریر اماموں میں سے ایک بلند مرتبہ امام تھے۔ ان سے تحقیق پر عمل کیا جاتا تھا اور علم و فضل میں مہارت کی بناء پر لوگ ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کتاب اللہ کے حافظ، اس کے معنوں کو جاننے اور احکام قرآن کو سمجھنے والے تھے۔ احادیث رسول، ان کی صحیح اور ضعیف اسانید اور ان میں سے ناسخ اور منسوخ کے عالم تھے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے حالات سے واقف اور لوگوں کے تاریخی اور جنگی واقعات سے باخبر تھے۔ اقوام عالم کی تاریخ میں آپ نے ایک مبسوط اور مشہور زمانہ کتاب اپنے پیچھے چھوڑی اور کتاب اللہ کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ نے تہذیب الآثار نامی ایک ایسی بے مثال کتاب لکھنا شروع کی تھی کہ اس موضوع پر میں نے آج تک دوسری کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ نیز آپ نے فروع اور اصول میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اور مختلف فقہا کے اقوال مختار پر بھی کتاب لکھی ہے۔ بعض مسائل میں آپ متفرد ہیں جن میں کسی نے آپ کی متابعت نہیں کی۔

آپ ۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ امیرالمومنین مکتفی باللہ نے وقف کرنے کا ارادہ کیا اور پوچھا کہ ایک

Marfat.com

ایسی کتاب لکھی جائے جس میں وقف کے بارہ میں تمام علماء کے اقوال جمع ہوں۔ ان کے سامنے امام ابنِ جریر کا نام پیش کیا گیا کہ وہ یہ کام باحسن وجوہ انجام دے سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ سے درخواست کی گئی اور آپ نے امیرالمؤمنین کی خواہش کے مطابق ایک کتاب تحریر فرمادی۔ اس پر خلیفہ نے آپ کو انعام دینا چاہا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے کہا اگر آپ انعام نہیں لینا چاہتے تو کوئی اور فرمائش ضرور کریں۔ آپ نے فرمایا میں امیرالمؤمنین سے درخواست کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن لوگوں کو مانگنے سے منع کر دیں۔ چنانچہ آپ کی خواہش کے مطابق جمعہ کے دن مانگنے سے حکماً روک دیا گیا۔ اسی طرح خلیفہ کے وزیر نے آپ سے فقہ کی ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی چنانچہ آپ نے اس کے کہنے پر فنِ فقہ میں "کتاب الخفیف" لکھ دی۔ وزیر نے اس کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی بھیجی۔ مگر آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

کثرتِ تصانیف آپ بڑے لکھنے والے تھے اور اَن گنت کتابوں کے مصنف ہیں۔ کہتے ہیں آپ کی چالیس سالہ تحریروں کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ ہر روز چالیس ورق لکھتے تھے۔ آپ کے شاگرد رشید ابو محمد فرغانی کہتے ہیں کہ امام طبرانی کے شاگردوں نے آپ کے سنِ بلوغت سے لے کر وفات تک کی تصانیف کا اندازہ کیا تو ثابت ہوا کہ آپ ساری عمر فی یوم چودہ ورق لکھتے رہے۔

علامہ ابو حامد اسفرائینی فرماتے ہیں اگر کسی شخص کو علامہ ابنِ جریر کی تفسیر حاصل کرنے کے لیے چین تک کا سفر کرنا پڑے تو اس کے لیے یہ سودا مہنگا نہیں۔ حافظ حسینک کہتے ہیں۔ ایک دفعہ امام ابنِ خزیمہؒ نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے ابنِ جریر سے کچھ لکھا ہے میں نے کہا جی نہیں وہ فتنہ کی وجہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور ان کے مخالف حنابلہ ان کے پاس جانے نہیں دیتے تھے۔ فرمانے لگے تم نے بہت برا کیا ہے۔ امام ابوبکر بن بالویہ کہتے ہیں: میں نے امام الائمہ امام ابنِ خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے۔

میں روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو علامہ ابنِ جریر سے زیادہ علم رکھتا ہو اور ان کے خلاف حنابلہ کا رویہ محض معاندانہ اور ظالمانہ تھا۔ ابو محمد فرغانی کہتے ہیں۔ باوجود سخت ترین ابتلاء کے حق بات کے اظہار میں علماء ابنِ جریر پر کسی ملامت گر کی ملامت کا مطلقاً اثر نہیں ہوتا تھا۔ اہلِ دین اور اہلِ علم آپ کے علم و فضل اور آپ کے زہد اور ترکِ دنیا کے معترف تھے۔ آپ نے ساری عمر اسی جائداد کی آمدنی پر قناعت کی جو آپ کے لیے آپ کے والد طبرستان میں چھوڑ گئے تھے۔ عبداللہ بن احمد سمسار کہتے ہیں ایک دفعہ علامہ ابن جریر نے اپنے شاگردوں سے کہا اگر میں دنیا کی تاریخ لکھوں تو تم لوگ بخوشی اس کا مطالعہ کرو گے۔ وہ بولے حضرت! وہ کتنی بڑی ہو گی؟ آپ نے فرمایا کوئی تیس ہزار ورق یعنی ساٹھ ہزار صفحات پر مشتمل ہو گی۔ شاگردوں نے عرض کیا جناب والا! اس کو تو پورا پڑھنے سے پہلے لوگوں کی عمریں ختم ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا انا للہ! علم کا شوق اور اس کو حاصل کرنے کی ہمت مر گئی۔ پھر آپ نے تین ہزار ورق پر مشتمل تاریخ کی کتاب لکھی اور جب تفسیر لکھنے لگے تو پھر ان سے یہی بات کہی گئی اور ان کا یہی جواب سن کر تفسیر بھی تاریخ کی طرح مختصر ہی لکھی۔

ترک تقلید | فرغانی کہتے ہیں۔ آپ نے بغداد میں دو سال امام شافعی کے مسلک کی خوب اشاعت کی اور خود بھی اسی مسلک پر گامزن رہے۔ پھر جب ان کے علم میں وسعت پیدا ہوئی اور اجتہاد کے دائرہ میں قدم رکھا تو کسی خاص مسلک کی تقلید سے کنارہ کش ہو گئے اور اپنے اجتہادات پر عمل کرنے لگے اور ان ہی کو اپنی تصانیف کے اوراق پر پھیلا دیا۔

یہی فرغانی کہتے ہیں ایک دفعہ آپ کو عہدۂ قضا پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امام محمد بن علی بن سہل فرماتے ہیں میں نے علامہ ابن جریر سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو ہدایت کے امام نہیں سمجھتا وہ واجب القتل ہے۔ فرغانی کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ (۱) تفسیر ابن جریر (۲) تاریخ ابن جریر (۳) کتاب القراآت (۴) کتاب العدد والتنزیل (۵) کتاب اختلاف العلماء (۶) کتاب تاریخ الرجال (۷) کتاب لطیف القول فی الفقہ۔ یہ کتاب آپ کے مختارات پر مشتمل ہے اور نہایت عمدہ ہے (۸) کتاب الخفیف (۹) کتاب التبصیر فی الاصول۔

مندرجہ ذیل کتابیں لکھنا شروع کیں مگر تکمیل سے پہلے انتقال فرما گئے۔

(۱) کتاب تہذیب الآثار: یہ آپ کی عجیب ترین کتاب ہے۔ اس میں آپ نے پہلے حضرت ابوبکر کی مسند صحیح احادیث جمع کیں اور ہر حدیث کے تحت اس کے علل اور اسانید پر بحث کی۔ اس سے فقہی مسائل کا استنباط کیا اور ان میں علماء کا اختلاف اور ان کے دلائل بالتفصیل بیان کیے۔ نیز حل لغات پر بھی کام کیا۔ اس طریقہ پر عشرہ مبشرہ، اہل بیت اور موالی کی مسندات پوری کر لی تھیں اور ابن عباس کی کچھ مسند حدیثیں لکھنے پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

(۲) اسی طرح کتاب البسیط لکھنا شروع کی تھی اس کی صرف کتاب الطہارت ہی پندرہ سو اوراق پر پھیل گئی۔ کتاب الصلوٰۃ کا اکثر حصہ لکھ لیا اسی طرح کتاب الاحکام والمحاضر والسجلات کا حصہ بھی لکھا گیا (پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور کتاب نامکمل رہ گئی۔)

جب آپ کو پتہ چلا کہ ابن ابی داؤد نے حدیث غدیر خم میں کلام کیا ہے اور اس کو ضعیف [illegible] نے کتاب الفضائل لکھی اور اس میں اس حدیث کی صحت پر سیر حاصل بحث کی۔

میں کہتا ہوں: میں نے ایک جلد پر مشتمل ابن جریر کی یہ کتاب دیکھی ہے جس میں اس حدیث کے تمام طرق اور تمام سندیں جمع کر دی ہیں میں اس کتاب میں اس حدیث کی اتنی زیادہ سندیں دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا۔ فرغانی کہتے ہیں جب آپ نے عہد شباب میں قدم رکھا تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے رخت سفر باندھا اور والد ماجد کی اجازت سے اپنے شہر آمل کو چھوڑا اور علمی تشنگی بجھانے کے لیے ہر چشمہ صافی پر حاضری دی جس شہر میں بھی گئے آپ کے والد عمر بھر آپ کو برابر خرچ پہنچاتے رہے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ والد ماجد کی طرف سے خرچ آنے میں دیر ہو گئی تو مجھے اپنی قمیص کی دونوں آستینیں بیچنا پڑیں۔ میں کہتا ہوں امام صاحب کے اتنے فضائل و مناقب ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ان کی سیرت پر بیس ورق لکھ سکتا ہوں۔

ایک علمی سند کامل | فوجی سپہ سالار ابن منجو کہتے ہیں مجھے ابن مزوق کے غلام نے بتایا کہ ایک دفعہ [illegible] سے آقا نے

Marfat.com

ایک لونڈی خریدی اور اس سے میری شادی کر دی۔ مگر جتنی مجھے اس سے محبت تھی۔ اتنی ہی اسے مجھ سے نفرت تھی اس کے مسلسل دل آزار رویہ سے میں تنگ آگیا اور میں نے کہا میں کب تک تمہاری بدسلوکی برداشت کروں گا۔ اگر باز نہ آئی تو میں تجھے تین طلاق دے دوں گا۔ اور جو بات تو مجھ سے کہے گی وہی بات میں تجھ سے کہہ دوں گا۔ یہ سنتے ہی اس نے جھٹ کہ دیا۔ انت طالق ثلاثا یعنی میری طرف سے تجھے تین طلاق ہیں۔ اب تو میں بڑی اُلجھن میں پھنس گیا (اگر وعدہ کے مطابق اس کو انت طالق ثلاثا کہتا ہوں تو عورت ہاتھ سے جاتی ہے اور اگر نہیں کہتا تو بات کا کچا اور وعدہ کا جھوٹا ٹھیرتا ہوں۔) کسی نے علامہ ابنِ جریر کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی اُلجھن ان کے سامنے بیان کی۔ آپ نے فرمایا تم یہ کہو "انت طالق ثلاثا ان طلقتك" (یعنی اگر میں تجھے طلاق دوں تو تین طلاق دوں گا۔ اس طرح تم جھوٹے بھی نہیں ہوگے اور طلاق بھی واقع نہیں ہوگی) اور بیوی کو اپنے گھر آباد رکھو۔

ابنِ عقیل نے یہ حل ذکر کیا ہے۔ پھر کہا اس کا ایک اور حل بھی ہے اور وہ یہ کہ تم بعینہٖ وہ لفظ کہو جو عورت نے کہے ہیں یعنی "انت طالق ثلاثا" تا کی زبر کے ساتھ ایسا کہنے سے (عورت کو) طلاق واقع نہیں ہوگی (کیونکہ عورت کو طلاق دیتے وقت انتِ طالق تا کی زیر کے ساتھ کہا جاتا ہے)

علامہ ابنِ جوزی نے اس الجھن کا یہ حل پیش کیا ہے کہ اس پر عورت جیسی بات کہنا فی الفور لازم نہیں بلکہ فوت سے کچھ منٹ پہلے تک تاخیر کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں اگر وہ عورت کو انتِ طالق ثلاثا سوال کی نیت سے کہے تو پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوگی (یعنی وہ پوچھتا ہے کہ کیا تمہیں تین طلاقیں ہو چکی ہیں؟) اسی طرح اگر وہ یہی جملہ کہے اور نیت یہ کرے کہ میں نے تجھے نکاح کی بجائے اپنی قید سے آزاد کر دیا ہے یا وہ طلاق سے طلق (پیدائش کے وقت دردِ زہ) مراد لے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اور جو لوگ قسم کے سبب اور قسم کھانے والے کی نیت کا لحاظ رکھتے ہیں وہ اس کا ایک جواب اس طرح دیتے ہیں کہ جو بات عورت نے کہی ہے وہ بات خاوند کے لیے کہنی لازم نہیں کیونکہ حالات کے پیشِ نظر طلاق اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ عورت جب اس کو کوئی تکلیف دہ بات کہے گی تو وہ اس کو ویسی بات کہہ کر تکلیف پہنچائے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب وہ عورت کو "انت طالق ثلاثا" کہے گا تو یہ جواب عورت کیلیے تکلیف دہ نہیں بلکہ یہ خاوند کے لیے تکلیف دہ اور عورت کے لیے باعثِ مسرت ہے (اور یہ اس کی نیت کے خلاف ہے) اسی طرح ہر صاحبِ علم ملکہ بلقیس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "واوتیت من کل شیئ" (اس کو ہر چیز دی گئی) سے داڑھی اور مردانہ اعضائے تناسل مستثنیٰ سمجھتا ہے اور قومِ عاد کو تباہ کرنے والی آندھی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان تدمر کل شیئ (اس نے سب چیزوں کو تباہ کر دیا۔) سے آسمانوں اور پہاڑوں کو مستثنیٰ جانتا ہے کیونکہ اس آندھی سے ان کو تباہ نہیں کیا۔ پس ظاہر ہوا کہ جب کوئی متکلم کُل جیسا عام لفظ بولے گا تو اس کے عموم سے وہ چیزیں خارج ہوں گی۔ جو بداہتہً مستثنیٰ ہے اور یہ فصاحت کے خلاف نہیں بلکہ فصحاء کے کلام میں بکثرت مستعمل ہے

Marfat.com

کیونکہ متکلم نے اپنے عام قول میں اس کو داخل کرنے کا قطعًا ارادہ نہیں کیا اور ہر شخص بداہتہ جانتا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں عورت جو کچھ کہے گی میں بھی وہی کہوں گا اور اس عورت نے کلمہ کفر کہا اور رسولوں کو گالیاں دیں۔ اور وہ اس کے جواب میں اس جیسا کلمہ کفر کہنے اور رسولوں کو گالیاں دینے سے خاموش رہا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس نے قسم کھاتے وقت کلمہ کفر اور رسولوں کو گالیاں دینے کی نیت کی ہے تو حانث ہو جائے گا مگر اس قسم کی گمراہی سے خدا کی پناہ! امام داؤد ظاہری، علامہ ابن حزم اور شیعہ وغیرہ بعض علماء کے نزدیک صورت مسئولہ میں خاوند کے حانث ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ عورت ہر حالت میں اس کی بیوی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات طلاق پر مبنی قسموں کو لغو سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کے سوا کسی قسم کو جائز نہیں جانتے۔

اور ہمارے زمانہ کے علماء میں سے ایک امام فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے طلاق کی قسم کھائی ہے

تو جس فعل کی اس نے قسم کھائی ہے اس کے کرنے پر اس پر قسم کا کفارہ لازم آتا ہے۔ بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس نے ایسے کام پر طلاق کی قسم کھائی جس کا تعلق ترغیب یا منع سے نہیں یا اس نے شرط کرتے وقت جزاء کا ارادہ کیا ہے۔ قسم کا ارادہ نہیں کیا۔ مثلاً یوں کہا اگر تو نے زنا کیا تو تجھے طلاق ہے یا اگر تو نے نماز ترک کی تو تجھے میری طرف سے طلاق ہے تو ایسی صورت میں عورت سے مذکورہ بالا فعل صادر ہونے پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

مگر سب غلام آزاد کرنے یا پیدل حج کے لیے جانے یا سارا مال صدقہ کرنے کی قسم پر تو بعض سلف کی طرف سے کفارہ دینے کا فتوے ہمیں معلوم ہے لیکن جہاں تک ہماری یادداشت کام کرتی ہے۔ طلاق کی قسم کھانے پر کسی عالم نے کفارہ کا فتوے نہیں دیا۔

علامہ ابن جریر، حافظ ابن خزیمہ، ابن صاعد اور حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، حافظ ابوالحسن مقدسی کے حلقہ طلبہ کے علماء سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس میں انہوں نے چالیس حفاظ حدیث کا ذکر کیا ہے۔

وفات | ابن کامل کا بیان ہے کہ علامہ ابن جریر طبری نے ۳۱۰ھ میں ماہ شوال ختم ہونے سے دو دن پہلے اتوار کے روز شام کے وقت جان جان آفرین کے سپرد کی اور محلہ رحبہ یعقوب میں اپنے گھر میں ہی سپرد خاک کیے گئے۔

آپ نے اپنے بالوں کو کبھی خضاب نہیں لگایا۔ آپ کا رنگ گندم گون سیاہی مائل تھا۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ بدن پر سیاہی غالب تھی۔ آنکھیں موٹی موٹی، جسم کمزور اور پتلا دبلا تھا، دراز قامت اور فصیح البیان تھے۔ آپ کے جنازہ میں اس قدر ہجوم اور عقیدتمندوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور آپ کی قبر پر کئی مہینے دن اور رات نماز جنازہ پڑھی گئی۔

ادباء اور دین پسند حضرات کے مرثیے | آپ کی وفات پر بہت سے ادباء اور دین پسند حضرات نے مرثیے کہے اور اشعار میں اپنے تاثرات بیان کر کے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

امام ابوسعید بن الاعرابی نے کہا:

Marfat.com

حدث مفظع وخطب جليل ۔۔۔ دق عن مثله اصطبار الصبور

آپ کی موت بڑا خوفناک حادثہ اور شدید ترین صدمہ تھی کہ اس میں انتہائی صابر کا صبر بھی جواب دے گیا۔

قام منادی العلوم اجمع ۔۔۔ لما قام نادی محمد بن جریر

جب موت کی خبر دینے والے نے کھڑے ہو کر امام محمد بن جریر کی موت کا اعلان کیا تو اس نے جملہ علوم وفنون کی موت کی خبر دی۔

اور ابن درید نے ایک پرسوز قصیدہ کہا جس میں لکھتے ہیں:

۱۔ ان المنية لم تتلف به رجلا ۔۔۔ بل اتلفت علما للدين منصوبا

۲۔ كان الزمان به تصفو مشاربه ۔۔۔ والآن اصبح باسنكدير مقطوبا

۳۔ كلا وايامه الغر التي جعلت ۔۔۔ للعلم نورا وللتقوى محاريبا

۴۔ اودى ابو جعفر والعلم ناصطحبا ۔۔۔ اعظم بذا صاحبا اوذاك مصحوبا

۵۔ ودت بقاع بلاد الله لو جعلت ۔۔۔ قبر اله فحباها جسمه طيبًا

(۱) موت نے ان کو ہلاک کر کے ایک آدمی کو ہی ہلاک نہیں بلکہ دین کے ایک بلند و بالا پہاڑ کو چکنا چور کر دیا۔ (۲) ان کی زندگی میں زمانہ کے تمام گھاٹ صاف و شفاف تھے مگر اب ان کے مرنے کے بعد گدلے اور میلے ہو گئے ہیں۔ (۳) یقیناً ان کے روشن اور چمکتے ہوئے زمانہ نے علم کے لیے نور اور تقویٰ و پرہیزگاری کے لیے محرابیں بنا دیں (۴) امام ابو جعفر ہلاک ہو گئے اور ان کے ساتھ علم بھی ہلاک ہو گیا دونوں اکٹھے ہی گئے یہ ساتھ جانے والا اور جن کے ساتھ گیا کتنے عظیم المرتبت تھے۔ (۵) روئے زمین کے تمام ٹکڑے چاہتے تھے کہ اس کی قبر بنیں اور ان کا جسم ان کو اپنی خوشبو سے معطر کر دے۔

مجھے ان کی سند سے حضرت جابر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا موت کے وقت لا الہ الا اللہ پر خاتمہ ہوا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

۷۲۹ ۷۵/۱۰ امام فرہیانی یا فرہاذانی

آپ کی کنیت ابو محمد اور اسم گرامی عبداللہ بن محمد بن سیار ہے۔ آپ قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور علمائے عجم میں سے ایک نامور عالم ہیں۔ مختلف شہروں میں جا کر قتیبہ بن سعید، ہشام بن عمار، دحیم، محمد بن وزیر، ابو کریب، عبدالملک بن شعیب بن لیث بن سعد اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے محمد بن حسن نقاش مقری، ابو احمد بن عدی ابو بکر اسماعیلی، بشر بن احمد اسفرائینی، ابو عمرو بن حمدان اور دوسرے محدثین روایت کرتے ہیں۔

ابنِ عدی کہتے ہیں۔ طلبِ علم میں آپ امام نسائی کے رفیقِ سفر تھے۔ علم الرجال کے بڑے ماہر اور پختہ کار تھے۔ میں نے ان سے حرملہ کی کچھ احادیث لکھانے کے لیے کہا تو بولے حرملہ ضعیف ہے۔ پھر مجھے ان کی تین احادیث املا کرائیں اور

اس سے زیادہ کچھ نہ بتایا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور باپ کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

امام فرہیانی کا تین سو سے کچھ سال بعد انتقال ہوا۔

۷۳۰ ۷۶/۱۰ الحافظ الثقہ المُقرِی امام مُطَرِّز بَغدادی

آپ کی کنیت ابوبکر اور اسم گرامی قاسم بن زکریا بن یحییٰ ہے۔ بغداد کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور قرآن حکیم کے نامور مدرس اور مقری۔ مطرز کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے عمران بن موسیٰ قزاز، سوید بن سعید، محمد بن صباح جرجرائی، ابوہمام سکونی، اسحاق بن موسیٰ انصاری، مجاہد بن موسیٰ، ابوکریب اور متعدد دوسرے محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ابوحمدان علی طبیب اور ابوعمرو دوری سے قرآن کریم پڑھا۔ شیخ اہوازی جو غضائری کے لقب سے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان سے قرآن سیکھا۔ اور ان سے ابوالحسین ابن المنادی، جعفر خلدی، جعابی، ابوبکر شافعی، عبدالعزیز بن جعفر، محمد بن مظفر، ابوحفص بن زیات اور متعدد دوسرے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں: ثقہ اور ثبت ہیں۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: قاسم مطرز مصنف، مقری اور عقلمند دانشور ہیں۔ ابنِ منادی کہتے ہیں۔ قاسم ۱۷ صفر ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے اس سال بالکل حدیث نہیں پڑھائی۔ اہلحدیث اور راست گو تھے۔ مسند، مسائل اور علم الرجال میں بہت کتابیں تصنیف کرنے والے تھے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات دفعہ دھوئے۔

یہ سند غریب اور عالی ہے۔

۷۳۱ ۷۷/۱۰ الحافظ الرّحال امام سَمنانی خُراسانی

آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یونس ہے۔ آپ بلند پایہ حافظ حدیث، بہت سفر کرنے والے اور اپنے فن کے امین ہیں۔ خراسان میں چوٹی کے اہل حدیث عالم تھے۔ اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، ابوکریب محمد بن علاء اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب، ابوعمرو بن حمدان، ابواحمد بن عدی، ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو بن مطر اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کے بہت ماہر تھے۔ شعر و سخن میں بھی ممتاز تھے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابن عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ یا کسی دوسری نماز سے ایک رکعت پالے۔ اس نے ساری نماز پالی۔

۷۳۲ ۷۸/۱۰ امام سَعْدِی مَرْوَزِی

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نام عبداللہ بن محمود بن عبداللہ ہے۔ مرو کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور محدثِ مرو ہیں۔ انہوں نے حبان بن موسیٰ مروزی، علی بن حجر، محمود بن غیلان، عمر بن شبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابومنصور ازہری، فقیہ احمد بن سعید معدانی، قاضی ابوالفضل حدادی اور دوسرے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ان سے امام الائمہ امام ابنِ خزیمہ نے بھی سماع کیا ہے اور وہ ان کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام حاکم فرماتے ہیں ثقہ اور مامون ہیں۔

۳۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ہیں جن سے اکثر لوگ خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھاتے اور گھاٹے میں رہتے ہیں۔ ایک صحت ہے اور دوسری فراغت ہے۔

خلیلی کہتے ہیں ان کے والد محمود نے امام سفیان بن عیینہ سے حدیث کا سماع کیا ہے اور ان سے ان کے لڑکے عبداللہ روایت کرتے ہیں جو اس علم کے حافظ اور عالم ہیں۔

۷۳۳ ۷۹/۱۰ الحافظ الکبیر امام بُجَیْری ہَمْدانی سَمَرْقَنْدی

آپ کی کنیت ابوحفص، نام عمر بن محمد بن بجیر اور لقب محدثِ ماوراء النہر ہے۔ سمرقند کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث ایک صحیح کے مصنف اور تفسیر وغیرہ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد بھی حدیث کے عالم اور اس کی طلب میں دور دراز ممالک کا سفر کرنے والے تھے۔ عارم اور ان کے طبقہ کے محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں اپنے صاحبزادے ابوحفص کی تعلیم کی بہت فکر تھی۔ اسی غرض کے لیے وہ انہیں کئی دفعہ مختلف ممالک کے سفر پر لے گئے۔ ابوحفص نے یحییٰ بن حماد زغبہ، بشر بن معاذ عقدی، عمرو بن علی فلاس، احمد بن عبدہ ضبی، امام دارمی کے ماموں محمد بن معاویہ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے محمد بن صابر، محمد بن بکر دہقان، محمد بن احمد بن عمران شاشی، محمد بن علی مؤدب، معمر بن جبرائیل کرمینی، اعین بن جعفر سمرقندی، عیسیٰ بن موسیٰ کسائی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

یہ طلبِ علم کے لیے مصر گئے تو انہیں وہاں کے مشہور محدث احمد بن صالح کا جنازہ شہر سے باہر نکلتا ملا اور اس میں حاضر ہوئے۔ ابوسعد ادریسی کہتے ہیں۔ صاحبِ علم و فضل، پسندیدہ اور فنِ حدیث میں پختہ کار تھے۔ طلبِ حدیث میں پوری توجہ سے کام لیتے تھے۔ اور اس کے حصول کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے۔

میں کہتا ہوں بعد دیار کی وجہ سے میں ان کی کوئی عالی حدیث حاصل نہیں کر سکا۔ راست گو ہیں اور اس حسن حدیث

Marfat.com

کے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اپنی سند سے حضرت ابو سعید سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نمازوں کے ساتھ ایک زائد نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ آگاہ رہو یہ فجر کی دو سنتیں ہیں۔

ابن بحیر ۲۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری سب اُمت جنت میں داخل ہوگی، بجز اس کے جس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا۔

۷۳۴ ۸۰/۱۰ الحافظ الکبیر شیخ الاسلام امام ابن خُزَیمہ سُلَمی نَیسابوری

آپ کی کنیت ابو بکر اور نام محمد بن اسحاق ابن خزیمہ ہے۔ خراسان کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث، شیخ الاسلام اور اماموں کے امام ہیں۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن سے ہی تحصیل حدیث میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ کبار اساتذہ اسحاق بن راہویہ اور محمد بن حمید سے سماع کا شرف حاصل کیا۔ چونکہ بچہ تھے اور اس وقت ان کا حفظ و اتقان بھی زیادہ قوی نہیں تھا اس لیے ان سے بلا واسطہ حدیث بیان نہیں کرتے۔ ان کے علاوہ محمود بن غیلان، عتبہ بن عبداللہ یحمدی مروزی، محمد بن ابان مستملی، اسحاق بن موسیٰ خطمی، علی بن حجر، احمد بن منیع، ابو قدامہ سرخسی، بشر بن معاذ، ابو کریب، عبدالجبار بن علار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا اور علم میں پختگی اور تبحر حاصل کرنے کے بعد بہت سی لاجواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کا نام مشہور ہوگیا اور آپ کے زمانہ میں خراسان میں امامت فی الحدیث اور حفظ و اتقان آپ پر ختم ہوگیا۔

امام بخاری اور امام مسلم بھی صحیحین کے سوا دوسری کتابوں میں ان سے حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان سے آپ کے شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، احمد بن مبارک مستملی، ابراہیم بن ابی طالب، ابو علی نیسابوری، اسحاق بن سعید نسوی، ابو عمرو بن حمدان، ابو حامد احمد بن محمد بن بالویہ، ابو بکر احمد بن مہران مقری، محمد بن احمد بن بصیر اور ان کے پوتے محمد بن فضل بن محمد اور دوسرے ان گنت لوگ فیضیاب ہوئے۔

ابو عثمان حیری کہتے ہیں: امام ابن خزیمہ نے ہمیں بتایا جب میں کوئی کتاب تصنیف کرنا چاہتا تو پہلے نماز میں مصروف ہوتا پھر دعا استخارہ کرتا۔ اطمینانِ قلب حاصل ہونے پر لکھنا شروع کر دیتا تھا۔ پھر ہی ابو عثمان کہتے اللہ تعالیٰ ابن خزیمہ کی وجہ سے اہلِ نیسابور سے بہت سی مصیبتیں دور کرتا ہے۔ ابو بکر محمد بن جعفر کہتے ہیں: میں نے امام ابن خزیمہ سے سنا ہے کسی نے ان سے پوچھا آپ کو یہ علم کثیر کیسے حاصل ہوا؟ بولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں نے جب زمزم کا پانی پیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے نفع مند علم کا سوال کیا تھا۔

اخلاق دادوصاف ابوبکر بن بالویہ کہتے ہیں: میں نے امام ابنِ خزیمہ سے سنا ہے ان سے کہا گیا کاش! آپ حمام میں جاکر بال صاف کرلیں۔ فرمانے لگے میرے نزدیک یہ ثابت نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حمام میں داخل ہوئے اور بال صاف کیے۔ میری لونڈی قینچی سے میرے بال صاف کردیتی ہے۔ آپ کے پوتے محمد بن فضل کہتے ہیں۔ جہاں تک بس چلتا میرے دادا کوئی چیز ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ سب مال اہلِ علم پر خرچ کردیتے تھے۔ بخل کرنا بالکل نہیں جانتے تھے اور محتاجوں پر صدقہ کرتے وقت دس اور بیس میں تمیز نہیں کرتے تھے۔ ابوبکر محمد بن سہل طوسی کہتے ہیں میں نے ربیع بن سلیمان سے سنا ہے ایک دفعہ ہم سے پوچھا کیا تم ابنِ خزیمہ کو جانتے ہو؟ ہم نے اثبات میں جواب دیا، فرمایا یہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ جتنا انہوں نے ہم سے فائدہ اُٹھایا ہے ہم نے اس سے کہیں زیادہ ان سے استفادہ کیا ہے۔ محمد بن اسمٰعیل سکری کہتے ہیں: میں نے امام ابنِ خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے میں مزنی کی مجلس میں حاضر تھا کسی نے ان سے شبہ عمد کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قتل کی دو ہی صورتیں عمد اور خطا بیان کی ہیں۔ آپ نے اس کی تین قسمیں کہاں سے بنالی ہیں؟ اور اس سلسلہ میں ایک ضعیف راوی علی بن زید بن جدعان سے حجت پکڑتے ہیں؟ مزنی تو خاموش ہورہے میں نے اس مناظر سے کہا یہ حدیث صرف علی بن زید ہی نہیں بلکہ ایوب اور خالد حذاء بھی روایت کرتے ہیں، وہ بولا پھر عقبہ بن اوس کون ہیں؟ میں نے کہا یہ بصرہ کے ایک شیخ ہیں جن سے امام محمد بن سیرین بایں ہمہ جلالت قدر روایت کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام مزنی سے کہنے لگا۔ مناظرہ آپ کرتے ہیں یا یہ؟ بولے جب حدیث کا ذکر آئے تو مناظر یہ ہی کیونکہ یہ اُس کا علم مجھ سے زیادہ رکھتے ہیں دوسرے مباحث میں میں گفتگو کروں۔

طلبِ علم کے لیے ارتحال آپ کے پوتے محمد بن فضل کہتے ہیں: میں نے اپنے دادا سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں نے امام قتیبہ بن سعید سے اکتسابِ فیض کرنے کے لیے اپنے والد سے سفر کرنے کی اجازت طلب کی تو فرمانے لگے پہلے قرآن پڑھ لو پھر تمہیں ان کے پاس جانے کی اجازت دوں گا۔ میں نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا تو فرمانے لگے ابھی کچھ صبر کرو ایک دفعہ قرآن مجید تراویح میں سنالو پھر جانا میں نے یہ بھی کرلیا۔ عید الفطر کے بعد انہوں نے مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ میں پہلے مرو گیا اور ابھی مرو الروذ میں امام ہشیم کے تلمیذ محمد بن ہشام سے ہی سماع کررہا تھا کہ ہمیں امام قتیبہ کے انتقال کی خبر ملی اور یوں میں ان سے کسبِ فیض سے محروم رہا۔

امام ابوعلی نیساپوری فرماتے ہیں: میں نے امام ابنِ خزیمہ جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ ابواحمد حینک کہتے ہیں۔ میں نے امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ سے سنا ہے علی بن خشرم کے واسطہ سے امام اسحاق بن راہویہ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا مجھے ستر ہزار حدیث ازبر یاد ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ میرے سر پر دھول مار کر بولے کیسے فضول سوال کرتے ہو پھر فرمایا بیٹا! میں نے سفید کاغذ پر سیاہی سے جو کچھ لکھا ہے اسے خوب جانتا ہوں۔ امام ابوعلی نیساپوری کہتے ہیں امام ابنِ خزیمہ کو اپنی احادیث سے استنباط کردہ فقہی مسائل اس طرح یاد تھے جس طرح حافظ کو قرآن کی کوئی سورت یاد ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ امام اپنے زمانہ میں دریکدانہ تھے۔ ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی کہتے ہیں میں نے روئے زمین پر بجز امام ابنِ خزیمہ ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جسے فنِ حدیث میں اس قدر مہارت ہو کہ اسے صحیح الفاظ

Marfat.com

اور زیاداتِ حدیث اس طرح یاد ہوں کہ گویا حدیث کی سب کتابیں اس کے سامنے کھلی پڑی ہیں۔

امام حاکم نے اپنی سند سے اپنی تاریخ میں امام عبدالرحمٰن بن مہدی کے والد مہدی کا ایک قول ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن اپنے شیخ امام سفیان ثوری کے ہاں مسلسل دس دن یا اس سے بھی زیادہ رہتے تھے۔ پھر جب کبھی ایک آدھ گھنٹہ کے لیے ہمارے پاس آئے تو فوراً امام سفیان کا قاصد بلانے کے لیے آجاتا۔ چنانچہ وہ ہمیں چھوڑ کر پھر ان کے ہاں چلے جاتے۔ اس کی سند میں ایک راوی محمد مبہم ہے جو ابنِ سنان سے روایت کرتا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ راوی بلاشبہ امام ابنِ خزیمہ ہیں کیونکہ مجھ سے امام ابنِ خزیمہ کے واسطہ سے ابو احمد دارمی نے یہی قول ابنِ سنان سے بیان کیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں ابنِ خزیمہ پختہ کار اور بے نظیر عالم تھے۔ ابوبشر کہتے ہیں: امام ابنِ خزیمہ کے کسی اہل علم پڑوسی نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت کی ایک تختی دیکھی جسے ابنِ خزیمہ صاف کرکے اجلا بنا رہے ہیں۔ معبر نے اس خواب کی تعبیر میں کہا یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرے گا۔ ابوالعباس بن سریج کے پاس کسی نے امام ابنِ خزیمہ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے علمی نکات موچنے (ایک آلہ) کے ذریعہ نکال لیتے ہیں۔ ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری کہتے ہیں میں نے امام ابنِ خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے جب صحیح حدیث مل جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہوتے ہوئے کسی کا قول قابلِ التفات نہیں۔

محمد بن صالح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے امام ابنِ خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے مستوی ہونے کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے اس کا قتل کرنا جائز ہے اور اس کا مال لوٹنا حلال ہے۔ ابوالولید فقیہ کہتے ہیں میں نے امام ابن خزیمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اسے مخلوق کہے وہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

امام حاکم کتاب علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔ امام ابنِ خزیمہ کے فضائل ومناقب میرے پاس بہت سے [illegible] ہیں۔ مختلف مسائل اور فتاوی کے علاوہ ان کی تصنیفات کی تعداد ایک سو چالیس سے زیادہ ہے۔ مسائل اور فتاوے الگ سو جزء میں جمع کیے گئے ہیں۔ آپ نے بریرہ کی حدیث سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل تین جلد پر مشتمل ایک کتاب میں ضبط کیے ہیں۔

عبداللہ بن خالد اصفہانی کہتے ہیں: امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم سے امام ابن خزیمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا افسوس! ہمارے متعلق ان سے پوچھنا چاہیئے۔ ہم سے اُن کے متعلق پوچھنے کی حاجت نہیں وہ ایسے امام ہیں جن کی سب لوگ اقتدا کرتے ہیں۔ ابوبکر محمد بن علی شاشی فقیہ کہتے ہیں: میں ایک دفعہ امام ابنِ خزیمہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابوبکر نقاش مقری نے ان سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب مزنی اور ابن عبدالحکم کے درمیان نزاع واقع ہوا تو کسی نے مزنی سے کہا کہ یہ امام شافعی کا رد کرتے ہیں۔ بولے اس کی کیا مجال جو کچھ کرتا ہے محمد بن اسحاق نیساپوری کی مدد سے کرتا ہے کیا یہ یہی ہے؟ امام ابنِ خزیمہ بولے ہاں! کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد مضارب کہتے ہیں میں نے امام ابنِ خزیمہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے اُن سے کہا اسلام کی خدمت پر اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ بولے آسمان

Marfat.com

پر جبرائیلؑ نے بھی مجھے یہی کہا ہے۔

امام حاکم نے ان کی سیرت اور مکمل حالات بیان کیے ہیں اور اپنے باغ میں ان کی ایک عظیم الشان دعوت کا ذکر کیا ہے جس کی علماء کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی اس میں آپ خود نیسابور کے ایک ایک بازار اور ایک ایک گلی کوچہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو دعوت میں شرکت کی تاکید کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بڑی خوشی کے ساتھ دعوت میں شریک ہونے کے لیے آپ کے ساتھ ہو لیے اور اتنے ان گنت اور بے حساب لوگ جمع ہوئے کہ دعوت میں تیار ہونے والے کھانے کے علاوہ سارے شہر سے حلوہ، کباب، بھنا ہوا گوشت اور دیگر ماکولات اور مشروبات بھی منگوانے پڑے یہ ایسی دعوت تھی کہ کوئی بادشاہ ہی ایسی دعوت دے سکتا ہے دوسرے کسی شخص کے بس کی بات نہیں۔

امام ابوعلی ثقفی نے علم و کمال کے باوجود چند مسائل میں امام الائمہ (ابن خزیمہ) کی مخالفت کی جن میں مسئلہ توفیق اور خزلان، مسئلہ ایمان اور مسئلہ لفظ بالقرآن سرِفہرست ہیں اس مخالفت کا انجام یہ ہوا کہ جمہور ان کے خلاف ہو گئے۔ ان کو اپنی زندگی کے باقیماندہ دن گھر میں چھپ کر گذارنے پڑے اور اس عرصہ میں انہیں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا حالانکہ یہ عظیم الشان دانشور تھے۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں چھوٹے اور بڑے مسائل میں ہمیشہ علماء میں اختلاف رہا ہے۔ اس سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے اور فضولیات سے کنارہ کش رہنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مجھے امام ابنِ خزیمہ کی عالی احادیث کے متعدد اجزاء اجازۃً حاصل ہوئے ہیں۔ آپ نے ۸۹ سال کی عمر میں ۲ ذیقعدہ ۳۱۱ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مجھے اپنی سند ان کے ذریعے حضرت عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت مندرجہ ذیل کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھنے اور دس لاکھ گناہ مٹانے کا حکم دیتے ہیں نیز اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیٍٔ قدیر۔

نیز ان کے واسطہ سے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث ملی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر نظرِ رحمت نہیں ڈالے گا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے امام مالک کی احادیث کے مجموعہ میں بسند عن خیاط السنہ عن علی بن معبد ذکر کیا ہے اور مجھے یہ بدل عالی کے طور پر حاصل ہوئی ہے۔

۷۳۵ ۸۱/۱۰ شیخ خُراسان امام سَراج نیسابوری

آپ کی کنیت ابوالعباس اور اسم گرامی محمد بن اسحاق بن ابراہیم ہے۔ قبیلہ ثقیف کی طرف نسبتِ ولاء کی وجہ سے

Marfat.com

ثقفی کہلاتے ہیں خراسان کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور ایک مشہور مسند اور تاریخ کے مصنف ہیں۔ ۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے ان کو نامور محدث یحییٰ بن تمیمی کو دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ قتیبہ بن سعد، اسحاق بن راھویہ۔ محمد بن بکار بن ریان، داؤد بن رشید، ابوکریب، محمد بن عمرو زنیج۔ حسن بن علیلی بن ماسرجس، محمد بن حمید، عمرو بن زرارہ، ابوھمام سکونی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا ان سے امام بخاری، امام مسلم صحیحین کے سوا دوسری کتابوں میں، ابو حاتم، ابن ابی الدنیا، ابوعمرو بن سماک، ابواسحاق مزکی، ابوعلی حافظ، احمد بن حسن مخلدی، خلیل بن احمد سجزی۔ عبیداللہ بن محمد قاضی، عبداللہ بن احمد صیرفی، ابوالحسن احمد بن محمد قنطری خفاف اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

ہمیں سند عالی کے ساتھ ان کی مسند کے متعدد اجزاء کا سماع حاصل ہے۔

مجھے اپنی سند سے جس میں امام بخاری ان سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ پڑھنے کے لئے آئے اسے غسل کرنا چاہیئے۔

ابوبکر بن جعفر مزکی کہتے ہیں میں نے سراج سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ امام بخاری نے میری کتاب تاریخ کا مطالعہ کیا اور اس سے اپنے ہاتھ سے چند صفحات لکھے جو میں نے ان کو پڑھ کر سنائے۔ خود سراج اپنی چند کتابوں کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے یہ امام مالک کے ستر ہزار مسائل لکھے پڑے ہیں اور جب سے ان کو لکھا ہے مجھے ان سے گرد جھاڑنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا، حسان بن محمد فقیہ کہتے ہیں ایک دفعہ سراج ابوعمرو خفاف کے ہاں آئے تو ابوعمر نے کہا اے ابوالعباس! آپ نے یہ مال کیسے جمع کیا؟ بولے یہ میری اور میرے دونوں بھائیوں ابراہیم اور اسماعیل کی زندگی بھر کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے ہم نے روکھا سوکھا کھایا اور موٹا جھوٹا پہنا تب کہیں جا کر ہمارے پاس یہ تھوڑا بہت مال جمع ہوا ہے لیکن اے ابوبکر تم بتاؤ تم نے یہ عظیم مال کیسے جمع کیا؟ یہ بڑے امیر کبیر تھے پھر ان کے مناسب حال یہ شعر پڑھے ؎

اتذکر اذ لحافك جلد شاةٍ واذ لفلاك من جلد البعير

وہ وقت یاد کرو جب اوڑھنے کے لئے تمہارے پاس بکری کی کھال کی چادر تھی اور پہننے کے لئے تمہارے جوتے اونٹ کے چمڑے کے تھے۔

فسبحان الذی اعطاك ملكًا وعلمك الجلوس علی السریر

اس خدا کی تسبیح بیان کرو جس نے تمہیں بادشاہی عطا کی اور تمہیں تخت پر بیٹھنا سکھایا۔

خوارزم میں ابوالعباس بن حمدان نے بتایا کہ میں نے سراج سے ہے فرماتے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک لمبی سیڑھی پر چڑھ رہا ہوں ابھی ۹۹ سیڑھیاں ہی چڑھ پایا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی پھر جس سے میں نے یہ خواب بیان کیا اس نے یہی تعبیر کی کہ تم ۹۹ سال زندہ رہو گے۔ ابن حمدان کہتے ہیں ایسا ہی ہوا میں کہتا ہوں آپ ۹۹ سال کو نہیں پہنچے کیونکہ ابواسحاق مزکی کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ میری ولادت ۲۱۸ھ میں ہوئی ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بارہ ہزار دفعہ قرآن حکیم ختم کیا اور بارہ ہزار قربانیاں ذبح کیں (اور ان کی وفات ۳۱۳ھ میں ہوئی ہے۔)

محمد بن احمد دقاق کہتے ہیں میں نے امام سراج کو دیکھا ہے کہ ہمیشہ ہفتہ یا دو ہفتہ کے بعد ایک بکری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی طرف سے ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت علمائے حدیث کو کھلاتے تھے۔ ابو سہل صعلوکی کہتے ہیں کہ اپنے فن میں یگانہ اور اپنے مرتبہ میں کامل ترین محدث ابو العباس سراج نے ہم سے حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ اخرم کہتے ہیں ابو العباس سراج صحیح مسلم پر تخریج لکھنے میں مجھ سے مدد لیا کرتے تھے۔ میں حدیث کے بارے میں ان کی کثرتِ معلومات اور بہترین اصول پہ دنگ رہ جاتا تھا جب انہیں عالی حدیث مل جاتی تو فرماتے ہم یہ ضرور لکھیں گے اگر میں کہتا یہ تو ہمارے امام (مسلم) کی شرط پر نہیں تو فرماتے اس کے بارہ میں میری سفارش قبول کرلو۔

ابو عمرو بن نجید کہتے ہیں میں نے دیکھا ہے ابو العباس سراج شہر میں سوار ہو کر نکلے تو عباس مستملی ان کے آگے آگے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے جاتے آپ اسے حکم دیتے عباس! یہ بدل دو عباس یہ توڑ دو۔

حاکم کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا ہے فرماتے تھے جب زعفرانی نیساپور میں آیا اور خلقِ قرآن کی تبلیغ کرنے لگا تو میں نے کئی دفعہ سراج سے سنا ہے جب وہ بازار میں نکلتے تو لوگوں سے کہتے زعفرانی پر لعنت بھیجو چنانچہ لوگ اس پر لعنت بھیجنے کے نئے نعرے لگانے لگتے۔ آخر تنگ آکر وہ شہر چھوڑ کر بخارا چلا گیا۔ ابو الحسن خفاف کہتے ہیں ہمیں حدیث املا کراتے وقت ابو العباس سراج نے فرمایا: جو شخص اقرار نہ کرے اور اس بات پہ ایمان نہ لائے کہ اللہ تعجب کرتا ہے اور ہنستا ہے نیز ہر رات آسمانِ دنیا پہ اتر کر منادی کرتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو دوں تو وہ زندیق اور کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرلے تو بہتر ہے ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

امام حاکم کہتے ہیں میں نے ابو سعید بن ابی بکر بن ابی عثمان سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے جب نیساپور میں فرقہ کلابیہ کا فتنہ زور پکڑنے لگا تو ابو العباس سراج بچوں کا امتحان لیتے تھے اور کلابیہ فرقہ کے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بچوں کو حدیث نہیں پڑھاتے تھے چنانچہ مجھے ایک دفعہ مجلس میں کھڑا کر لیا اور حکم دیا کہ میں کہوں کہ "میں اللہ تعالیٰ کے لئے کلابیہ فرقہ سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں" میں نے عرض کیا اگر میں یہ کہوں گا تو میرا باپ میرا کھانا بند کر دے گا یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمانے لگے اسے رہنے دو۔

ابو زکریا عنبری کہتے ہیں میں نے سنا ہے ابو بکر عمر و خفاف امام ابو العباس سراج سے کہہ رہے تھے اگر کسی وقت آکر آپ بادشاہ کو نصیحت کریں تو یہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہوگا چنانچہ آپ ایک روز وقت نکال کر تشریف لے گئے اس وقت ابو عمر بھی بادشاہ کے پاس موجود تھا آپ کو دیکھ کر بولا یہ ہمارے بزرگ اور شہر کے بہت بڑے عالم تشریف لائے ہیں بادشاہ سلامت کو ان کے پند و نصائح سے بہت فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا امیر والاجاہ! اقامت طاق ہے حرمین شریفین میں اقامت طاق کہنے کا دستور ہے مگر ہماری جامع مسجد میں یہ دوہری کہی جاتی ہے۔ حالانکہ دین حرمین سے ہی یہاں آیا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ ابو عمر و اور دوسرے حاضرین شرمندہ ہوئے کیونکہ وہ شہر کے متعلق ان سے کچھ سننا چاہتے تھے پھر جب انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے خدا تعالیٰ سے شرم آتی تھی کہ میں دنیا کے باب میں کچھ کہوں اور دین کے متعلق چپ سادھ لوں۔

ابو الولید حسان فقیہ کہتے ہیں میں نے ابو العباس سراج سے سنا ہے ایک دفعہ بغداد سے چلے آنے پر افسوس کا اظہار کر رہے تھے کسی نے پوچھا پھر آپ وہاں سے چلے کیوں آئے فرمانے لگے۔ میرے بھائی وہاں پچاس برس رہے جب فوت ہوئے تو میں نے گلی میں ایک آدمی کو سنا جو دوسروں سے پوچھ رہا تھا کون فوت ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا یہاں ایک

Marfat.com

اجنبی رہتا تھا اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا انا للہ! مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں رہنے اور تعلیمی اور کاروباری سلسلہ میں شہرت رکھنے کے باوجود وہ اجنبی ہی رہے یہی چیز میرے وہاں سے چلے آنے کا باعث ہوئی۔

آپ کا انتقال ۳۱۳ھ میں ہوا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے مسور بن مخرمہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی علی بن ابی طالب سے کر دیں۔ میں اجازت نہیں دوں گا، میں کبھی بھی اجازت نہیں دوں گا۔ ہاں اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے شادی کرنا چاہے تو یہ اس کی مرضی! فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑہ ہے جو چیز اسے شک میں ڈالتی ہے وہ مجھے بھی شک میں ڈالتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے وہ چیز میرے لیے بھی اذیت کا باعث ہے۔

اس حدیث کو پانچوں اماموں نے قتیبہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے سعید جرمی اور امام مسلم نے امام احمد سے اس کو روایت کیا ہے۔ ان دونوں نے اس کو اس سند سے بیان کیا ہے۔ عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن الولید بن کثیر عن ابن صلحلۃ عن الزہری عن علی بن الحسین عن المسور فکان عبد المعز الہروی سمعہ منہما۔

۷۳۶ ۸۲/۱۰ الحافظ المسند امام ابن مُکرَّم البَغدادی ثُمّ البَصری

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن حسین بن مکرم ہے۔ بغداد کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث ہیں۔ بعد میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں بشر بن ولید کندی، محمد بن بکار بن ریان، منصور بن ابی مزاحم، عبید اللہ قواریری اور ان کے طبقہ سے علمِ حدیث حاصل کیا اور ان سے محمد بن مخلد، ابوالقاسم طبرانی، ابنِ عدی، ابن السنی، ابن المقری اور [illegible] لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم بن فہد کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں بغداد سے ابنِ مکرم سے بڑا کوئی حدیث کا عالم نہیں آیا۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ نے ۳۰۶ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ رحمۃ اللہ علیہ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عثمان کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی ضرورت یہ ہے کہ اسے پیٹ بھرنے کے لیے روکھا سوکھا کھانا گرمی سردی سے بچانے کے لیے مکان اور بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا میسر ہو اس کے علاوہ جو چیز ہے وہ ضرورت سے زائد ہے۔

۷۳۷ ۸۳/۱۰ امام باغَندِی الواسطی ثُمّ البَغدادی

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن محمد بن سلیمان ہے۔ واسط کے رہنے والے یکتائے زمانہ حافظِ حدیث اور محدثِ عراق ہیں۔ بعد میں بغداد میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ علی بن مدینی، شیبان بن فروخ، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، ہشام بن عمار، سوید بن سعید اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے دعلج، محمد بن مظفر، عمر بن شاہین

ابوبکر ابن المقری، علی بن المحاملی، ابوبکر احمد بن عبدان، عبیداللہ بن بواب اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔
خطیب کہتے ہیں: مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ اپنی اکثر روایتیں زبانی بیان کیا کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارہ میں تین لاکھ سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔ ابنِ شاہین کہتے ہیں ایک دفعہ ابوبکر ابن الباغندی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہنے کے بعد قرأت کرنے کے بجائے کہنے لگے۔ اخبرنا محمد بن سلیمان لوین ہم نے پیچھے سے سبحان اللہ کہا تو قرأت کرنے لگے۔ ابوبکر اسماعیلی کہتے ہیں میں ان پر جھوٹ کی تہمت تو نہیں لگاتا لیکن بہت بُرے طریقہ سے تدلیس کرتے ہیں اور الفاظ میں تصحیف کرنے کے بھی عادی ہیں۔ خطیب کہتے ہیں: میں نے اپنے اکثر شیوخ کو دیکھا ہے ان سے حجت پکڑتے ہیں اور ان کی بیان کردہ حدیث کو صحیح میں درج کرتے ہیں۔ محمد بن احمد بن زہیر حافظ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں اگر موصل میں ہوتے تو تم ان سے علم حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے اب چونکہ ہر وقت تمہارے پاس گرے رہتے ہیں تم ان سے استفادہ میں تساہل سے کام لیتے ہو۔ حمزہ سہمی کہتے ہیں: میں نے احمد بن عبدان سے باغندی کے متعلق پوچھا تو بولے صحیح اور ضعیف حدیث کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ تدلیس کے بھی عادی ہیں۔ لیکن ابوبکر بن ابی داؤد سے بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ میں نے امام دارقطنی سے پوچھا تو فرمانے لگے تدلیس بہت کرتے ہیں اور جو حدیثیں نہیں سنیں وہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ امام دارقطنی اپنی کتاب "ضعفاء" میں لکھتے ہیں یہ مدلس اور حدیث کو خلط ملط کرنے والے ہیں۔ اپنے کسی استاد کے واسطہ سے کسی محدث کی حدیث سنتے ہیں پھر درمیان سے اپنے استاد کا واسطہ گرا دیتے ہیں کثیر الخطأ ہیں لالکائی کہتے ہیں ان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ زبانی حدیث اس قدر روانی کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کوئی تیز رفتار حافظ قرأت کر رہا ہو حتیٰ کہ ان کے سر سے ان کی ٹوپی گر جاتی تھی۔

میں کہتا ہوں ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا وہ سرخ ٹیلہ کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔
یہ حدیث امام مسلم نے اپنی صحیح میں شیبان سے روایت کی ہے۔ ہم نے ایک درجہ اُوپر ہو کر ان کی موافقت کی ہے

۷۳۸ ۸۴/۱۰ الحافظ الکبیر المسند امام بَغَوِی بَغْدادی

آپ کی کنیت ابوالقاسم اور اسم گرامی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز ہے۔ بستی بغ کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث اور قابل اعتماد عالم ہیں۔ پھر بغداد میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ مشہور اور بلند پایہ محدث احمد بن منیع کے نواسے ہیں۔ رمضان المبارک ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا علی اور دادا عبدالعزیز کی توجہ اور کوشش سے چھوٹی عمر میں حدیث کا سماع شروع کر دیا اور علی بن جعد، علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل، ابونصر تمار، شیبان بن فروخ، داؤد بن عمرو ضبی، یحییٰ بن عبدالحمید حمانی، سوید بن سعید اور دوسرے بہت سے لوگوں سے جن کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے حدیث کا سماع کیا ایک عظیم ذخیرۂ علم جمع کرنے کے بعد معجم الصحابہ اور جعدیات وغیرہ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے طویل عمر پائی اور دنیا میں منفرد حیثیت کے مالک بن گئے۔ ان سے ابنِ صاعد، جعابی، قطیعی، اسماعیلی، ابوحفص بن شاہین، عمر کتانی، ابنِ مظفر،

دارقطنی، ابوالقاسم بن حبابہ، ابوطاہر مخلص، عبدالرحمٰن بن ابی شریح ہروی، ابومسلم کاتب اور دوسرے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے۔ خود فرماتے ہیں: میں نے ابوعبید کو دیکھا اور ان کے جنازے میں شریک ہوا ہوں۔ میں نے پہلے پہل ۲۲۵ھ میں حدیث لکھنا شروع کی اور اپنے چچا کے ساتھ حاصم بن علی کی مجلس میں حاضر ہوا۔

حافظ احمد بن عبدان کہتے ہیں میں نے امام بغوی سے سنا ہے فرماتے تھے۔ ایک دن میں نے اپنے دل میں کچھ تنگی محسوس کی سکون قلب کے لیے دریا کے کنارہ پر چلا گیا میرے ہاتھ میں امام یحییٰ بن معین کی ایک جلد تھی میں اس کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ امام موسیٰ بن ہارون ادھر آنکلے۔ مجھے دیکھ کر پوچھنے لگے یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا امام یحییٰ بن معین کی احادیث کی ایک جلد ہے یہ سن کر انہوں نے کتاب میرے ہاتھ سے لی اور دریا میں پھینک دی۔ اور کہا کیا تم امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی کو جمع کرنا چاہتے ہو؟ امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ابوالقاسم بغوی اس قابل ہیں کہ ان کی حدیث صحیح میں داخل کی جائے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: امام بغوی حدیث پر کم ہی گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن جب کلام کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے لکڑی میں میخ ٹھونک دی۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ بغوی عالم حدیث اور وراق تھے۔ اور چچا کے لیے کتابیں لکھا کرتے تھے اور ہمیشہ اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی اپنی کتابیں فروخت کر دیا کرتے تھے۔ ابن عدی نے پہلے ان کو ضعیف کہنے کی کوشش کی تھی پھر آخر میں ان کو قوی کہا ہے اور لکھا ہے انہوں نے طویل عمر پائی تھی۔ لوگ انکے محتاج ہوئے اور انہیں قبول کر لیا۔ اگر میں نے یہ شرط نہ کی کہ جس راوی میں کسی نے کلام کیا ہے اسے ضرور ذکر کروں گا تو میں ان کا ذکر نہ کرتا۔

میں کہتا ہوں جن آئمہ نے صحیح حدیث کی تخریج کی ہے۔ ان میں سے اکثر نے ان کے ساتھ حجت پکڑی ہے۔ جیسے اسماعیلی، دارقطنی اور برقانی وغیرہ۔ ایک سو تین سال تک زندہ رہے تھے خطیب کہتے ہیں: قابل اعتماد، پختہ کار، سمجھدار اور فن حدیث کو جاننے والے تھے سلمی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی سے ان کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے۔ ثقہ، علم کا پہاڑ اور امام ہیں۔ دوسرے مشائخ کی نسبت غلطیاں کم کرتے ہیں۔ ابویعلیٰ خلیلی کہتے ہیں امام بغوی عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ اپنے [illegible] میں ایک سو شیخ سے حدیث لینے میں متفرد ہیں۔ ان میں حکم بن موسیٰ، طالوت بن عباد اور نعیم بن حبیب قابل [illegible] خلیل نے یہ بھی کہا یہ حدیث کے حافظ اور اس کو خوب جاننے والے ہیں۔ انہوں نے اپنے چچا کی مسند تصنیف کی ہے ان کے معاصرین نے حسد کی بناء پر ان کی آخر عمر میں ان پر ایسی جرح کی ہے جو ان کے حق میں ہرگز قادح نہیں ہے۔ ابواحمد حاکم کہتے ہیں میں نے امام بغوی سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے ایک ہزار شیخ کے لیے کتابیں لکھی ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ انہوں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں بعد میں آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں پھر آپ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی تو اس کی انگلی پر مارا حتیٰ کہ اس نے بھی اتار پھینکی۔

یہ حدیث بغوی نے ایک دوسری سند کے ساتھ زہری سے یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کی انگلی پر تھپڑ مارا اس لیے اس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔

Marfat.com

منصور نے اس کو مرسل بیان کیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ابوالعباس ابنِ شحنہ دنیا میں وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے امام بغوی کی عالی حدیث روایت کی ہے ان دونوں کے درمیان صرف چار راویوں کا واسطہ ہے۔

امام بغوی عید الفطر کی رات ۳۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اسی سال اصفہان میں ابو علی حسن بن محمد بن حسن وارکی، فقیہ بصرہ احمد بن سلیمان زبیری بصری شافعی، محدث مصر ابوالحسن علی بن احمد بن سلیمان بن صقیل علان اور ان کے رفیق ابوبکر بن محمد بن زبان بن حبیب حضرمی نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

۷۳۹ ۸۵/۱۰ الحافظ القدوۃ امام ابنِ مَنْدُوْیہ اَصْفَہانی

آپ کی کنیت ابواسحاق اور نام ابراہیم بن محمد بن حسن بن منویہ ہے۔ اصفہان کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور جامع اصفہان کے امام ہیں۔ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، بشر بن معاذ عقدی، احمد بن منیع، ہشام بن خالد ازرق عبدالجبار بن علاء، محمد بن ہاشم بعلبکی اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین نے حدیث کا سماع کیا۔ طلبِ علم میں آپ کے سفروں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ پرہیزگار، عابد، قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ حدیث کو خوب سمجھتے اور خوب یاد رکھتے تھے۔ ابنِ فیرہ طیان اور اُبّہ کے القاب سے مشہور تھے۔ ان سے ابو علی بن ہارون، طبرانی، ابو احمد عسال، ابوالشیخ اور ابن المقری روایت کرتے ہیں۔

مؤخر الذکر کہتے ہیں: یہ پہلے شیخ ہیں جن سے میں نے حدیث لکھی ہے۔ ابوالشیخ کہتے ہیں: آپ صدق اور راست گوئی کی کان تھے۔ جمادی آخرہ ۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں ابنِ منویہ کے علاوہ اسی نام و نسب کے ابراہیم بن محمد بن حسن اصفہانی ایک دوسرے محدث ہیں۔ جنہوں نے ہناد بن سری، احمد بن فرات اور ایک دوسری جماعت سے اکتسابِ فیض کیا ہے اور ہمدان میں رہتے تھے۔ اور ان سے جبرائیل بن محمد، نصر بن حازم اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

۷۴۰ ۸۶/۱۰ الحافظ الرّحّال امام ابنِ مَنْدَہ اصفہانی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن یحییٰ بن مندہ ہے اور مندہ کا نام ابراہیم بن ولید بن سندہ بن بطہ بن اسبندار ہے۔ بنو عبد کے مولیٰ ہیں۔ اصفہان کے رہنے والے، طلبِ حدیث میں بہت سفر کرنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور نامور محدث ابوعبداللہ محمد بن اسحاق کے دادا ہیں۔ اسماعیل بن موسیٰ فزاری سدی، عبداللہ بن معاویہ، محمد بن سلیمان لوین، ابوکریب محمد بن علاء، ہناد بن سری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابو احمد عسال، ابوالقاسم طبرانی، ابوالشیخ، ابواسحاق بن حمزہ اور محمد بن احمد بن عبدالوہاب مستفید ہوئے۔

نوجوانی کے عالم میں مشہور محدث احمد بن فرات سے مباحثہ کیا کرتے تھے۔ اور مشکلات میں ان کی طرف مراجعت کرتے

Marfat.com

تھے۔ ابوالشیخ کہتے ہیں یہ ہمارے شیوخ کے استاذ اور ان کے امام ہیں۔ انہوں نے سہل بن عثمان سے ملاقات کی ہے۔ آپ نے رجب ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے ابوزیاد کی یہ حدیث ملی ہے کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پیاز کھانے کے متعلق مسئلہ پوچھا تو فرمانے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں جو کھانا کھایا تھا اس میں پیاز پڑا ہوا تھا۔

یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند صالح ہے۔ امام احمدؒ نے اس کو اپنی مسند میں حیوۃ حمصی عن بقیۃ کے واسطہ سے ذکر کیا ہے۔

نیز مجھے ان کے واسطہ سے عبداللہ بن عتبہ کی یہ حدیث ملی ہے فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے کچھ پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا تھا۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ نے اس کو برکت دی تھی اور اس کے حق میں نیک دعا کی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمی ہونے اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود تھوڑی بہت کتابت سے واقفیت میں کوئی اشکال نہیں۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ کاتبانِ وحی اور احادیث لکھنے والے صحابہ کو بکثرت کتاب و سنت املا کرانے اور بادشاہوں کی طرف خطوط لکھوانے سے آپ نے اتنی کتابت سیکھ لی تھی کہ ایک دو کلمے لکھ سکیں۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ میں آپ نے اپنا اسم مبارک محمد بن عبداللہ لکھ لیا تھا۔ اور اتنا معمولی لکھ پڑھ لینا آپ کے اُمی ہونے کے منافی نہیں یہ ایسا ہے جیسے بہت سے بادشاہ اَن پڑھ ہوتے ہیں لیکن دستخط کرنا جانتے ہیں۔

۷۴۱ ۸۷/۱۰ الحافظ الناقد امام محمد بن ابی بکر نسائی ثم بغدادی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نسا کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور بلند پایہ ناقد فن ہیں۔ آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے نصر بن علی جہضمی، عباد بن یعقوب، عمرو بن علی فلاس اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے احمد بن کامل، ابوبکر بن مقسم مقری، ابوالقاسم طبرانی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابنِ کامل کہتے ہیں، میں چار آئمہ حدیث کے زندہ رہنے کو دوست رکھتا ہوں جو یہ ہیں، امام ابن جریرؒ محمد بربری، ابو عبداللہ بن ابی خیثمہ اور معمری میں نے ان سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ خطیب کہتے ہیں ان کے والد ابوبکر اپنی کتاب تاریخ تصنیف کرنے میں ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ خطیب نے یہ بھی کہا ہے کہ ذی قعدہ ۲۹۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی یہ حدیث ملی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں اپنی داڑھی کو ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ حدیث عبداللہ بن اوفیٰ سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے اور فلاس اس کے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۷۴۲ ۸۸/۱۰ الحافظ الناقد امام برذعی ازدی

آپ کی کنیت ابوعثمان اور نام سعید بن عمرو ہے۔ عرب کے مشہور قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے ہیں اور ضلع آذربائیجان کے ایک قصبہ برذعہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ برذعی کہلاتے ہیں۔ نامور حافظ اور ناقد حدیث ہیں۔ ابوکریب، عبدہ بن عبداللہ، ابوسعید اشج، عمرو بن علی صیرفی، بندار، ابن وہب کے بھتیجے احمد اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ امام ابوزرعہ کی صحبت میں بہت عرصہ رہے اور ان ہی سے سندِ فراغت حاصل کی۔ اور ان سے حفص بن عمر ربدوبیلی، احمد بن طاہر میانجی، حسن بن علی بن عباس، ابراہیم بن احمد میمذی اور دوسرے لوگوں نے کسبِ فیض کیا۔ ابن عقدہ کہتے ہیں: آپ ۲۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مجھے اپنی سند کے ساتھ ان کا یہ قول پہنچا ہے فرماتے ہیں۔ جب میں مصر سے واپس آیا تو پھر امام ابوزرعہ کی خدمت میں ٹھیر گیا اور ان کو مزنی کی کتاب سنانے لگا۔ میں امام شافعی کے خلاف جب کوئی ان کا قول پڑھتا تو امام ابوزرعہ مسکرا پڑتے اور فرماتے: تمہارے شیخ نے کوئی بہتر مسلک اختیار نہیں کیا اور ان کے لیے اپنے دعویٰ سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ میں نے پوچھا کیا آپ نے بھی ان سے کچھ سنا ہے؟ بولے نہیں! میں ان کی مجلس میں صرف دو دن رہا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے مشہور اختلافی مسئلہ "لفظی بالقرآن مخلوق" میں کچھ کلام کیا ہے جب عبدالرحیم ان کے پاس جانے لگے تو میں نے ان سے کہا اس کے متعلق ان سے پوچھنا وہ کہتے ہیں ان سے پوچھا تو رو پڑے اور معاذ اللہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۴۳ ۸۹/۱۰ امام یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ اعرج نیسابوری

آپ کی کنیت ابوزکریا ہے۔ نیسابور کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث ہیں۔ طلبِ علم کے لیے دور دراز ممالک میں بہت گھومے پھرے اور امام اسحاق بن راہویہ، علی بن حجر، قتیبہ، محمد بن طریف، یحییٰ خت، یعقوب دورقی، یونس بن عبدالاعلیٰ اور ان کے طبقہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ اور ان سے ان کے بھتیجے ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن حیوہ تلمیذ نسائی، ابوحامد ابن الشرقی، ابن عقدہ، مکی بن عبدان اور متعدد لوگ روایت کرتے ہیں۔

کہتے ہیں امام نسائی نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ ابن یونس کہتے ہیں آپ حافظِ حدیث، عالم فاضل اور سمجھدار تھے ذی قعدہ ۳۰۷ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۴۴ ۹۰/۱۰ امام ابوالاذان بغدادی

آپ کا اسمِ گرامی عمر بن ابراہیم ہے۔ بغداد کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث ہیں۔ انہوں نے محمد بن مثنی، یحییٰ بن حکیم مقوم، اسماعیل بن مسعود، عبداللہ بن محمد بن مسور زہری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے امام نسائی جو عمر میں ان سے بڑے ہیں۔ ابن قانع، عبداللہ بن اسحاق خراسانی، مظفر بن یحییٰ، ابوالقاسم طبرانی اور دوسرے لوگوں نے

Marfat.com

استفادہ کیا۔

خطیب اور دوسرے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ اسماعیلی کہتے ہیں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ابوالاذان اور ایک یہودی کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا ابوالاذان کہنے لگے آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں جو حق پر ہوگا اس کا ہاتھ نہیں جلے گا۔ چنانچہ دونوں نے آگ میں ہاتھ ڈالا، یہودی کا ہاتھ جل گیا اور ان کا ہاتھ سلامت رہا۔

آپ ۶۳ سال عمر پا کر ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

۷۴۵ ۹۱/۱۰ الحافظ الباہر امام قرطمہ بغدادی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ، نام محمد بن علی اور لقب قرطمہ ہے۔ بغداد کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں۔ انہوں نے محمد بن حمید رازی، ابوسعید اشج، زعفرانی، محمد بن یحییٰ ذہلی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ تحصیل علم کے لیے حجاز شام، خراسان، عراق اور مصر جیسے دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ آپ حفظ واتقان میں ایک آیت تھے ان سے روایت کم آتی ہے ابن عقدہ کہتے ہیں میں نے داؤد بن یحییٰ سے سنا ہے فرماتے تھے لوگوں میں ابوزرعہ اور ابوحاتم کے حفظ واتقان کے قصے مشہور ہیں مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے قرطمہ سے زیادہ قوی الحافظ کوئی آدمی نہیں دیکھا میں ایک دفعہ ان کے گھر گیا تو مجھے کتابیں دکھا کر کہنے لگے ان میں سے جو کتاب چاہو نکال لاؤ میں زبانی پڑھ کر سناؤں گا۔ میں نے ایک کتاب نکال کر کہا یہ کتاب لاشریہ ہے انہوں نے روانی کے ساتھ آخر باب سے اول تک پڑھنا شروع کی اور اسی طرح ساری کتاب ختم کر ڈالی۔

خطیب کہتے ہیں ان کا انتقال ۲۹۰ھ میں ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۴۶ ۹۲/۱۰ امام ابن صدقہ بغدادی

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ ہے۔ بغداد کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں۔ ان کے پاس مسائل کا ایک مجموعہ تھا۔ جو انہوں نے امام احمد بن حنبل سے اس وقت پوچھے تھے جب انہوں نے حدیث پڑھانا بند کر دی تھی۔ انہوں نے اسماعیل بن مسعود جحدری، محمد بن مسکین یمامی، محمد بن حرب نسائی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے فرماتی ہیں: تصویریں بنانے والے ایسے عذاب میں مبتلا ہوں گے کہ اہل دنیا میں سے کسی کو ایسا عذاب نہیں ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو۔

ان سے ابن قانع، ابوبکر شافعی اور ابوالقاسم طبرانی روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر خلال نے ان سے مسائل حاصل کیے ہیں۔ آپ ضبط واتقان کے ساتھ موصوف تھے۔ مختلف قاریوں سے متعدد قراتوں کے راوی ہیں۔ ابوالحسین بن منادی کہتے

Marfat.com

ہیں۔ انتہائی ضابط اور حاذق تھے۔
محرم ۲۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷۴۷ ۹۳/۱۰ امام بَرْدِیجی بَرْذَعی

آپ کی کنیت ابوزکریا اور نام احمد بن ہارون بن روح ہے۔ برذعہ کے رہنے والے پختہ کار حافظِ حدیث ہیں۔ آخر میں بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ نے ابوسعید اشج، علی بن اشکاب، ہارون بن اسحاق ہمدانی، بحر بن نصر خولانی اور دوسرے متعدد لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ مختلف ممالک میں خوشہ چینی کی اور متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اور ان سے ابوبکر شافعی، ابن لؤلؤ الوراق، ابوعلی بن صواف اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: ثقہ ہیں اور علم کا پہاڑ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں: ان سے ہمارے شیخ حافظ ابوعلی نیسابوری نے مکہ معظمہ میں ۳۰۳ھ میں حدیث کا سماع کیا۔ امام حاکم نے اسی طرح کہا ہے۔ حالانکہ بردیجی ۳۰۱ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد امام حاکم نے کہا ہے: یہ محمد بن یحییٰ کے پاس آئے اور افادہ اور استفادہ میں مصروف رہے۔ ہم ان کے زمانہ میں آئمہ حدیث میں کوئی ایسا امام نہیں پاتے جن سے انہوں نے حدیث کا انتخاب نہ کیا ہو۔ خطیب کہتے ہیں: قابلِ اعتماد، سمجھدار اور حافظِ حدیث تھے۔ احمد بن کامل کہتے ہیں: رمضان المبارک ۳۰۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ آمدنی ضمانت کے بدلہ میں ہے۔

۷۴۸ ۹۴/۱۰ امام ابنِ اَخْرَم اِصبہانی

آپ کی کنیت ابوجعفر اور نام محمد بن عباس بن ایوب ہے۔ ابنِ اخرم کے لقب سے مشہور ہیں فقیہ اور محدث تھے۔ ابوکریب، زیاد بن یحییٰ حسانی، عمار بن خالد، علی بن حرب، مفضل بن غسان غلابی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ابواحمد عسال، عبداللہ بن محمد بن عمرو، ابومحمد بن حیان اصفہانی، ابوالشیخ اصفہانی، احمد بن ابراہیم بن یوسف اصبہانی روایت کرتے ہیں۔ میں نے ان کی وصیت میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اس کا علم دنیا اور آخرت کو محیط ہے۔ نیز کہتے ہیں جو شخص "لفظی بالقرآن مخلوق" کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

ظاہر ہے کہ انہوں نے لفظ سے ملفوظ مراد لیا ہے اور ملفوظ قرآن مجید ہے جو مقروء، متلو، مکتوب، مسموع اور سینوں میں محفوظ ہے۔ اور لفظ سے قاری کا تلفظ مراد نہیں لیا کیونکہ قرآن کے ساتھ تلفظ کرنا قاری کا کسب ہے اور تلفظ، تلاوت اور حفظ بندے کے صفات اور اس کے افعال ہیں اور بندوں کے سب افعال مخلوق ہیں لیکن سلف لفظ پر خلق کا اطلاق جائز نہیں رکھتے۔ کیونکہ اندیشہ ہے کہ جو شخص "لفظی بالقرآن مخلوق" کہے اور لفظ سے قرآن مراد لے تو وہ جہمی ہے یا [illegible] ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوذر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور اس آسمان اور اگلے آسمان کے درمیان بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اسی طرح سات آسمانوں تک ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی مسافت ہے زمینوں کا بھی یہی حال ہے (یعنی سات زمینوں تک ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ پانچ سو سال کی مسافت ہے) پھر ساتویں آسمان سے عرش تک کی مسافت ان سب کی مجموعی مسافت کے برابر ہے اگر تم (سب سے نچلی) زمین کو کھودو تو تم اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کو وہاں بھی موجود پاؤ گے۔

اس کی سند میں ابونصر مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔ بیہقی نے اس کو الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے۔

۷۴۹ $\frac{۹۵}{۱۰}$ امام شکر ھروی

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن، نام محمد بن منذر بن سعید اور لقب شکر ہے۔ آپ ھرات کے رہنے والے دور دراز ممالک کا سفر کرنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث ہیں۔ محمد بن رافع، علی بن خشرم، احمد بن منیع، نصر بن علی، علی بن شبہ، رمادی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ہر خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی، کتابیں لکھیں اور اس فن میں تقدم کا درجہ حاصل کیا۔ ان سے ابوالولید حسان بن محمد، ابوعمرو بن مطر، ابوبکر احمد بن علی رازی اور ان کے سوا ایک اور جماعت روایت کرتی ہے۔

ربیع الاول یا ربیع الثانی ۳۰۳ھ میں ہرات میں انتقال کیا۔

اس سال مشاہیر آئمہ حدیث میں سے بھی ایک جماعت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ رحمۃ اللہ علیہم

۷۵۰ $\frac{۹۶}{۱۰}$ امام عسکری رازی

آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام علی بن سعد بن عبداللہ ہے۔ رے کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں انہوں نے ابوحفص فلاس، محمد بن مثنی، یعقوب دورقی، زبیر بن بکار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوالشیخ حافظ، ابوبکر قباب، ابوعمرو بن حمدان، ابوعمرو بن مطر اور اہل اصفہان اور اہل نیشاپور روایت کرتے ہیں ان سے سب سے آخر میں میمون رازی نے حدیث پڑھی۔ ہمیں ان کی تصنیف کردہ "کتاب السرائر" ملی ہے۔ انہوں نے اس کے علاوہ بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔

موصوف ۳۰۵ھ میں رے میں فوت ہوئے اور ایک قول کے مطابق ان کا سال وفات ۳۱۳ھ ہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے ہزر بن حکیم کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غروب آفتاب کے وقت ستر دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔

یہ حدیث منکر ہے اس کی راویہ بابہ اور اس کے باپ کا پتہ نہیں کون ہیں۔

۷۵۱ ۹۷/۱۰ امام علی بن سعید بن بشیر رازی

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ رَے کے رہنے والے باکمال حافظِ حدیث ہیں۔ مصر میں رہائش پذیر ہو گئے تھے اور محدثِ مصر کہلاتے تھے۔ عبدالاعلیٰ بن حماد، جبارہ بن مغلس، بشر بن معاذ عقدی، عبدالرحمٰن بن خالد بن نجیح، محمد بن ہاشم بعلبکی، نوح بن عمرو سکسکی اور ان کے طبقہ سے حدیث پڑھی اور ان سے ابوسعد ابن الاعرابی، عبداللہ بن جعفر بن درد، محمد بن احمد بن خروف ابوالقاسم طبرانی، حسن بن رشیق اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

حمزہ سہمی کہتے ہیں، میں نے ان کے متعلق امام دارقطنی سے پوچھا تو فرمایا اچھے دین دار نہیں تھے۔ میں نے مصر میں سنا تھا یہ ایک گاؤں کے حاکم تھے جب وہاں کے اہلِ ذمہ نے خراج ادا کرنے میں لیت ولعل کیا تو انہوں نے ان کے سب خنزیر جمع کر کے مسجد میں بند کر دیئے۔ میں نے پوچھا یہ حدیث میں کیسے تھے؟ بولے انہوں نے کئی حدیثیں ایسی بیان کی ہیں کہ ان میں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔ ابنِ یونس کہتے ہیں سمجھدار اور حافظ حدیث تھے۔

آپ ذی قعدہ ۲۹۷ھ میں فوت ہوئے اور علیک کے لقب سے مشہور تھے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجوم میں دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

ان کی متابعت ابونصر تمار نے ایک ضعیف راوی عقبہ سے کی ہے۔

۷۵۲ ۹۸/۱۰ امام جعفرک نیسابوری اَعرَج

آپ کی کنیت ابومحمد، نام جعفر بن محمد بن موسیٰ اور لقب جعفرک ہے۔ آپ نیسابور کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث ہیں۔ انہوں نے تحصیلِ علم کے لیے دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ اور آخر میں حلب میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث پہنچی ہے۔ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے۔ نہ بہت لمبے اور نہ بالکل پست قامت، رنگ سفید سرخی مائل تھا انتہائی سفید نہیں تھا اور نہ گندمی تھا۔ بال نیم گھنگھرالے تھے نہ بالکل چھلے دار تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ نبوت کے بعد دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں بسر کیے۔

آپ نے حسن بن عرفہ، عبداللہ بن ہاشم، محمد بن یحییٰ ذہلی، علی بن حرب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا علم حاصل کیا اور ان سے حافظ ابواسحاق بن حمزہ اصفہانی، حافظ ابوعلی نیسابوری، ابوبکر اسماعیلی، ابن المقری اور دوسرے لوگ روایت کرتے

بہت سے ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے اور حفظ و معرفت کے ساتھ ان کی تعریف کی ہے۔

Marfat.com

۷۵۳ $\frac{99}{10}$ امام جَارُودی اَصْفہانی

آپ کی کنیت ابوجعفر اور اسم گرامی احمد بن علی بن محمد بن جارود ہے۔ انہوں نے طلبِ علم کے لیے بہت سفر کیے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ابوسعید اشج، عمر بن شبہ، ہارون بن اسحاق، احمد بن فرات اور بہت سے اصفہانی محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ اس فن میں بہت ماہر تھے۔ ان سے ابواسحاق بن حمزہ، ابوالقاسم طبرانی، ابوالشیخ، عبدالرحمٰن بن محمد بن سیاہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے۔

۲۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷۵۴ $\frac{100}{10}$ امام جعفر بن احمد بن سَنَان وَاسِطی

آپ قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور حافظ ابوجعفر قطان کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے اپنے والد، قتیبہ بن مہتصر، ابو کریب محمد بن علاء، ھناد بن سری، سلیمان بن عبیداللہ غیلانی، محمد بن بشار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوبکر بن مقری، ابن عدی، ابوعمرو بن حمدان، قاضی یوسف میانجی اور ان کے سوا دوسرے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔

آپ نے ۳۰۶ھ میں انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمرو کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ اس کو لوگوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علم کا قبض علماء کے فوت ہونے سے ہوگا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل رئیسوں کو اپنا راہنما بنالیں گے۔ ان سے مسئلے پوچھیں گے۔ وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

۷۵۵ $\frac{101}{10}$ امام رُویانی

آپ کی کنیت ابوبکر اور اسم گرامی محمد بن ہارون ہے۔ آپ بلند پایہ حافظ حدیث اور ایک مشہور مسند کے مصنف ہیں۔ ابوربیع زھرانی، اسحاق بن شاہین، ابوکریب، محمد بن حمید، فلاس، یحییٰ مقدم، ابوزرعہ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہیں اور ان سے ابوبکر اسماعیلی، ابراہیم بن احمد قرمیسینی، جعفر بن عبداللہ بن فنا کی اور دوسرے لوگ فیضیاب ہوئے۔ ابویعلیٰ خلیلی نے ان کی توثیق کی ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ فن فقہ میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

موصوف ۳۰۷ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن احمد صحاف کہتے ہیں، میں نے ابوالعباس بکری سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ علامہ ابن جریر امام ابن خزیمہ محمد بن نصر اور رویانی تحصیل علم کے لیے اکٹھے مصر گئے وہاں ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا اور نوبت فاقہ کشی تک پہنچی۔ آخر باہمی مشورے سے طے پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ شہر سے کھانا مانگ کر لائے۔ چنانچہ

Marfat.com

قرعہ اندازی کی گئی۔ اور قرعہ امام ابنِ خزیمہ کے نام نکلا وُہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے بھائیو! ذرا صبر سے کام لو پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حاکمِ مصر کا ایک خواجہ سرا ہاتھ میں شمع لیے ہُوئے اُن کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ اندر آتے ہی بولا۔ آپ میں سے محمد بن نصر کون ہیں؟ جواب ملا یہ ہیں اس نے پچاس پونڈ کی ایک تھیلی ان کے ہاتھ میں تھمادی پھر بولا ابنِ جریر کون ہیں؟ ان کو بھی پچاس پونڈ کی ایک تھیلی دے دی پھر اسی طرح ایک تھیلی امام ابنِ خزیمہ اور رویانی کے حوالے کرتے ہُوئے بولا کل دوپہر کے وقت حاکمِ مصر قیلولہ کر رہے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اس شہر میں محمد نامی چار بزرگ بھوکے ہیں اور فاقہ نے ان کو بے حد نڈھال کر دیا ہے۔ اس نے یہ تھیلیاں آپ کے پاس بھیجی ہیں اور آپ کو قسم دے کر کہا ہے کہ یہ مال ختم ہو جائے تو اس کو اطلاع دی جائے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت سہل بن سعد کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہو گئی۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا میرے ساتھ ایک اپاہج (لولے) نے یہ حرکت کی ہے۔ اُس سے پوچھا گیا تو اس نے زنا کا اقرار کر لیا۔ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہُوا تو آپ نے فرمایا یہ کوڑے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے اس لیے کھجور کا ایک خوشہ لے کر جس میں سو ڈوڈے ہوں، اس کو ایک دفعہ مار دیا جائے چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا گیا۔

امام نسائی نے اس حدیث کو ابو حازم کے واسطہ سے ذکر کیا ہے۔

۵۱۶ ۱۰۲/۱۰ العلامۃ الجوّال امام دِینَوَرِی

آپ کی کنیت ابو محمد اور نام عبداللہ بن وہب ہے۔ دینور کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور بہت بڑے عالم ہیں تحصیلِ علم کے لیے دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ اور ابو عمیر بن نحاس، یعقوب دورقی، ابو سعید اشج، محمد بن ولید بسری، احمد بن عبدالرحمان بن وہب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ مختلف اقالیم میں گھوم پھر کر ہر خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی۔ اور ان سے تقدم کے باوجود جعفر فریابی، ابو علی نیسابوری، قاضی یوسف میانجی، قاضی ابو بکر ابہری، عمر بن سہل دینوری اور ان کے آخری شاگرد عبداللہ بن سعید بروجردی نے اکتسابِ فیض کیا۔

حافظ ابو علی نیسابوری کہتے ہیں: مجھے اطلاع ملی ہے کہ امام ابوزرعہ ابنِ وہب کے ساتھ مذاکرہ کرنے سے عاجز آ جاتے تھے۔ ابنِ عدی کہتے ہیں۔ ابنِ وہب حدیث کے حافظ تھے لیکن میں نے عمر بن سہل سے سنا ہے وُہ ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے اور میں نے ابنِ عقدہ سے سنا ہے فرماتے تھے ابنِ وہب نے میرے پاس امام ثوری سے اپنی غریب احادیث کے دو جزء بھیجے ان میں سے میں نے صرف دو حدیثیں پہچانیں اور میں انہیں متہم سمجھتا ہوں۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں۔ متروک الحدیث ہیں۔

ابو علی حافظ کہتے ہیں: میں نے ابنِ وہب دینوری سے سنا ہے فرماتے تھے۔ میں ایک دفعہ امام ابوزرعہ کے پاس آیا۔

Marfat.com

تو میں نے دیکھا کہ ایک خراسانی آدمی ان کے سامنے موضوع احادیث بیان کر رہا ہے۔ امام موصوف فرماتے تھے یہ باطل اور بے بنیاد ہے اس پر وہ ہنستا اور کہتا جو حدیث ان کو یاد نہیں اس کے متعلق کہہ دیتے ہیں یہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ میں نے کہا بھائی! تمہارا مذہب کیا ہے؟ بولا حنفی المذہب ہوں۔ میں نے کہا امام ابوحنیفہ نے حماد سے کون کون سی حدیث باسناد بیان کی ہے؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے امام ابوزرعہ سے پوچھا آپ کو امام ابوحنیفہ کی حماد سے کوئی حدیث یاد ہے؟ تو انہوں نے فوراً ان کی کئی احادیث پڑھ کر سنا دیں۔ میں نے اس خراسانی سے کہا تجھے شرم نہیں آتی۔ امام المسلمین کے سامنے موضوع حدیثیں پڑھتے ہو اور تجھے اپنے امام کی ایک حدیث بھی یاد نہیں؟ امام ابوزرعہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور میرے سر کو بوسہ دیا۔ ابنِ عدی کہتے ہیں محدثین میں سے ایک قوم نے ابنِ وہب کو قبول کیا اور اس کو راستگو مانا ہے۔

میں کہتا ہوں آپ ۱۹۷ھ میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے عبیداللہ بن محمد بن ہارون کا یہ قول ملا ہے کہ میں نے امام شافعی سے مکہ معظمہ میں سنا ہے فرماتے تھے مجھ سے جو چاہو پوچھو میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے جواب دوں گا۔ اس پر کسی نے پوچھا اے ابوعبداللہ! اس شخص کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے احرام کی حالت میں بھڑ کو مار ڈالا؟ بولے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ہمیں ابن عیینہ نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد جو دو آدمی خلیفہ ہوں گے ان کی اقتدا کرو۔ یعنی ابوبکر اور عمر کی یہ حدیث اسی طرح مختصر بیان ہوئی ہے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمرو کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا۔ غریب لوگ خوش قسمت ہیں کسی نے پوچھا اے اللہ کے نبی! غریب کون ہیں؟ آپ نے فرمایا بہت سارے بُرے لوگوں میں چند نیکوکار غریب ہیں۔ یعنی نافرمان فرمانبرداروں سے زیادہ ہوں گے۔

جندب عدوانی سے بہت کم حدیثیں آتی ہیں۔ میں نے اس کی بہت تلاش کی ہے مگر پتہ نہیں چلا کہ ہے؟ محدثین کے ہاں ایک دوسرے راوی جنید بن عمرو عدوانی کا ذکر بھی ملتا ہے مگر یہ بھی غیر معروف ہے۔

۷۵۷ $\frac{۱۰۳}{۱۰}$ الحافظ الامام علی بن سراج حَرَشی بَصری

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ بنو حرش کی طرف نسبت کی وجہ سے حرشی کہلاتے ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ ابوعمیر بن نحاس، یوسف بن بحر، سعید بن ابی زیدون قیسرانی، سعید بن عمرو سکونی، فہد بن سلیمان اور دوسرے بہت سے آئمہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ اور ان سے ابوبکر شافعی، ابوبکر اسماعیلی، ابواحمد عسال، ابوبکر جعابی، ابوعمرو بن حمدان، علی بن عمر سکری اور متعدد دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں۔ ان کو حدیث اچھی طرح مضبوط تھی۔ خطیب کہتے ہیں رزمیہ حالات سے واقف اور حدیث کے حافظ تھے۔ دارقطنی یہ بھی کہتے ہیں نشہ آور نبیذ پینے کے عادی تھے۔

میں کہتا ہوں آپ ربیع الاول ۳۰۸ھ میں فوت ہوئے اور اسی سال درج ذیل علمائے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
المسند ابوعلی حسن بن محمد بن عنبر بغدادی وشار، ادیب جعفر بن قدامہ الکاتب کتب کثیرہ کے مصنف، ابوحبیب عباس بن قاضی احمد بن محمد بن عیسیٰ بہرتی، فقیہ محمد بن مفضل بن سلمہ بن عاصم ضبی اور محدثِ مکہ مفضل بن محمد بن ابراہیم جندی۔
مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ کسی آدمی نے کہا یارسول اللہ! میں خلوت میں نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی آدمی نے مجھ کو اس حالت میں دیکھ لیا اس سے مجھے مسرت اور خوشی ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم سر اور علانیہ دو ثواب کے مستحق ہو۔

۷۵۸ $\frac{۱۰۴}{۱۰}$ الحافظ الامام مُہَلَّبِی اَزدی

آپ کی کنیت ابومحمد اور نام عبدالرحمٰن بن عبدالمؤمن بن خالد ہے۔ آپ ممتاز حافظِ حدیث اور جرجان کے محدث ہیں۔ محمد بن زنبور، محمد بن حمید رازی اور ابراہیم بن موسیٰ وزدولی سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابنِ عدی، اسماعیلی، احمد بن ابی عمران جرجانی، ابوالحسن قصری اور متعدد دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔
آپ جرجان کے رؤسا اور علمائے میں شمار ہوتے تھے۔ ابنِ ماکولا کہتے ہیں ثقہ اور فنِ حدیث کے ماہر تھے۔ انہوں نے بتایا ہے آپ محرم ۳۰۹ھ میں فوت ہوئے۔
میں کہتا ہوں اس سال مسندِ بغداد عمر بن اسماعیل بن ابی غیلان ثقفی بغداد میں عمر رسیدہ محدث ابویحییٰ عبد بن علی بن مرزوق سیرینی نقاب، ابوبکر محمد بن حسن بن مکرم بغدادی یہ بصرہ میں رہا کرتے تھے، اور کتبِ کثیرہ کے مصنف امام ابوبکر محمد بن خلف بن مرزبان نے بھی انتقال فرمایا۔

۷۵۹ $\frac{۱۰۵}{۱۰}$ الحافظ الحجۃ امام تُستَرِی

آپ کی کنیت ابوجعفر اور نام احمد بن یحییٰ بن زہیر ہے۔ آپ بلند پایہ حافظِ حدیث، حجت اور چوٹی کے عالم تھے۔ انہوں نے ابوکریب، محمد بن حرب نسائی، حسین بن ابی زید دباغ، محمد بن عمار رازی، عمرو بن علیسیٰ ضبی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ قلب و دماغ میں علم کا عظیم ذخیرہ جمع کیا۔ کتابیں تصنیف کیں، رواۃ کی جرح و تعدیل میں مہارت حاصل کی اور اس فن میں مرتبۂ کمال پر فائز ہوئے۔ اور ان سے ابوحاتم بن حبان، ابواسحاق، ابوالقاسم طبرانی، ابوبکر بن مقری اور دوسرے آئمہ حدیث بیان کرتے ہیں۔
امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے جعفر بن احمد مراغی سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ عبدان اہوازی نے ابنِ زہیر کی کسی حدیث کا انکار کیا تو یہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے یہ میری کتاب حاضر ہے۔ آپ کو ابنِ عون عن الزہری عن سالم سے اعلیٰ سند کہاں ملے گی؟ اس پر عبدان نے معذرت چاہی اور کہا اے ابوجعفر! میں آپ کی حدیث کو غریب سمجھا تھا۔ حافظ ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں: میں نے دنیا میں ابواسحاق بن حمزہ سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ اور

Marfat.com

میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے دنیا میں ابوجعفر تستری سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ اور ابوجعفر کہتے تھے میں نے دنیا میں ابوزرعہ سے بڑا کوئی حافظِ حدیث نہیں دیکھا اور ابوزرعہ فرماتے تھے۔ میں نے دنیا میں امام ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑا کوئی نہیں دیکھا۔ ابن المقری کہتے ہیں۔ ہم سے تاج المحدثین احمد بن یحییٰ بن زھیر نے حدیث بیان کی ہے پھر ان کی ایک حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں آپ کا انتقال ۳۱۰ھ میں ہوا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت حذیفہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ایک دن روزہ رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسکین کو کھانا کھلانے پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس سال درج ذیل محدثین کرام کا بھی انتقال ہوا۔

علامہ ابنِ جریر، ابن منیع سے مسند کے راوی ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن حبیل بغدادی ابوعلی حسن بن حسین بن علی صواف، مسندِ مصر ابوشیبہ داؤد بن ابراہیم بن یزید بغدادی، مسند کوفہ ابوالحسن علی بن عباس بن ولید بجلی مقانعی، محدثِ شام ابوالعباس محمد بن حسن بن قتیبہ عسقلانی، شیخ القراء ابوعمران موسیٰ بن جریر رقی نحوی اور ولید بن بانان اصبہانی الحافظ۔

۷۶۰ ۱۰۶/۱۰ الحافظ السالم امام دولابی رازی وراق

آپ کی کنیت ابوبشر اور نام محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم انصاری ہے۔ رہے کنیت حدیث ہیں۔ انہوں نے احمد بن ابوشریح رازی، محمد بن منصور جواز، محمد بن بشر، ہارون بن [illegible] بن ایوب اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور اس سلسلہ میں حرمین، عراق، مصر، شام [illegible] کی طرف سفر کیا۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان سے عبدالرحمان بن ابوحاتم، عبداللہ بن عدی، ابن حبان، حسن بن رشیق، ہشام بن محمد بن مرد، سلیمان طبرانی، محمد بن عبداللہ بن حیویہ، ابوبکر بن احمد بن مہندس، ابوبکر بن مقری اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر ان میں بجز غیر کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ ابن حماد دولابی نعیم بن حماد پر ان کے اہل الرائے کے حق میں تشدد برتنے کی وجہ سے جرح کرنے میں متہم ہیں۔ میں کہتا ہوں انہوں نے منکر روایتیں بیان کرنے کے باوجود نعیم بن حماد پر جھوٹ کی تہمت لگا کر بے جا زیادتی میں مبالغہ کیا ہے۔ ابوسعید بن یونس کہتے ہیں۔ ابوبشر اہلِ فن ہیں مگر ان کو ضعیف بتایا جاتا ہے۔ آپ ذی قعدہ ۳۲۰ھ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام عرج میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں ان کا سال پیدائش ۲۲۴ھ ہے۔ ان کے ہمنام کوفہ کے ایک دوسرے حافظِ حدیث محمد بن احمد بن حماد امام دارقطنی کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت انس کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی عمر ۶۳۔ ۶۳ سال ہے۔

امام مسلم نے یہ حدیث ابوغسان زنیج کے واسطہ سے اپنی صحیح میں درج فرمائی ہے۔

۷۶۱ ۱۰۷/۱۰ الحافظ الصدوق الرحّال امام غازی جُرجانی

آپ کی کنیت ابوالحسن، نام محمد بن ابراہیم بن شعیب اور لقب محدّث جرجان ہے۔ جرجان کے رہنے والے بلند پایہ راست گو حافظِ حدیث ہیں۔ آپ نے محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، عمرو بن علی فلاس، محمد بن یحییٰ ذہلی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابنِ عدی، اسماعیلی، ابواحمد حاکم اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

آپ قابلِ اعتماد محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ متعین طور پر ان کا سالِ وفات معلوم نہیں ہو سکا۔ مگر آپ ۳۱۰ھ سے کچھ سال بعد فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابنِ عمر کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔ جہنم کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں اور سرکش شیطان پابند سلاسل کر دیئے جاتے ہیں۔ الحدیث

۷۶۲ ۱۰۸/۱۰ امام حِیرِی نیسابوری

آپ کی کنیت ابوجعفر اور نام احمد بن حمدان بن علی بن سنان ہے۔ نیسابور کے رہنے والے عابد زاہد حافظِ حدیث ہیں پیشوائی کے مرتبہ پر فائز اور مستجاب الدعوات تھے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث پہنچی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ میرے والد عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو کہو اس سے رجوع کرے حتیٰ کہ وہ پاک ہو پھر ایک دوسرا حیض گذارے۔ پاک ہونے کے بعد اگر طلاق دینا چاہے تو قبل از جماع طلاق دے اور اگر اپنے پاس رکھنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

یہ حدیث اس سند کے ساتھ غریب ہے۔ اس کو حافظ ابنِ عقدہ نے ان ہی ابوجعفر حیری کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے عبداللہ بن ہاشم طوسی، عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم، محمد بن یحییٰ ذہلی، احمد بن ازہر، عبداللہ بن ابی میسرہ، احمد بن ابی غرزہ غفاری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور صحیح مسلم کی شرط پر ایک صحیح تصنیف کی ہے۔ ان سے ان کے دونوں صاحبزادے شیخ خوارزم محمد اور ابوعمر محمد، حسان بن احمد فقیہ، حافظ ابوعلی، عبداللہ بن سعد اور دوسرے لوگ

Marfat.com

روایت کرتے ہیں۔

ان کے صاحبزادے ابوعمرو بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود ابویعلیٰ سے محمد بن عباد عن ابی عیینہ کی حدیث لینے کے لیے موصل اور عمران بن موسیٰ بن مجاشع سے تحویل قبلہ کی حدیث لینے کے لیے جرجان تک سفر کیا۔ میرے والد شب زندہ دار تھے اور ان کے سب لڑکے عابد زاہد تھے۔ ان کے نواسے شیخ ابوبشر حلوانی یگانہ روزگار محدث اور شیخ الحرم تھے۔ آپ ۳۸۶ھ تک زندہ رہے۔ ابوجعفر کا امام ابن خزیمہ سے چند روز پہلے ۳۱۱ھ میں انتقال ہوا۔

سلمی کہتے ہیں: ابوجعفر، ابوحفص نیسابوری اور شاہ شجاع کی صحبت میں رہے ہیں اور شیخ الطائفہ جنید ان سے خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ ابوعثمان کہا کرتے تھے جو شخص خدا سے ڈرنے والے لوگوں کا طریقہ دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ ابوجعفر کو دیکھ لے۔ رحمۃ اللہ علیہم

۷۶۳ $\frac{۱۰۹}{۱۰}$ الحافظ الثقہ امام سَخْتیانی جُرجانی

آپ کی کنیت ابواسحاق اور نام عمران بن موسیٰ بن مجاشع ہے۔ آپ جرجان کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث اور محدثِ جرجان ہیں۔ انہوں نے ہدبہ بن خالد، ابراہیم بن منذر حزامی، سوید بن سعید، ابوالربیع زہرانی، ابوکامل جحدری اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابراہیم بن یوسف ھسنجانی، ابوعبداللہ بن اخرم، حافظ ابوعلی نیسابوری، ابو عمرو بن نجید، ابوعمرو بن حمدان اور دوسرے بہت سے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

آپ ثقہ، پختہ کار اور کتب کثیرہ کے مصنف تھے۔ تقریباً ۱۰۰ سال عمر پاکر رجب ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت سعد کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر روز ایک ہزار نیکی کما لے؟ صحابہ نے عرض کی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک دفعہ سبحان اللہ کہے اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار گناہ دور ہو جائیں گے۔

۷۶۴ $\frac{۱۱۰}{۱۰}$ امام جَوْنی بَصْری

آپ کی کنیت ابوعمران اور نام موسیٰ بن سہل ہے۔ بصرہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں۔ طلب حدیث کے لیے سفر کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے عبدالواحد بن غیاث، محمد بن سنجر مدنی، طالوت بن عباد، ہشام بن عمار اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ موصوف بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ امام دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے اور ان سے دعلج، محمد بن مظفر، علی بن عمر سکری، ابوبکر بن مقری اور دوسرے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

آپ رجب ۳۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ علماء اور سندین حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو پہلے وضو کر لیتے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

۷۶۵ ۱۱۱/۱۰ امام ابنِ قُتَیبہ عَسقَلانی

آپ کی کنیت ابوالعباس اور اسم گرامی محمد بن حسن بن قتیبہ ہے۔ عسقلان کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور فلسطین کے محدث ہیں۔ آپ نے صفوان بن صالح مؤذن، ابراہیم بن ہشام غسانی، ہشام بن عمار، یزید بن عبداللہ بن موہب رملی، محمد بن رمح، عیسیٰ بن حماد، حرملہ بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ زمانی اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابنِ عدی، حافظ ابوعلی نیسابوری، قاضی یوسف میانجی، ابوبکر بن مقری اور ان کے سوا دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور میں گڑیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

اسی طرح ان کے واسطہ سے مجھے اپنی سند سے حضرت تمیم داری کی یہ حدیث پہنچی ہے فرماتے ہیں: میں نے کہا یارسول اللہ! میں نے رومیوں کا کوئی شہر انطاکیہ کی طرح پُررونق نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی ایسا شہر دیکھا ہے جس میں اس سے زیادہ بارش ہوتی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک غار میں عصا موسیٰ، تورات، تختیوں کے ٹکڑے اور مائدہ سلیمان بھی محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا دن اور رات کے ختم ہونے سے پہلے میری نسل سے ایک آدمی یہاں آباد ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ اُس کا جسم میرے جسم سے اور اس کے اخلاق و عادات میرے اخلاق و عادات سے ملتے ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔

یہ حدیث منکر اور ضعیف الاسناد ہے۔ خطیب اس کو اپنی تاریخ میں بسند عن احمد بن الحسن بن خیرون عن ابنِ بطجا لائے ہیں۔

۷۶۶ ۱۱۲/۱۰ امام ھیثم بن خلف دُوری

آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ قابلِ اعتماد حافظِ حدیث ہیں۔ آپ نے عبدالاعلیٰ بن حماد، عبیداللہ بن عمر قواریری، اسحاق بن موسیٰ، ابن حمید، عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ان سے ابوبکر شافعی، عبدالعزیز بن جعفر خرقی، علی بن لؤلؤ، ابوعمرو بن حمدان اور دوسرے لوگ فیضیاب ہوئے۔

اسماعیلی کہتے ہیں آپ پختہ کار تھے۔ احمد بن کامل کہتے ہیں۔ اپنے سفید بالوں کو خضاب نہیں لگاتے تھے۔ حدیث بہت زیادہ بیان کرتے تھے۔ انہیں اپنی کتابیں خوب ضبط تھیں۔ ابن المنادی کہتے ہیں: آپ نے صفر ۳۰۷ھ میں انتقال فرمایا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے مسروق کی یہ حدیث ملی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہؓ سے اختیار کا

Marfat.com

مسئلہ پوچھا تو فرمانے لگیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دے دیا تھا۔ ہم نے آپ کے پاس رہنا پسند کیا تو کیا اس سے طلاق ہو گئی؟

۷۶۷ ۱۱۳/۱۰ امام ابو قُرَیش اَصَمّ قُہُستانی

آپ کا اسم گرامی محمد بن جمعہ بن خلف ہے۔ قہستان کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور حجت ہیں۔ آپ نے محمد بن حمید رازی، احمد بن منیع، یحییٰ بن حکیم مقوم، ابوکریب، عبدالجبار بن علاء، احمد بن مقدام، محمد بن زنبور اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ابوبکر شافعی، حافظ ابوعلی نیسابوری، ابوسہل صعلوکی، احمد بن محمد بن بالویہ، ابوحامد احمد بن سہل انصاری اور ان کے سوا دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

آپ کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں، مسند کبیر کے مصنف ہیں۔ کتب فقہ کے طریقہ پر ابواب وار ایک کتاب لکھی اور امام مالک، سفیان اور شعبہ کی احادیث میں علیحدہ علیحدہ کتابیں تصنیف کیں۔ بیدار مغز، سمجھدار، حافظِ حدیث، صاحب اتقان اور مذاکرہ کے پابند تھے۔ خطیب کہتے ہیں۔ ضابط، حافظ، متقن اور کثیر السماع والرحلۃ تھے۔ آپ نے ابواب اور رجال پر دو مسند کتابیں تالیف کیں اور آئمہ کی احادیث کو الگ الگ کتابوں میں جمع کیا۔ اُن کی احادیث کے متعلق حفاظ حدیث سے مذاکرہ کرتے تو ان پر غالب آجاتے تھے۔ حاکم کہتے ہیں میں نے حافظ ابوعلی نیسابوری سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے حافظ ثقہ امین ابوقریش نے حدیث بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں تقریباً ۹۰ سال عمر پاکر ۳۱۳ھ میں آپ نے قرسیان میں انتقال فرمایا۔ اور اس سال مندرجہ ذیل حفاظ حدیث بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن سابور وراق، ابوالعباس احمد بن محمد بن حسین [illegible] جماہر بن محمد بن احمد ازدی زملکانی، ابومحمد عبداللہ بن زیدان بجلی کوفی، ابوالحسن علی بن عبدالحمید غضائری [illegible] احمد بن ابی عون نسوی اور ابوالولید محمد بن ادریس شامی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو توڑ دے گا اور اگر تو اس کو اپنی حالت پر رہنے دے تو اس کی کجی کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

۷۶۸ ۱۱۴/۱۰ قُدوۃُ المحدثین امام ابنِ ابی داؤد سِجِستانی

آپ کی کنیت ابوبکر اور اسم گرامی عبداللہ بن حافظ کبیر امام ابوداؤد سجستانی ہے۔ قدید ازدی طرف نسبت کی وجہ سے ازدی کہلاتے ہیں۔ سجستان کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور بہت بڑے عالم ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اقلیم سجستان میں پیدا ہوئے اور خراسان، عراق، حرمین، مصر، شام اور [illegible] جیسے دور دراز مقامات میں گھوم پھر کر عیسیٰ بن حماد، احمد بن صالح، ابن سرح، محمد بن یحییٰ ذہلی، علی بن خشرم، محمد بن اسلم، ابوسعید اشج اور ان کے طبقہ سے

Marfat.com

حدیث کا سماع کیا۔ علوم و فنون میں کمال پیدا کیا اور اپنے اقران و اماثل سے سبقت لے گئے۔ اور ان سے ابن مظفر، دارقطنی، ابو عمرو بن حیویہ، ابو احمد حاکم، ابو حفص بن شاہین، ابو القاسم بن جبابہ، عیسیٰ بن وزیر، ابو طاہر مخلص، محمد بن عمر بن زنبور، ابو مسلم کاتب اور دوسرے بہت سے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔

آپ ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور اپنی خداداد ذہانت اور والد ماجد کی کوشش اور توجہ سے ۲۴۰ھ میں ۱۰ سال کی عمر میں ہی حدیث کا سماع کیا شروع کر دیا۔ خود فرمایا کرتے تھے۔ میں نے امام اسحاق بن راہویہ کا جنازہ دیکھا ہے۔ نیز فرمایا جب میں تحصیل علم کے لیے کوفہ گیا تو میرے پاس صرف ایک درہم تھا اور میں نے اس کے ۳۰ مد (تقریباً ۲۱ سیر) باقلا خرید لیے ان کو کھاتا تھا اور امام اشیخ سے حدیث لکھتا تھا۔ یہ باقلا ختم ہونے سے پہلے میں نے تیس ہزار احادیث لکھ لی تھیں۔ جن میں مقطوع اور مرسل بھی شامل تھیں۔

ابو بکر بن شاذان کہتے ہیں ایک دفعہ امام ابن ابی داؤد اصفہان (اور ایک نسخہ میں سجستان ہے) تشریف لائے تو لوگوں نے اُن سے حدیث بیان کرنے کے لیے کہا بولے میرے پاس میری کتاب نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے ابن ابی داؤد اور کتاب کی احتیاج ؟ کہتے ہیں جب انہوں نے یہ کہہ کر مجھے غیرت دلائی تو میں نے ان کو زبانی تیس ہزار احادیث املا کرا دیں۔ پھر اس کے بعد جب میں بغداد آیا تو بغداد کے محدثین کہنے لگے سجستان گئے ہیں اور ان سے مذاق کر آئے ہیں۔ پھر انہوں نے چھ دینار دے کر ایک تیز رفتار قاصد سجستان بھیجا تاکہ وہ احادیث لکھوا لائے۔ جب وہ احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی آئیں تو جانچ پڑتال کرنے کے لیے حفاظِ حدیث کے سامنے پیش کی گئیں۔ انہوں نے چھ احادیث میں میری غلطی کی نشاندہی کی۔ ان میں بھی تین اُسی طرح تھیں جس طرح میں نے بیان کی تھیں اور تین میں واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ ابو القاسم ازہری نے ابن شاذان سے اسی طرح یہ واقعہ سجستان کا بتایا ہے۔ مگر حافظ ابو علی نیسابوری اور دوسرے محدثین نے خود امام ابن ابی داؤد سے یہ واقعہ اصفہان کا بیان کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ازہری سے وہم ہو گیا ہے۔

امام حاکم کہتے ہیں میں نے حافظ ابو علی نیسابوری سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے امام ابی داؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دفعہ میں نے اصفہان میں ۳۶ ہزار احادیث زبانی املا کرائیں۔ محدثین نے ان میں سے سات احادیث میں میرا وہم بتایا۔ جب گھر آ کر میں نے اپنی کتابیں دیکھیں تو ان میں سے پانچ احادیث اسی طرح تھیں جس طرح میں نے ان کو لکھائی تھیں۔

حافظ ابو محمد خلال کہتے ہیں: ابن ابی داؤد اپنے والد امام ابو داؤد سے زیادہ حدیث یاد رکھنے والے تھے۔ حافظ صالح بن احمد ہمدانی کہتے ہیں: ابن ابی داؤد اہل عراق کے امام تھے۔ بادشاہ نے ان کے حدیث بیان کرنے کے لیے منبر رکھوا دیا تھا۔ ان کے زمانہ میں عراق میں ان سے اعلیٰ سند والے کئی مشائخ موجود تھے لیکن حفظ و اتقان میں جس مقام پر یہ پہنچے تھے وہ نہیں پہنچے تھے۔ ابن شاہین کہتے ہیں: امام ابن ابی داؤد ہمیں حدیث املا کرایا کرتے تھے لیکن میں نے کبھی ان کے ہاتھ میں کتاب نہیں دیکھی زبانی املا کرایا کرتے تھے۔ نابینا ہونے کے بعد منبر پر بیٹھ جاتے اور ان کا بیٹا ابو معمر ہاتھ میں کتاب لے کر نچلی سیڑھی پر بیٹھ جاتا تھا اور ان سے کہتا تھا، فلاں حدیث بیان کیجیے آپ بڑی روانی کے ساتھ

Marfat.com

وہ حدیث بیان کرتے اور اس طرح پوری مجلس ختم کر دیتے۔ ایک دن آپ نے ہمیں حدیث "الفتون" زبانی پڑھ کر سنائی۔ اس پر ابو تمام زینبی کھڑے ہو کر کہنے لگے: خدا آپ کا بھلا کرے میں نے آپ جیسا قوی الحافظہ کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ ممکن ہے ابراہیم حربی آپ کا جواب ہو۔ فرمانے لگے امام حربی کو جو کچھ یاد تھا وہ مجھے یاد ہے لیکن میں نجوم جانتا ہوں اور وہ نجوم نہیں جانتے تھے۔

خطیب کہتے ہیں ابن ابی داؤد کو ان کے والد امام ابو داؤد سجستان سے لے کر نکلے اور خراسان، جبال، اصفہان، فارس، بصرہ، بغداد، کوفہ، مدینہ، مکہ، شام، مصر، جزیرہ اور سرحدی مقامات جیسے دور دراز مشرقی اور مغربی شہروں میں اپنے ساتھ لیے پھرے تاکہ مختلف شیوخ سے حدیث کا سماع کریں۔ اور علم و فن کو ضبطِ تحریر میں لائیں۔ انہوں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔ اور مسند، سنن، تفسیر، قراءات، ناسخ و منسوخ اور ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نامور فقیہ، ممتاز عالم اور بلند پایہ حافظِ حدیث تھے۔

میں کہتا ہوں ابو بکر وسعتِ علم کے ساتھ قوتِ نفس کے بھی مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے انہیں اپنے آپ پر بڑا ناز تھا۔ ایک دفعہ وزیر ابو حفص بن عباس نے ان کے اور ابنِ صاعد کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی۔ ان دونوں کو ایک مکان میں بلایا۔ جس میں ابنِ شاہین بھی موجود تھے۔ وزیر نے کہا اے ابو بکر! چونکہ ابو محمد (ابن صاعد) آپ سے بڑے ہیں اس لیے آپ اُٹھ کر ان کے پاس آئیں۔ بولے میں ایسا نہیں کروں گا۔ وزیر یہ جواب سن کر خفا ہو گیا اور بولا تم ایک کھوٹے شیخ ہو، بولے کھوٹا شیخ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے۔ وزیر نے پوچھا کون جھوٹ بولتا ہے؟ ابن صاعد کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ پھر یہ کہہ کر اُٹھ آئے کہ تم سمجھتے ہو کہ مجھے تیرے ہاتھ سے تنخواہ ملتی ہے اس لیے میں اپنے آپ کو تمہارے سامنے ذلیل کروں گا۔ خدا کی قسم تیرے ہاتھ سے کبھی کوئی چیز نہیں لوں گا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر اپنے ہاتھ سے اُن کی تنخواہ [illegible] کے ہاتھ بھیجتے تھے۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں، میں نے ابو بکر سے سنا ہے فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے ابو زرعہ سے کہا مجھے امام مالک کی کوئی ایسی غریب حدیث سناؤ جو کسی کو معلوم نہ ہو تو انہوں نے وہب بن کیسان سے حضرت اسماء کی یہ حدیث — لا تحصی فیحصی علیک — بیان کی اور اسے ایک ضعیف راوی عبدالرحمٰن بن شیبہ سے روایت کیا۔ میں نے کہا آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس سند کے بجائے آپ یہ حدیث مجھ سے اس سند کے ساتھ لکھیں عن احمد بن صالح عن عبداللہ بن نافع عن مالک میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ناراض ہو گئے اور میرے والد کے پاس میری شکایت کرتے ہوئے بولے۔ دیکھیے ابو بکر مجھے کیا کہتا ہے۔

منقطع سند کے ساتھ مروی ہے کہ مشہور محدث احمد بن صالح بے ریش لڑکوں کو اپنے حلقۂ درس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور امام ابو داؤد چاہتے تھے کہ ان کے صاحبزادے ان سے حدیث کا سماع کریں۔ اس لیے انہوں نے اس کے [illegible] مصنوعی داڑھی لگا دی۔ جس کی وجہ سے اسے حلقۂ درس میں بیٹھنے اور حدیث کا سماع کرنے کا موقع

مل گیا۔ جب شیخ کو پتہ چلا تو امام ابوداؤد پر ناراض ہوئے اور کہنے لگے میرے ساتھ اس قسم کی جعل سازی اور ہیرا پھیری کیوں کی؟ امام ابوداؤد بولے آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں میرے لڑکے کا امتحان کر کے دیکھیں اگر وہ علم و فضل میں بڑے بڑے علماء کا مقابلہ نہ کرے تو اس کو بے شک سماعِ حدیث سے محروم کر دیں۔

سلمی کہتے ہیں میں نے دارقطنی سے ابن ابی داؤد کے متعلق پوچھا تو فرمایا ثقہ ہیں لیکن حدیث پر کلام کرتے وقت بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ ابونعیم نے ابوبکر کی آزمائش و ابتلاء کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کو قتل سے نجات دلانے میں محمد بن عبداللہ بن حفص ذکوانی نے بہت کوشش کی تھی ان پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے حضرت علی کے حق میں ناشائستہ کلمات کہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی بلکہ بات صرف یہ تھی کہ نواصب کا قول نقل کرنے میں ان سے کچھ غلطی ہو گئی تھی جس کو مفسدہ پردازوں نے ان کے خلاف چغلی کھانے کا ذریعہ بنایا تھا۔ احمد بن یوسف ازرق کہتے ہیں میں نے امام ابوبکر بن ابی داؤد سے کئی دفعہ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جن لوگوں کا میرے ساتھ کوئی جھگڑا ہے میں نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ مگر جن لوگوں نے مجھ پر حضرت علی سے بغض رکھنے کی تہمت لگائی ہے ان کو کبھی معاف نہیں کرونگا۔ ابن عدی کہتے ہیں: میں نے محمد بن ضحاک بن عمرو بن ابی عاصم سے سنا ہے فرماتے تھے میں خدا کے سامنے محمد بن یحییٰ بن مندہ پر شہادت دوں گا کہ اس نے کہا ہے میں خدا کے سامنے ابوبکر بن ابی داؤد پر شہادت دوں گا کہ اس نے کہا ہے: زھری عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ایک آدمی کے کثرت سے لوگوں کے مکانوں پر چڑھنے کی وجہ سے ناخن گھس گئے تھے۔ الحدیث

میں کہتا ہوں یہ جھوٹی کہانی ہے خدا اس کو غارت کرے جس نے یہ کہانی وضع کی ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اگر ہم نے یہ شرط نہ کی ہوتی کہ جس راوی پر کسی قسم کی جرح ہوئی ہے ہم اسے ذکر کریں گے تو میں ابن ابی داؤد کا ذکر نہ کرتا ان پر ان کے والد اور ابراہیم بن اورمہ نے جرح کی ہے۔ شروع جوانی میں ان پر حضرت علی سے بغض رکھنے کی تہمت لگی تھی جس کی وجہ سے ان کو ابن الفرات نے بغداد سے واسط کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد علی بن عیسیٰ نے ان کو واپس منگا لیا۔ چنانچہ یہ واپس آکر حدیث کا درس دینے لگے اور حضرت علی کے فضائل بیان کیے۔ پھر حنبلی مذہب اختیار کیا اور ان کے مذہبی راہنما متصور ہونے لگے۔ یہ محدثین کے نزدیک مقبول ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ ان کے والد نے ان میں کیا خرابی دیکھ کر ان پر جرح کی ہے۔ عبدان کہتے ہیں میں نے امام ابوداؤد سے سنا ہے فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ عبداللہ عہدۂ قضا کا طلب گار ہے۔ علی بن حسین بن جنید کہتے ہیں۔ میں نے امام ابوداؤد سے سنا ہے فرماتے تھے میرا لڑکا عبداللہ کذاب ہے۔ آخر میں ابن عدی نے کہا ابن صاعد کہتے تھے اس کے بارہ میں اس کے باپ نے جو کچھ کہا ہے وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ محمد بن عبداللہ قطان کہتے ہیں: میں ایک دفعہ ابن جریر کے پاس حاضر تھا کسی شخص نے کہا اب تو ابن ابی داؤد لوگوں کو حضرت علی کے فضائل پڑھ کر سناتے ہیں۔ کہنے لگے پولیس سے ڈر کر ایسا کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں ان کے بارہ میں ابن صاعد کی جرح قابلِ قبول نہیں جس طرح کہ ابن ابی داؤد کی طرف سے ابن صاعد

Marfat.com

کی تکذیب ناقابلِ اعتبار ہے۔ ان کے بارہ میں ابنِ جریر کی جرح کا بھی یہی حال ہے۔ ان لوگوں کی آپس میں دشمنی تھی جس کی بناء پر ایک دوسرے پر جرح کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے پر معاصرین کی جرح میں توقف کیا جاتا ہے۔ رہی ان کے والد کی جرح تو اگر وہ صحیح ہے تو ظاہر یہی ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ اپنی بات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ یہ حدیثِ نبوی میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ممکن ہے یہ بات انہوں نے عبداللہ کی نوعمری میں کہی ہو۔ بعد میں بڑے ہو کر وہ سیادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

محمد بن عبیداللہ بن شخیر کہتے ہیں: ابن ابی داؤد صوفی منش عابد اور زاہد تھے۔ جس دن فوت ہوئے تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ ۸۷ سال عمر پا کر ذی الحجہ ۳۱۳ھ میں انہوں نے وفات پائی اور اپنے پیچھے تین لڑکے عبدالاعلیٰ، محمد اور ابو معمر عبیداللہ اور پانچ لڑکیاں چھوڑیں۔ ان پر ۹۰ مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ جس سال یہ فوت ہوئے اس سال درج ذیل علماء نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

شیخِ مصر ابوالحسن بیان بن محمد حمال زاہد، ابوبکر محمد بن خریم عقیلی دمشقی، شیخ النحو ابوبکر محمد بن سری بن سراج صاحب المبرد اور ابوعبداللہ احمد بن ہشام بن عمار دمشقی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عائشہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے سوا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بندے آگ سے آزاد کرے۔

۷۶۹ $\frac{۱۱۵}{۱۰}$ الحافظ المجوّد امام عَبْدُوس بن احمد بن عُبَاد ثقفی ہَمْدَانی

آپ کی کنیت ابو محمد، نام عبدالرحمان اور لقب عبدوس ہے۔ ہمدان کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث ہیں۔ محمد بن عبید اسدی، یعقوب دورقی، زیاد بن ایوب، ابوسعید اشج، حمید بن ربیع، عبدالرحمان بن عمر [illegible] عباس بن یزید بحرانی، اپنے والد حمدویہ بن عباد بن سعید اور متعدد دوسرے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ ان سے احمد بن صالح، علی بن حسن بن ربیع، جبریل عدل، قاسم بن حسن فلکی، محمد بن حمدویہ بن سہل، ابواحمد غطریفی اور ابواحمد حاکم نے استفادہ کیا۔

شیرویہ تاریخ ہمدان میں لکھتے ہیں۔ ہمارے شہر کے اکثر اہل حدیث ان سے روایت کرتے ہیں۔ اس فن کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ ثقہ اور متقن تھے۔ حافظ صالح بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا ہے فرماتے تھے۔ عبدوس ہمارے شہر میں فن حدیث کی میزان تھے۔

آپ نے صفر ۳۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کا گھر ساجی کے شہر میں تھا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور آدمی کو وہی کچھ حاصل ہوگا جس کی اس نے نیت کی، جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے

یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہے اس کی ہجرت اس کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔
یہ حدیث محمد بن عمرو کی روایت سے غریب ہے۔ وہ اس کو ربیع بن زیاد سے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ میرے خیال میں اس کو ان سے ابنِ عبید کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ اور وہ صدوق اور راست گو ہیں۔

۷۷۰ ۱۱۶/۱۰ حافظ امام ابو عَرُوبہ سُلَمی حَرّانی

آپ کا اسمِ گرامی حسین بن محمد بن ابی معشر مودود ہے۔ حران کے محدث اور ایک تاریخ کے مصنف ہیں۔ انہوں نے پہلے پہل علمِ حدیث ۲۳۶ھ میں پڑھنا شروع کیا۔ اور مخلد بن مالک سلمینی، محمد بن حارث رافقی، محمد بن وہب بن ابی کریمہ، اسماعیل بن موسیٰ فزاری، عبدالجبار بن علاء، مسیب بن واضح اور اس طبقہ سے اور بعد کے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ قابلِ اعتماد اور عقلمند لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان سے ابو حاتم بن حبان، ابو احمد بن عدی، ابن المقری، ابو احمد حاکم، محمد بن مظفر، قاضی ابو بکر ابہری اور عمر بن علی قطان نے استفادہ کیا۔ نیز دور دراز سے لوگ ان کی ملاقات کرنے کے لیے آتے تھے۔

ابنِ عدی کہتے ہیں یہ فنِ حدیث اور علم الرجال سے خوب واقف تھے۔ اس امتیاز کے ساتھ ساتھ شہر حران کے مفتی تھے۔ میں نے ان سے چند محدثین کے بارہ میں سوال کیا تو مجھے تسلی بخش جواب دیئے۔ ابو احمد اپنی کتاب "الکنی" میں لکھتے ہیں یہ حسین بن محمد بن مودود ہیں۔ ان کو ابو عثمان عبدالرحمان بن عمرو بجلی اور ابو وہب بن مسرح سے سماع حاصل ہے جن آئمہ کو ہم نے پایا ہے ان سب سے زیادہ پختہ کار اور ان سب سے حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ فنِ حدیث، فقہ اور علمِ کلام میں معرفت تامہ رکھتے تھے۔

ابنِ یونس کہتے ہیں امیر المؤمنین حضرت معاویہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ابو عروبہ غالی شیعہ تھے اور بنو اُمیہ سے سخت عداوت رکھتے یہ کہتا ہوں جسے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے محبت ہے وہ غالی نہیں ہے ہاں جو ان کے عیوب اور مثالب بیان کرے وہ ضرور غالی ہے اور جو ان دونوں کو کافر کہے (العیاذ باللہ) اس پر کفر کا فتوے لگانا اور لعنت کرنا جائز ہے۔ ابو عروبہ میں غایت درجہ کا تشیع کہاں سے آیا؟ ہاں بنو امیہ میں سے ولید اور دوسرے ظالم حکام کو بُرا بھلا ضرور کہتے تھے۔

قراب نے ان کی وفات ۳۱۸ھ بتائی ہے۔
میں کہتا ہوں انہوں نے تقریباً سو سال عمر پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین دفعہ وضو کیا۔

Marfat.com

۷۷۱ ۱۱۷/۱۰ امام یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب ہاشمی بغدادی

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ امیر المؤمنین ابو جعفر منصور کے آزاد کردہ غلام اور قابلِ اعتماد حافظِ حدیث ہیں۔ ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور خود کہتے ہیں کہ ۲۳۶ھ میں میں نے حسن بن عیسیٰ بن ماہر جس سے حدیث لکھنا شروع کر دی تھی۔ اور لوین، احمد بن منیع، قاضی سوار بن عبداللہ، یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ، حسن بن حماد سجادہ، ابو ہمام سکونی، ہارون بن عبداللہ حمال، ابو عمار حسین بن حریث، عبداللہ بن عمران عابدی، محمد بن زنبور اور دوسرے بے شمار لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے مرتبہ اور عمر میں بڑا ہونے کے باوجود ابو القاسم بغوی، محمد بن عمر جعابی، ابن المظفر، دار قطنی، ابن حبابہ، ابو طاہر مخلص، عبدالرحمان بن ابی شریح، ابو مسلم کاتب، ابو ذر عمار بن محمد اور دوسرے بہت سے لوگوں نے کسب فیض کیا۔ یوسف اور احمدان کے دو بھائی تھے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: ثقہ، ثبت اور حافظ ہیں۔ احمد بن عبدان شیرازی کہتے ہیں: ان کے پاس علم حدیث محمد بن محمد باغندی سے زیادہ تھا۔ اور درایت میں کسی کو ان پر برتری حاصل نہیں تھی۔ ابو علی نیشاپوری فرماتے ہیں: عراق میں ابنِ صاعد کے اقران میں سے فہم اور ہوشمندی میں کوئی ان کا ہمسر نہیں تھا۔ ہمارے نزدیک حفظ سے فہم زیادہ اہم ہے اور ان کو فہم و حفظ میں ابن ابی داؤد پر فوقیت حاصل ہے۔ ابن جعابی سے پوچھا گیا ابن صاعد کو حدیث یاد تھی؟ مسکرا کر بولے ابو محمد کے متعلق یہ نہیں کہنا چاہیے کہ انہیں حدیث یاد تھی۔ حدیث تو ان کو نوک پلک سے تھے۔

ابو بکر فقیہ ابہری کہتے ہیں: ایک دفعہ میں ابنِ صاعد کے ہاں بیٹھا تھا ایک عورت آئی اور رونے لگی کہ کنوئیں میں مرغی گر کر مر گئی ہے۔ پانی پلید ہو گیا یا پاک ہے؟ فرمانے لگے بڑا افسوس ہے مرغی نے کپڑے کو ڈھانپ کر نہیں رکھا تھا۔ میں نے اس کو کہا اگر پانی کا رنگ بو اور مزہ نہیں بدلا تو پاک ہے۔ ابو علی کتانی کہتے ہیں: ابنِ صاعد بہت بڑے عالم تھے۔ حدیث اور احکام میں متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ کثیر مسائل میں احتیاطاً جواب نہیں دیا کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں ابن صاعد رجال اور علل میں بہت عمدہ کلام کرتے ہیں جس سے ان کے وسیع علم کا پتہ چلتا ہے۔ موصوف نے ذی قعدہ ۳۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔

مجھے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث مل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیئے۔ اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث ایوب عن محمد کے واسطہ سے ذکر کی ہے۔ ابن بشید کہتے ہیں ان کی سند میں مذکور راوی ابراہیم راست گو ہیں۔

مجھے ان کے واسطہ سے حمید بن عبدالرحمان کی یہ حدیث بھی مل ہے کہتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ایک صحابی حضرت اسید کے پاس گئے۔ تو وہ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمہیں حیا سے خیر کے سوا اور کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔

(تذکرۃ الحفاظ کی دوسری جلد ختم ہوئی)

Marfat.com

إنما الأعمال بالنيات وإنما لامرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه

الحديث

تذكرة الحفاظ

تاليف

امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد الذہبی

اُردو ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق

تقدیم وتہذیب

منیر احمد السلفی

اسلامک پبلشنگ ہاؤس

لاہور، پاکستان